نیوایڈیشن

نہم
جماعت

اردو

(لازمی)

شمس بکس پبلشر ٹوپی (صوابی)
بلمقابل تحصیل بلڈنگ ٹوپی 0334-3377147
Shams Books Publisher

Scanned with CamScanner

نقالوں سے ہوشیار رہیں

شمس نوٹس کا مونوگرام دیکھ کر خریدیں

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہے

کوئی ادارہ یا کوئی شخص اس کتاب کے نام اور اس کے کسی حصہ یا
مواد کو ناشر اور مولف کی اجازت کے بغیر شائع کرنے کا مجاز نہ ہو گا

اس کتاب کو بہت احتیاط اور تحقیق کے بعد مرتب کیا گیا ہے
تاکہ کوئی غلطی نہ رہ جائے، پھر بھی کوئی غلطی سامنے آئے تو اسے
تقاضائے بشریت سمجھتے ہوئے براہ کرم ادارہ کو مطلع فرما کر شکریہ کا
موقع دیں۔ انشاء اللہ اس کی آئندہ اصلاح کی جائے گی

نام کتاب : اُردو
مؤلف : عارف
ناشر : شمس پبلیشر
قیمت : 250 روپے

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	سبق نمبرا اخلاق نبوی ﷺ	1	18	غزلیات خواجہ حیدر علی آتش	169
2	سبق نمبر۲ اسلام میں گداگری کی مذمت	13	19	غزلیات اسداللہ غالب	180
3	سبق نمبر۳ قومی اتفاق	24	20	غزلیات بہادر شاہ ظفر	189
4	سبق نمبر۴ انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا	34	21	نادیدہ عبارات پر سوالات	198
5	سبق نمبر۵ نصوح کا خواب	44		خطوط	202
6	سبق نمبر۶ حج اکبر	56	22	والد کے نام خط (امتحان میں کامیابی کے بارے میں)	204
7	سبق نمبر۷ دستک	67	23	چھوٹے بھائی کے نام خط (دل لگا کر پڑھنے کی تلقین)	205
8	سبق نمبر۸ غلام	74	24	سہیلی کے نام خط	206
9	سبق نمبر۹ آرام وسکون	84	25	بہن کے نام خط (تاریخی عمارات کی سیر کے لئے)	206
10	سبق نمبر۱۰ نیلی جھیل	91	26	چچا کے نام خط (بھائی جان کی فرزندگی سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے بارے میں)	207
11	سبق نمبر۱۱ سفارش طلب	99	27	استاد کے نام خط (اپنی کسی مشکل کے بارے میں)	208
12	اصلاحات نظم	107	28	سہیلی کے نام خط (اس کی والدہ کی وفات پر اظہار تعزیت)	209
13	نظم نمبرا حمد	113	29	دوست کے نام (گرمیوں کی چھٹیاں اپنے ہاں گزارنے کی دعوت)	209
14	نظم نمبر۲ نعت مبارک	122	30	چھوٹی بہن کے نام خط (انعام سے حوصلہ افزائی)	210
15	نظم نمبر۳ برسات کی بہاریں	129	31	دوست کے نام خط (آئندہ پروگرام کے بارے میں)	211
16	نظم نمبر۴ طلوع اسلام	137	32	چچا کے نام خط (انعام کی یاددہانی)	212
	حصہ غزلیات		33	ماموں کے نام خط (تحفے کا شکریہ)	213
	غزلیات میر تقی میر	158	34	دوست کے نام خط (امتحان میں کامیابی پر مبارکباد)	213

Scanned with CamScanner

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
35	مالک مکان کے نام خط (مکان کی مرمت کے بارے میں)	214	49	کریکٹر سرٹیفکیٹ کے لئے پرنسپل کے نام درخواست	226
36	دوست کے نام خط ([illegible])	215	50	محکمہ پولیس میں کانسٹیبل بھرتی کے لئے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے نام درخواست	226
37	ایڈیٹر کے نام خط ([illegible])	215	51	صفائی کے لئے چیئرمین میونسپل کمیٹی کے نام درخواست	227
38	کتب فروش کے نام خط [illegible]	216	52	پرنسپل کے نام درخواست (ٹور پروگرام کے لئے گاڑی کا بندوبست)	228
39	اخبار کے مدیر کے نام ([illegible])	217	53	ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر (DHO) کے نام درخواست	228
40	دوست کے نام ([illegible])	218	54	دوبارہ داخلہ کے لئے پرنسپل کے نام درخواست	229
41	[illegible] کے نام ([illegible])	219		مکالمات	
42	[illegible] کے نام خط ([illegible])	220	55	دکاندار اور گاہک کے مابین مکالمہ	230
43	دوست کے نام (یوم [illegible] پر اظہار تشکر)	221	56	طبیب اور مریض کے درمیان مکالمہ	231
44	[illegible] کے نام خط ([illegible])	222	57	کھیلوں کی اہمیت پر استاد اور طلبہ کے درمیان مکالمہ	231
45	چچا جان کے نام خط ([illegible])	222	58	دو دوستوں کے درمیان مکالمہ	232
46	[illegible] کے نام ([illegible])	223	59	مردان بورڈ پیپر 2019	233
47	[illegible]	224	60	ماڈل پیپر 2020	235
	درخواستیں				
48	درخواست برائے فیس معافی	225			

سبق نمبر1 اخلاق نبوی ﷺ

مولانا شبلی نعمانی

فرہنگ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مقدم	اول، اہم، لازمی	صیغہ تعمیم	عام مثالوں سے
پہلو	حصہ	ایثار	قربانی
استقلال	مضبوطی	بوسہ دینا	چومنا، ہاتھ چومنا، پیشانی چومنا
فطرت ثانیہ	روش، عادت، دوسری فطرت	عسرت	غربت
دقیق	مشکل، پیچیدہ	تنگدستی	مفلسی
دائمی	ہمیشہ	ہتھیلیاں گھسنا	چھالے پڑنا
مبتدل	تبدیلی، تبدیل ہونے والا	نیل	داغ
افعال	اعمال	پاس حیا	شرم کی وجہ سے
قوی مانع	بڑی مجبوری	عار	شرم
ترک کرنا	چھوڑنا	عیادت	تیمارداری
استقامت حال	مستقل ہونا	کانپنا	لرزنا
حسن خلق	اخلاق کی خوبصورتی	شفقت	محبت
متانت	سنجیدگی	کرتا	لباس، لمبا چغہ
سیرت	زندگی، طرز زندگی، چلنا	شفقت	محبت
خاطر شکنی	دل آزاری، آزاری	آزردہ	غمگین
جاڑوں کا دن	سردی کا دن	مداومت	ہمیشگی، دوام

Scanned with CamScanner

ناگوار	ناپسند	عنایت	دینا۔مہربانی
اظہار	بیان، ظاہر کرنا	بدوی	صحرائی/سادہ لوح
ظرافت	مزاح	کم سن	کم عمر
اطاعت شعار	فرمانبردار	ممولا	ایک پرندہ
کنگن	چوڑیاں	بہشت	جنت
نشست گاہ	بیٹھنے کی جگہ	ہدیہ	تحفہ
ضبط	برداشت ، قابوس	شکم	پیٹ
آبدیدہ	افسردہ	گرانی	تکلیف
داماد	بیٹی کا شوہر	تنقیہ	صفائی/اخراج
فدیہ	قید سے رہائی کی رقم	بے تاب	بے قرار
بسرو چشم	سر آنکھوں پر	حالت نزع	مرنے کی حالت

﴿خلاصہ﴾

سبق ''اخلاق نبوی'' میں حضورؐ کی سیرت بیان کی گئی ہے۔اخلاق کا سب سے مقدم اصول یہ ہے کہ انسان جس کام کو اختیار کرے اس پر اس قدر دل جمعی کے ساتھ قائم رہے کہ وہ اس کا فطرت ثانیہ بن جائے۔رسول پاکؐ اپنے تمام کاموں میں اسی اصول کی پابندی فرماتے تھے۔آپؐ نہایت نرم مزاج ،خوش اخلاق اور نیک سیرت تھے۔چہرہ مبارک ہنستا تھا۔سلام میں پہل فرماتے تھے۔بچوں کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آتے۔جب آپؐ کی خدمت میں فصل کا نیا میوہ پیش کیا جاتا تو حاضرین میں سے کم عمر بچے کو دے دیتے جب آپؐ کو کسی کی کوئی بات بری معلوم ہوتی تو مجلس میں اس کا نام نہیں لیتے۔آپؐ کو اپنی اولاد سے بھی بہت محبت تھی۔جب حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں تو آپؐ فرطِ محبت سے کھڑے ہو جاتے۔آپؐ نے فرمایا ''حسینؓ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔خدا اس سے محبت رکھے جو حسینؓ سے محبت رکھتا ہے۔آپؐ صادق اور آمین تھے مسکینوں، ناداروں، غلاموں، یتیموں اور بے سہارا لوگوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔غزوہ بدر کے موقع پر جب حضرت زینبؓ نے اپنے گلے کا ہار فدیہ کے طور پر بھیجا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر بھی آپ آبدیدہ ہوئے۔

﴿مرکزی خیال﴾

اس سبق کا مرکزی خیال یہ ہے کہ ہمارے پیارے نبی محمدؐ جس بات کی تعلیم دوسروں کو دیتے پہلے خود اس کا عملی نمونہ بن کر دکھاتے۔لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اخلاق اور عمل کے کسی نکتے کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے پہلے خود اس پر عمل کریں کیونکہ قرآن میں ارشاد باری تعالی ہے۔

یا ایھا الذین آمنو لِمَ تقولون مالا تفعلونَ

ترجمہ: ''اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں''

﴿اضافی کثیرالانتخابی سوالات﴾

۱۔مولانا شبلی نعمانی ضلع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے قصبے بندول میں پیدا ہوئے۔

الف۔شکر گڑھ　**ب۔ اعظم گڑھ**　ج۔ پانی پت　د۔ دہلی

۲۔شبلی نعمانی نے علم حدیث کی تعلیم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں حاصل کی۔

الف۔رام پور　**ب۔سہارن پور**　ج۔غازی پور　د۔کوئی نہیں

۳۔۱۸۸۲ء میں شبلی نعمانی نے پروفیسر آرنلڈ کیساتھ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا دورہ کیا۔

الف۔اسلامی ممالک　ب۔یورپی ممالک　ج۔ایشیائی ممالک　د۔امریکی ممالک

۴۔شبلی نعمانی کا شمار سرسید کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اردو نثر کے عناصر خمسہ میں ہوتا ہے۔

الف۔ساتھیوں　ب۔دوستوں　**ج۔رفقاء**　د۔خاندان

۵۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو تاریخ نگاری اور تنقید نگاری میں بلند مقام حاصل ہے۔

الف۔سرسید　ب۔حالی　ج۔آزاد　**د۔شبلی نعمانی**

۶۔سیرۃ النبیؐ کی آخری چار جلدیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے لکھیں۔

الف۔شبلی نعمانی　**ب۔سید سلیمان ندوی**　ج۔سرسید　د۔مولوی نزیر احمد

۷۔سیرۃ النبیؐ کل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جلدوں پر مشتمل ہے۔

الف۔4　**ب۔6**　ج۔8　د۔10

Scanned with CamScanner

۷۔ سنن وہ افعال جس پر رسولؐ نے ہمیشہ ---------- فرمائی۔

الف۔ ادائیگی　　ب۔ استقامت　　**ج۔ مداومت**　　د۔ مثالیں

۹۔ رسول اللہ کا چہرہ مسکراتا، متانت سے گفتگو کرتے اور کسی کی ---------- نہ کرتے۔

الف۔ خاطر　　**ب۔ خاطر شکنی**　　ج۔ گفتگو رد　　د۔ کوئی نہیں

۱۰۔ رسولؐ کسی سے بھی ملتے وقت پہلے خود سلام و مصافحہ فرماتے۔ جملے میں سلام و مصافحہ ---------- ہیں۔

الف۔ مرکب عطفی　　ب۔ فعل تام　　**ج۔ مرکب توصیفی**　　د۔ مرکب تام

۱۱۔ رسولؐ نوکر چاکر، لونڈی غلام کے لائے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈال دیتے تاکہ ---------- ہو جائے۔

الف۔ پاک　　ب۔ صاف　　**ج۔ متبرک**　　د۔ رنگین

۱۲۔ رسول اللہ پاکؐ کی مجلس میں ایک صاحب عرب کے دستور کے مطابق ---------- لگا کر حاضر ہوئے۔

الف۔ زعفران　　ب۔ عرق گلاب　　ج۔ عطر　　د۔ خوشبو

۱۳۔ فواد کہتا ہے۔ جملے میں فواد ---------- ہے۔

الف۔ اسم　　ب۔ فعل　　**ج۔ مسند الیہ**　　د۔ مسند

۱۴۔ آپؐ کے اخلاق و عادات کا نمایاں وصف ---------- تھا۔

الف۔ رحم　　ب۔ ہمدردی　　**ج۔ ایثار**　　د۔ قربانی

۱۵۔ حضرت فاطمہؓ کی ساری زندگی محنت و مشقت کی یہ حال تھا کہ گھر میں ---------- نہ تھی۔

الف۔ نوکرانی　　ب۔ کنیز　　**ج۔ خادمہ**　　د۔ غلام

۱۶۔ حضرت فاطمہؓ کے ---------- پر مشک کے اثر سے نیل پڑ گئے تھے۔

الف۔ آنکھوں　　ب۔ ہتھیلیوں　　ج۔ چہرے　　**د۔ سینے**

۱۷۔ آپؐ کو ---------- کی سواری سے عار نہ تھی۔

الف۔ اونٹ　　ب۔ خچر　　**ج۔ گدھے**　　د۔ کوئی نہیں

۱۸۔ مرعوب شخص کو آپؐ نے تسلی دی اور فرمایا میں ---------- نہیں ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں۔

الف۔ سردار　　ب۔ شاہ　　**ج۔ بادشاہ**　　د۔ حاکم

۱۹۔ حضرت خالد بن سعیدؓ کا تعلق ---------- سے تھا۔

الف۔ شام　　ب۔ کوفہ　　ج۔ افریقہ　　**د۔ حبش**

۲۰۔ غزوے کی جھپٹ میں آنے والے بچے ---------- کے بچے تھے۔

الف۔ مسلمانوں　　ب۔ غیر مسلموں　　ج۔ یہودیوں　　**د۔ مشرکین**

۲۱۔ فصل کا نیا میوہ ہمیشہ حاضرین میں ---------- بچے کو عنایت فرماتے۔

الف۔ کم عمر　　ب۔ مسلمان　　ج۔ حاضر　　د۔ خوبصورت

۲۳۔ حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی کا نام ---------- تھا۔

الف۔ ابوعمیر　　ب۔ ابوسعید　　**ج۔ ابوبکر**　　د۔ ابوذر

۲۴۔ رسولؐ کی خدمت میں دیہات کی چیزیں پیش کرنے والے صحابی کا نام ---------- تھا۔

الف۔ انس　　ب۔ ابوعمیر　　ج۔ خالد بن سعید　　د۔ زاہر

۲۵۔ رسول پاکؐ نے شکم میں گرانی کی شکایت کرنے والے شخص کو ---------- پلانے کا مشورہ دیا۔

الف۔ دوائی　　**ب۔ شہد**　　ج۔ آب حیات　　د۔ کوئی نہیں

۲۶۔ شکم میں گرانی کی شکایت کرنے والے صحابی ---------- مرتبہ آئے۔

الف۔ ایک　　ب۔ دو　　ج۔ تین　　**د۔ چار**

۲۷۔ شکم میں گرانی کی وجہ معدے میں ---------- مادے کی کثرت تھی۔

الف۔ فاسد　　ب۔ غیر ضروری　　ج۔ اضافی　　د۔ غذا

۲۸۔ رسولؐ نے حسینؓ کے لئے بنوائے گئے چاندی کے کنگن بیچ کر بدلے میں ---------- کے کنگن بنوائے۔

الف۔ عام　　ب۔ کانچ　　**ج۔ ہاتھی دانت**　　د۔ ہڈی والے

۲۹۔ حضرت امام حسینؓ سرخ کرتہ پہنے ہوئے رسولؐ کے پاس مسجد نبویؐ میں آئے تو ---------- کی وجہ سے لڑکھڑا رہے تھے۔

الف۔ کم عمری　　**ب۔ کم سنی**　　ج۔ بچپنے　　د۔ کوئی نہیں

۳۰۔ رسولؐ کی ایک ---------- حالت نزع میں تھیں۔

الف۔ نواسی　　ب۔ نواسا　　ج۔ صحابیہ　　د۔ رشتہ دار

awaz-e-inqilab.com

Scanned with CamScanner

﴾تعارف﴿

سوال نمبر۔ مولانا شبلی نعمانی پر تعارفی نوٹ لکھیں؟

مولانا شبلی نعمانی کی پیدائش:۔

مولانا شبلی نعمانی یو۔پی کے ضلع اعظم گڑھ کے ایک قصبہ بندول میں ۱۸۵۷ء کو پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام شیخ حبیب اللہ تھا۔

تعلیم:۔

مولانا شبلی نعمانی نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبے میں حاصل کی۔منطق وفلسفہ،طبیعات اور ریاضی کی تعلیم غازی پور سے،فقہ کی تعلیم رام پور اور علم حدیث کی تعلیم سہارن پور سے حاصل کی آپ نے سرسید احمد خان کے قائم کردہ کالج علی گڑھ میں بطور پروفیسر خدمات انجام دیں۔

ادبی اور تدریسی خدمات:۔

سرسید احمد خان کی وفات کے بعد آپ لکھنو چلے گئے اور ''ندوۃ العلما'' کی بنیاد رکھی۔اعظم گڑھ کے مقام پر ''دارالمصنفین'' نامی علمی اور تحقیقی ادارہ قائم کیا۔آپ نے اپنی تصانیف سے مسلمانوں کو اُن کا عظیم ماضی یاد دلا کر مستقبل کی تعمیر کے لئے تیار کرنے کی کوشش کی تاکہ نوجوان نسل میں قابل فخر ماضی کا احساس بیدار کر کے مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے تیار کریں۔

طرزِ تحریر:۔

مولانا شبلی نعمانی اُردو نثر کے عناصر خمسہ میں شمار ہوتے ہیں۔آپ کا بیان شگفتہ،عبارت سلیس،رواں اور بے ساختہ ہے۔الفاظ کے برمحل استعمال پر پوری قدرت حاصل ہے۔نثر نگاری،تاریخ نگاری اور تنقید نگاری میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔

مشہور تصانیف:۔

شبلی نعمانی کی نمایاں تصانیف سیرت النعمان،الفاروق،المامون،سوانح مولانا روم،الغزالی،اورنگزیب عالمگیر پر ایک نظر،سیرت النبیؐ،شعرالعجم،موازنہ انیس و دبیر اور سفرنامہ روم وشام ہیں۔

خطابات:۔

مولانا شبلی نعمانی کی علمی خدمات کے صلہ میں ترکی حکومت نے '' تمغۂ مجیدیہ'' اور انگریزی حکومت نے ''شمس العلماء'' کا خطاب دیا۔

وفات:۔

اُردو نثر کی یہ عظیم شخصیت ۱۹۱۴ء میں وفات پا گئے۔

☆اردو نثر کے عناصر خمسہ

۱۔مولانا شبلی نعمانی (اعظم گڑھ)،　۲۔مولانا الطاف حسین حالی (پانی پت)،　۳۔سرسید احمد خان (دہلی)

۴۔محمد حسین آزاد (دہلی)،　۵۔مولوی نذیر احمد (بجنور)

﴾مشق﴿

سوال ا:۔ مختصر جوابات دیں۔

نوٹ: سوال نمبر ا کے ساتھ جو حوالہ لکھا گیا ہے۔وہ باقی سوالات کے ساتھ بھی تحریر کرنا ہے۔

س ا: مصنف نے اخلاق کا سب سے مقدم اور ضروری پہلو کیا بتایا ہے؟

جواب: حوالہ جات:۔

سبق	اخلاق نبوی ﷺ
صنف نثر	مضمون
ماخوذ /ماخذ	سیرت النبی ﷺ (جلد دوم)
مصنف	مولانا شبلی نعمانی

اخلاق کا سب سے مقدم اور ضروری پہلو:۔

بقول مصنف، اخلاق کا سب سے مقدم اور ضروری پہلو یہ ہے کہ انسان مداومت عمل میں مستقل مزاج ہو اور وہ مداومت اُس کی عادت بن جائے۔انسان اپنے لئے اخلاق کا جو پہلو پسند کرے اُس پر ہمیشہ اور مسلسل عمل کرے گویا وہ اعمال اُس سے بے اختیار ادا ہوتے رہیں۔

Scanned with CamScanner

رسول پاکؐ کی سنن:۔

رسول پاکؐ نے اپنی سنن اور حسن اخلاق پر ہمیشہ مداومت فرمائی اور بغیر کسی مضبوط رکاوٹ کے اس عمل کو کبھی ترک نہیں کیا۔ اس لئے رسول پاکؐ کی سنن استقامت حال اور مداومت عمل کی بہترین مثالیں ہیں۔

س ۲:۔ اگر کسی کی بات ناگوار لگتی، تو آپ کیا فرماتے تھے؟

جواب: ناگوار بات پر رسول پاکؐ کا ردعمل:۔

رسول پاکؐ کی مجالس میں آنے والے لوگوں کی ناگوار اور ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کرتے اور ناپسندیدگی کا اظہار نہ کرتے۔ بری لگنے والی بات کو مخصوص شخص کے سامنے ذکر نہ کرتے اور نہ مجلس میں شناخت کرکے تذکرہ کرتے بلکہ عام صادر ہونے والی مثالوں کے ذریعے ناپسندیدہ بات کا اظہار کرتے تاکہ مخصوص شخص کو مجلس میں بے عزتی اور رسوائی کا احساس نہ ہو۔

سوال ۳:۔ مصنف نے آپؐ کے اخلاق کا سب سے نمایاں وصف کیا بتایا ہے؟

جواب:۔ آپؐ کے اخلاق کا نمایاں پہلو:۔

رسول پاکؐ کی زندگی اور حسن اخلاق تمام انسانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ لیکن مصنف کے مطابق رسول پاکؐ کے اخلاق کا سب سے نمایاں پہلو ''ایثار'' ہے۔

ایثار سے مراد:

ایثار سے مراد قربانی، دوسرے کے نفع کو خود سے مقدم جاننا اور اس نفع کے حصول میں اپنی عزیز اولاد کو بھی دوسروں پر ترجیح نہ دینا۔

س۴:۔ جب لوگ آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے تو آپؐ نے کیا فرمایا؟

جواب:۔ لوگوں کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے پر آپ کا ردعمل:۔

ایک مرتبہ رسول پاک گھر سے باہر تشریف لائے تو لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے اس کو ناپسند فرمایا اور کہا ''اہل عجم کی طرح تعظیم کے لئے نہ اُٹھو'' کیونکہ ایران، روم اور ہندوستان میں شہنشاہیت تھی اور وہاں کے بادشاہ مجبور و محکوم لوگوں کو اپنے سامنے سر جھکانے اور سجدہ ریز ہونے پر مجبور کرتے۔

س۵:۔ جب کسی فصل کا نیا میوہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تو آپ کیا فرماتے تھے؟

جواب:۔ رسول پاک کی مجلس میں نئے میوے کا پیش ہونا:

جب کوئی شخص آپ کی خدمت میں فصل کا نیا میوہ پیش کرتا تو آپؐ حاضرین میں سب سے کم عمر بچے کو عنایت کرتے۔

بچوں سے شفقت اور مہربانی سے پیش آتے۔ ان کو چومتے اور پیار کرتے تھے۔

طریقہ تقسیم:۔

آپؐ فصل کا نیا میوہ تقسیم فرماتے تو دائیں طرف سے بیٹھے ہوئے شخص کو پہلے عطا فرماتے اگر کوئی بچہ بائیں طرف بیٹھا ہوا ہوتا تو پہلے اس کو عنایت فرماتے پھر دائیں طرف بیٹھے ہوئے لوگوں میں تقسیم فرمائے۔

س۶:۔ جب بھی حضرت فاطمہؓ آپؐ کے پاس آتیں تو آپ کیا کرتے تھے؟

جواب:۔ حضرت فاطمہؓ کی آمد پر آپ کا عمل:۔

رسول پاکؐ کو اپنی اولاد میں حضرت فاطمہؓ بہت عزیز تھیں۔ جب وہ آتیں تو آپؐ فرط محبت سے کھڑے ہو جاتے۔ ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی نشست گاہ سے ایک طرف ہٹ کر اپنی جگہ بٹھاتے۔

رسول پاک کی سفر سے آمد و رفت:۔

جب سفر کا ارادہ کرتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ سے ملاقات کرتے اور سفر سے آمد پر سب سے اول حضرت فاطمہؓ سے ملاقات فرماتے۔

سوال ۷: حضرت امام حسینؓ کے متعلق آپؐ نے کیا فرمایا تھا؟

جواب: حضرت امام حسینؓ سے آپ کی محبت:۔

رسول اللہؐ کو اپنے نواسوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے بے انتہا محبت تھی۔ خصوصاً حضرت حسینؓ آپؐ کے بہت قریب تھے۔ ایک دفعہ آپؐ خطبہ فرما رہے تھے کہ حسینؓ سرخ کپڑے پہنے ہوئے آئے۔ کم سنی کی وجہ سے ہر قدم پر لڑکھڑاتے جاتے تھے۔ آپؐ خطبہ ختم کرکے منبر سے اترے، گود میں اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر فرمایا: ''خدا نے سچ کہا ہے''۔

انما اموالکم واولادکم فتنۃ۔ (ترجمہ) بے شک تمہارا مال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش ہے

حضرت امام حسینؓ کے متعلق آپ کا ارشاد:۔

۱)۔ آپؐ نے کئی مواقع پر فرمایا ''حسینؓ میرا ہے اور میں اسکا ہوں خدا اس سے محبت رکھے جو حسینؓ سے محبت رکھتا ہے۔

۲)۔ ''اکثر فرماتے کہ خدایا! میں اس کو چاہتا ہوں اور اس کو بھی چاہتا ہوں جو اس کو چاہے۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ کہ یہ میرے گلدستے ہیں۔

awaz-e-inqilab.com
Scanned with CamScanner

س ۸:۔ حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر کو رہائی کیلئے فدیے کے طور پر کیا چیز ارسال کی تھی؟

جواب:۔ **حضرت زینبؓ کے شوہر کی جنگ میں قید ہونا:۔**

حضرت زینبؓ کے شوہر غزوہ بدر میں قید ہو کر آئے تو غربت کے باعث فدیہ ادا نہ کر سکے۔

حضرت زینبؓ کا فدیہ کی ادائیگی:۔

حضرت زینبؓ نے فدیے کی ادائیگی کے لئے اپنے گلے کا ہار بھیج دیا یہ وہ ہار تھا جو حضرت خدیجہؓ نے ان کو جہیز میں دیا تھا۔ رسول پاکؐ ہار دیکھ کر بے چین ہو گئے اور صحابہ کرام کی رضامندی سے ہار حضرت زینبؓ کو واپس بھیجوا کر بغیر فدیے کے ان کے شوہر کو آزاد کر دیا۔

سوال نمبر ۲:۔ جملے مکمل کریں۔

ا۔ انسان جس کام کو اختیار کرے اس پر اس قدر استقلال کے ساتھ قائم رہے کہ وہ اس کی **فطرت ثانیہ** بن جائے۔

ب۔ گویا اس سے یہ افعال اس طرح صادر ہوتے ہیں جیسے آفتاب سے **روشنی** درخت سے **پھل** اور پھول سے **خوشبو**۔

ج۔ غریب سے غریب بیمار ہوتا تو **عیادت** کو تشریف لے جاتے۔

د۔ ہر جان خدا ہی کی **فطرت** پر پیدا ہوتی ہے۔

ہ۔ خدا کے نزدیک تمھارے **دام** زیادہ ہیں

و۔ صاحبزادوں کے ہاتھ سے **کنگن** تار لئے۔

ز۔ حسینؓ سے بے انتہا محبت تھی فرماتے تھے کہ یہ میرے **گلدستے** ہیں۔

ح۔ سب سے بسر و چشم **منظور** کیا۔

سوال نمبر ۳:۔ سیاق و سباق کے حوالے سے مندرجہ ذیل اقتباس کی وضاحت کریں؟

تشریح طلب عبارت: ''مجلس نبوی ﷺ میں جگہ بہت کم ہوتی تھی۔۔۔۔۔۔ احساس غیرت میں کمی نہ آجائے''۔

حوالہ متن:۔ یہ عبارت مولانا شبلی نعمانی کے مضمون ''اخلاق نبویؐ'' سے لی گئی ہے۔

تعارف ادیب:۔

مولانا شبلی نعمانی اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام شیخ حبیب اللہ تھا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبے میں پائی۔ منطق و فلسفہ، طبعیات و ریاضی کی تعلیم غازی پور، فقہ کی تعلیم رام پور اور علم حدیث کی تعلیم سہان پور میں حاصل کی۔

ترکی حکومت نے آپ کو تمغہ مجیدیہ جبکہ انگریزی حکومت نے شمس العلماء کے خطاب سے نوازا۔ سیرت النبیؐ، المامون، الفاروق آپ کی مایہ ناز تصانیف ہیں۔

سیاق و سباق:۔

اس سبق میں مولانا شبلی نعمانی نے رسول پاکؐ کی سیرت بیان کی ہے۔ آپؐ نہایت نرم مزاج، خوش اخلاق اور نیک سیرت تھے آپؐ کا چہرہ مبارک ہنستا تھا وقار و قناعت سے گفتگو فرماتے تھے کسی کی خاطر شکنی نہیں کرتے تھے اگر مجلس میں کسی کی بات بری لگتی تو مخصوص شخص کا ذکر نہ کرتے۔

حل لغت:۔

لفظ	معنی	لفظ	معنی
ردائے مبارک	چادر مبارک	طریقہ ابہام	چھپا ہوا طریقہ

وضاحت:۔

مجلس نبویؐ میں جگہ بہت کم ہوتی تھی جو لوگ پہلے سے آکر بیٹھ جاتے تھے ان کے بعد جگہ باقی نہیں رہتی تھی ایسے موقعوں پر جب کوئی آبھی جاتا تو آپؐ چادر مبارک بچھا دیتے تھے اور لوگ بیٹھ جاتے مجلس میں اگر آپ کو کسی کی کوئی بات ناگوار معلوم ہوتی تو آپؐ اس کا تذکرہ نہ کرتے۔ ایک دفعہ ایک صاحب عرب کے دستور کے مطابق زعفران لگا کر خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو برا لگا جب وہ صاحب اٹھ کر چلا گیا تو آپؐ نے لوگوں سے کہا کہ اس صاحب سے کہہ دیجئے کہ وہ یہ رنگ دھو ڈالے آپؐ عام مثال دے دیتے تھے کہ لوگ ایسا کرتے ہیں لوگ ایسے کہتے ہیں بعض لوگوں کی یہ عادت ہے۔ آپؐ یہ طریقہ اس لیے فرماتے تھے کہ مجلس میں اس شخص کی ذلت نہ ہو شرمندگی سے بچ جائے اور احساسات غیرت میں کمی نہ آئے۔

سوال نمبر 4 :۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے مترادف لکھیں؟

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
متانت	سنجیدگی	ارشاد	حکم۔ فرمان
مجلس	محفل۔ بزم	بہشت	جنت
میوہ	پھل، ثمر	دام	قیمت

Scanned with CamScanner

سوال نمبر 5 : اسناد کی تعریف کریں اور مثالیں دیں؟

جواب: <u>اسناد کی تعریف:۔</u>

جملے کے دو بڑے اجزاء ہوتے ہیں جو کلام کو پورا کر کے جملے کے مطالب کو مکمل کرتے ہیں اور سننے والے کو اس جملے میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی اس تعلق کو اسناد کہتے ہیں۔ اسناد وہ جملے جو مرکب تام پر مشتمل ہوں۔

اسناد کے اجزاء:۔ اسناد دو اجزاء ''مسندالیہ'' اور ''مسند'' پر مشتمل ہیں۔

مسندالیہ:۔ جملے میں چیز یا شخص کے متعلق کہا جائے اُسے مسندالیہ کہتے ہیں۔ مثلاً زبیر سکول جاتا ہے۔ جملے میں ''زبیر'' مسندالیہ ہے۔

مسند:۔ جملے میں جو کچھ کہا جاتا ہے۔ ''مسند'' ہے۔ باڑہ گلی ایک صحت افزا مقام ہے۔ ''باڑہ گلی'' مسندالیہ اور ''ایک صحت افزا مقام ہے'' مسند ہے۔

س: مندرجہ ذیل جملوں میں مسندالیہ اور مسند کی پہچان کریں؟

ا۔ حمیرا پڑھتی ہے۔　　ب۔ اسلام آباد ایک خوبصورت شہر ہے۔　　ج۔ زبیر سکول جاتا ہے۔

د۔ باڑہ گلی ایک صحت افزا مقام ہے۔　　ہ۔ نعمان نے گوشت خریدا ہے۔　　ز۔ سائرہ اچھی لڑکی ہے۔

ذ۔ فاروق کھیلتا ہے۔

جواب:

جملہ	مسندالیہ	مسند
ا	حمیرا	پڑھتی ہے۔
ب	اسلام آباد	ایک خوبصورت شہر ہے۔
ج	زبیر	سکول جاتا ہے۔
د	باڑہ گلی	ایک صحت افزا مقام ہے۔
ہ	نعمان	نے گوشت خریدا ہے۔
ز	سائرہ	اچھی لڑکی ہے۔
ذ	فاروق	کھیلتا ہے۔

سبق نمبر۲　اسلام میں گداگری کی مذمت

الطاف حسین حالی

﴿فرہنگ﴾

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مذمت	ذلت، برائی	ٹھونکنا	لگانا
انسداد	روک تھام	مول لینا	خریدنا
اضطراری	بے چینی	ڈھٹائی	بے حیائی، بے شرمی
رفع	دور	فہمائش	نصیحت، سمجھانا
دھتکارنا	برا بھلا کہنا	دادودہش	سخاوت
مکروہ	ناپسندیدہ	یک قلم	مکمل طور پر
غیر مستحق	غیر حقدار	چارہ	علاج
ملعون	لعنتی۔ مردود	نماز پنج گانہ	پانچ وقت کی نماز
سرایت	داخل	کفرانِ نعمت	نعمت کی ناشکری
پشت	کندھا	اپاہج	لنگڑا
ہٹے کٹے	تندرست	بھیک منگوں	بھیک مانگنے والا

﴿خلاصہ﴾

اسلام میں بھیک مانگنے والوں کی مذمت کی گئی ہے سوال کے انسداد کو حضورؐ اس قدر ضروری سمجھتے تھے جس طرح آپؐ توحید اور نماز پنج گانہ کی تعلیم کو۔ جو سائل خدا کو صرف بھیگ مانگنے کا ایک اوزار جانتا ہے تو اس کی نسبت آپؐ نے فرمایا کہ ''جس نے اللہ کے نام پر سوال کیا وہ ملعون (لعنتی) ہے''۔ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ ''قسم ہے خدا کی جو (غیر مستحق) سائل میرے پاس سے اپنا مطلب حاصل کر کے لے جاتا ہے وہ مطلب نہیں بلکہ اس کے حق میں ''مگر ایک آگ'' ہے۔ آپؐ سائل سے

نہایت نفرت فرماتے تھے آپ فرماتے کہ جو شخص رسی لے کر پہاڑ پر جائے اور وہاں سے لکڑیاں کاٹ کر اپنے کندھے پر اٹھا کر لائے اور اس کو فروخت کرے تو یہ اس کے حق میں بہت بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو مستحقین کی امداد کی جائے اور غیر مستحق لوگوں کے ساتھ بھلائی اور اچھا سلوک نہ برتا جائے اور سائل کو سوال کرنے سے روکا جائے اندلس والے جس سائل کو تندرست اور کام کے لائق دیکھتے ہیں اسکو نہایت ذلیل کرتے ہیں اسلئے وہاں اپاہج و معذور آدمی کے علاوہ کوئی سائل نظر نہیں آتا۔ نہایت افسوس ہے کہ اس زمانے میں ہمارے ملک میں جتنے مسلمان بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ اس قدر کسی اور قوم کے افراد نظر نہیں آتے اور ہمارے علماء اور واعظین کو چاہیئے کہ وعظ کی مجلسوں میں سوال کی مذمت کریں اور جو مضر نتیجے سائلوں کی کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ عام مسلمانوں کے ذہن نشین کرائیں تاکہ یتیموں، بیواؤں کی حق تلفی نہ ہو اور غیر مستحق کی داد و دہش نہ ہو۔

﴿مرکزی خیال﴾

''اسلام میں گداگری کی مذمت'' سبق میں ہمارے معاشرے میں بڑھتی ہوئی گداگری کی مذموم اور سنگین برائی کے نقصانات کا ذکر کیا گیا ہے کہ گداگر نہ صرف یہ کہ دنیا والوں کی نظروں میں ذلیل اور پست رہتا ہے بلکہ اللہ اور رسولﷺ کی ناراضگی کا سبب بن کر دوزخ کی آگ کا مستحق ٹھہراتا ہے اور یوں اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر لیتا ہے لہٰذا اس مذموم فعل سے ممکن حد تک بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

﴿اضافی کثیر الانتخابی سوالات﴾

۱۔ الطاف حسین حالی نے ابتدائی تعلیم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں پائی۔

الف۔ دہلی　　ب۔ کلکتہ　　**ج۔ پانی پت**　　د۔ اعظم گڑھ

۲۔ نواب مصطفےٰ خان شیفتہ کے علم و ادب سے حالی نے بھرپور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا۔

الف۔ استفادہ　　ب۔ استعمال　　ج۔ مشہور　　د۔ کوئی نہیں

۳۔ حالی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی اصلاحی تحریک سے بہت متاثر تھے۔

الف۔ شبلی　　**ب۔ سرسید**　　ج۔ آزاد　　د۔ مولوی نزیر احمد

۴۔ حالی سرسید کے ہم خیال اور اصلاحی تحریک کے پرجوش ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھے۔

الف۔ حامی　　ب۔ مددگار　　**ج۔ مبلغ**　　د۔ ترجمان

۵۔ اردو کے پہلے باقاعدہ تنقید نگار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

الف۔ شبلی　　**ب۔ حالی**　　ج۔ سرسید　　د۔ آزاد

۶۔ حالی نے اپنی تصنیف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تنقید کے اصول مقرر کیے۔

الف۔ مقدمہ شعر و شاعری　　ب۔ طبقات الارض　　ج۔ حیات سعدی　　د۔ حیات جاوید

۷۔ حیات سعدی، مقدمہ شعر و شاعری، یادگار غالب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی تصانیف ہیں۔

الف۔ شبلی　　**ب۔ حالی**　　ج۔ آزادی　　د۔ سرسید

۸۔ حالی نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو وفات پائی۔

الف۔ ۱۸۱۴　　ب۔ ۱۹۱۴　　ج۔ 1915　　د۔ ۱۸۳۷

۹۔ بھیک مانگنے کی انتہائی مذمت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں کی گئی ہے۔

الف۔ اسلام　　ب۔ ہندومت　　ج۔ عیسائی　　د۔ یہود

۱۰۔ بیعت کرنے والے صحابہ کرام کے متعلق ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا قول منقول ہے۔

الف۔ عبدالرحمان بن عوفؓ　　ب۔ خالد بن سعید　　ج۔ انس　　د۔ زاہر

۱۱۔ بے شمار روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے نہایت نفرت کرتے ہے۔

الف۔ بھکاری　　**ب۔ سائل**　　ج۔ عامل　　د۔ راہ گیر

۱۲۔ ایک وقت کی خوراک موجود ہونے والے گداگر کی نسبت آپ نے فرمایا کہ وہ کثرت سے ۔۔۔۔۔۔ کا طلب گار ہے۔

الف۔ آگ　　ب۔ سزا　　**ج۔ آتش دوزخ**　　د۔ عذاب

۱۳۔ اگر تم لوگ جانو! کہ سوال کرنے کے کیا نتائج ہیں تو کوئی شخص سوال کرنے کے لئے دوسرے کی طرف رخ نہ کرے۔ اس کے راوی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

الف۔ عبدالرحمٰن بن عوف　　**ب۔ عائذ بن عمرو**　　ج۔ انس　　د۔ ابوہریرہ

Scanned with CamScanner

۱۴۔ جو سائل خدا کو بھیک مانگنے کا ایک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جانتا ہے۔

الف۔ ذریعہ　　ب۔ واسطہ　　**ج۔اوزار**　　د۔ راستہ

۱۵۔ سائل اپنے۔۔۔۔۔ کو جو بھیک کے ذریعے پیدا کئے، چھپاتا ہے۔

الف۔ مال　　ب۔ دولت　　ج۔ مال و دولت　　**د۔اندوختے**

۱۶۔ رسول اللہؐ نے انتہائی جامع الفاظ میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی مذمت فرمائی۔

الف۔ سائل　　ب۔ بھکاری　　ج۔ سوال کرنے　　**د۔ بھیک مانگنے**

۱۷۔ رسولؐ سائلوں کی تعداد بڑھنے کو نہایت۔۔۔۔۔۔ سمجھتے تھے۔

الف۔ برا　　ب۔ گناہ　　**ج۔مکروہ**　　د۔ نامناسب

۱۸۔ غیر مستحق سائل سے متعلق روایت کے راوی۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

الف۔ عائذ بن عمرو　　ب۔ عبدالرحمٰن　　ج۔ عمرؓ　　**د۔ابوسعیدؓ**

۱۹۔ مشکوٰۃ میں دی گئی حدیث کے مطابق ایک۔۔۔۔۔۔۔۔ آپؐ کی خدمت میں مانگنے کے لئے حاضر ہوا۔

الف۔ صحابی　　ب۔ مشرک　　**ج۔انصاری**　　د۔ مہاجر

۲۰۔ انصاری کا لایا گیا پیالہ اور کمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نیلام ہوئی۔

الف۔ ایک درہم　　**ب۔ دو درہم**　　ج۔ تین درہم　　د۔ چار درہم

۲۱۔ انصاری کی خریدی گئی کلہاڑی میں آپؐ نے اپنے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے لکڑی کا دستہ ٹھونک دیا۔

الف۔ دست مبارک　　ب۔ ہاتھ　　ج۔ حکم　　د۔ کوئی

۲۲۔ پندرہ دن بعد جب انصاری صحابہ رسول اللہ کی خدمت میں آیا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ درہم جمع تھے۔

الف۔ پانچ　　**ب۔ دس**　　ج۔ پندرہ　　د۔ بیس

۲۳۔ سوال کرنا صرف اس شخص کو حلال ہے جو سخت۔۔۔۔ ہو۔

الف۔ غریب　　**ب۔ محتاج**　　ج۔ ضرورت مند　　د۔ مفلس

۲۴۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے سائلوں کی بے غیرتی اور ڈھٹائی حد سے گزر گئی ہے۔

الف۔اس زمانے　　ب۔ موجودہ زمانے　　ج۔ آئندہ دور　　د۔ ان حالات کے

۲۵۔ علامہ مقری نے سائلوں سے متعلق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں لکھا ہے۔

الف۔ ایشیائی تاریخ　　ب۔ عرب تاریخ　　ج۔ یورپی تاریخ　　**د۔تاریخ اندلس**

۲۶۔ جملہ اسمیہ کے۔۔۔۔۔ بنیادی اجزاء ہیں۔

الف۔ دو　　**ب۔ تین**　　ج۔ چار　　د۔ بے شمار

۲۷۔ جملہ اسمیہ کے مسندالیہ کو۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہیں۔

الف۔ فاعل　　**ب۔ مبتدا**　　ج۔ خبر　　د۔ مفعول

۲۸۔ جملے کے۔۔۔۔۔۔۔ بڑے اجزاء ہوتے ہیں۔

الف۔ دو　　ب۔ تین　　ج۔ چار　　د۔ پانچ

﴿تعارف﴾

سوال: الطاف حسین حالؔی پر تعارفی نوٹ لکھیں؟

جواب: <u>الطاف حسین حالؔی کی ابتدائی زندگی</u> :۔

شیفتہ خواجہ الطاف حسین حالؔی ۱۸۳۷ء کو پانی پت کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام خواجہ ایزد بخش تھا۔ ابتدائی تعلیم پانی پت میں حاصل کی نواب مصطفٰے خان شیفتہ کے علم و ادب نے بھرپور استفادہ کیا۔ سرسید کی اصلاحی تحریک کے سرگرم رکن رہے۔ سرسید کی فرمائش پر مشہور نظم "مدوجذر اسلام" لکھی۔

حالی بحیثیت ادیب:۔

حالی ایک عمدہ نثر نگار، سوانح نگار اور نقاد ہیں۔ حالی کی نثر نگاری میں سادگی، سلاست، مقصدیت، بے ساختگی اور مدعا نگاری اہم خصوصیات ہیں۔ حالؔی کو اردو ادب کا پہلا باقاعدہ تنقید نگار مانا جاتا ہے۔ آپ نے تنقید کو ذاتی پسند و ناپسند سے نکالا اور اپنی تصنیف "مقدمہ شعر و شاعری" میں تنقید کے ایسے اصول مقرر کیے جو اُردو ادب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حالؔی کی طرزِ تحریر:۔

حالؔی کی تحریروں میں اصلاحی جذبہ دکھائی دیتا ہے۔ ان کے اسلوب میں دردمند دل کی اضطراری تڑپ نظر آتی ہے۔ ان کی نثر رواں اور سلیس ہے۔ دلائل اور شواہد کو بڑی خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں سنجیدگی اور متانت چھائی رہتی ہے۔ نثر اور نظم ہر حالت میں حالی حقیقت کا دامن نہیں چھوڑتے۔

awaz-e-inqilab.com

Scanned with CamScanner

حالی کی مشہور تصانیف:۔

الطاف حسین حالی کی یادگار تصانیف میں حیات سعدی، یادگار غالب، حیات جاوید، مقدمہ شعر و شاعری، طبقات الارض اور دیوان حالی شامل ہیں۔

وفات:۔

1914ء میں اُردو ادب کے اس عظیم شاعر، نثر نگار اور تنقید نگار نے وفات پائی۔

﴿مشق﴾

سوال ۱:۔ متن کے حوالے سے خالی جگہ پر کریں؟

ا۔ اگر کسی سوار کے ہاتھ سے کوڑا بھی گر جاتا تو کسی راہ چلتے سے اٹھانے کو نہ کہتا۔

ب۔ وہ شخص کثرت سے اپنے لیے آتش دوزخ طلب کرتا ہے۔

ج۔ جس شخص نے اللہ کے نام پر سوال کیا وہ ملعون ہے۔

د۔ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ جب تو قیامت کے دن آئے تو تیرے چہرے پر بھیک مانگنے کا داغ ہو۔

ہ۔ بھیک مانگنے کا بدترین پیشہ مرض متعدی کی طرح افراد و اقوام میں سرایت کرتا جاتا ہے۔

و۔ حضرت عمرؓ سے سائل نے فرمایا تو سائل نہیں ہے تاجر ہے۔

سوال ۲:۔ سوار راہ چلتوں سے کیوں نہیں کہتے تھے کہ زمین سے ذرا یہ کوڑا تو اٹھا دو؟

جواب:۔ حوالہ متن:۔

سبق	اسلام میں گداگری کی مذمت
صنف نثر	مضمون
ماخذ	مقالات حالی (جلد دوم)
مضمون نگار	الطاف حسین حالی

سوار کا راہ چلتے سے سوال نہ کرنے کی وجہ:۔

اسلام میں بھیک مانگنے کی انتہائی مذمت کی گئی ہے۔ رسول خدا ﷺ انسدادِ سوال کو بھی اسی قدر اہم سمجھتے تھے جتنا توحید

اور نماز کی تعلیم کو اہمیت دیتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے بیعت کی تھی بعض کو میں نے دیکھا کہ اگر سواری کی حالت میں کسی کے ہاتھ سے کوڑا گر جاتا تو کسی دوسرے راہ چلتے سے اٹھانے کیلئے نہ کہتا۔ وہ اسلئے کہ کہیں یہ سوال میں داخل نہ ہو اور اُسے اس کی سزا نہ دی جائے۔

سوال ۳:۔ کوئی ایسی روایت لکھیں جس سے یہ ثابت ہو کہ رسول پاکؐ بھیک مانگنے کو ناپسندیدہ فعل قرار دیتے تھے؟

جواب: بھیک مانگنے کی ناپسندیدہ فعل سے متعلق رسول پاکؐ کی روایات:۔

رسول پاکؐ کی بے شمار روایات سے ثابت ہے کہ آپؐ سائل سے نفرت کرتے اور بغیر پریشانی کے سوال کر کے حاصل کرنے کو ناپسند فرماتے۔ آنحضرتؐ نے بار بار فرمایا کہ "ہم میں سے جو شخص اپنی رسی لے کر پہاڑ پر جائے اور وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر اپنی پشت پر لائے اور اسکو فروخت کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت رفع کر دے۔ یہ اس کے حق میں بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگے پھر وہ اس کو کچھ دیں یا دھتکار دیں"۔ سائل کی نسبت سے فرماتے کہ "وہ اپنے لئے کثرت سے آتش دوزخ طلب کرتا ہے"۔

سوال ۴:۔ گداگری سے کون کون سی انفرادی اور اجتماعی برائیاں جنم لیتی ہیں؟

جواب:۔ گداگری سے پیدا ہونے والی برائیاں:۔

گداگری ایک لعنت ہے۔ جسکی اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں بھی شدید مذمت کی گئی ہے۔ گداگری سے ملک اور معاشرے میں بہت ساری برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جو ملک و قوم کے لیے انتہائی نقصان دہ ہیں۔

گداگری سے پیدا ہونے والی انفرادی برائیاں:۔

۱۔ گداگری بہت سی انفرادی اور اجتماعی برائیوں کی جڑ ہے۔ بغیر محنت و مشقت کے سوال کر کے وصول کرنے والا کاہل اور ملعون شخص ہے۔

۲۔ سائل اپنی عقل و فکر کو مال و دولت کے حصول کے لیے غلط طریقوں سے استعمال کرتا ہے۔

۳۔ گداگر ہمیشہ دوسروں پر انحصار کرتا ہے۔ اُس کی ذات اور غیرت دوسروں کی محتاج بن جاتی ہے۔

۴۔ سائل علاقے میں ذلیل اور ناقابل اعتبار انسان سمجھا جاتا ہے۔

۵۔ سوال کرنے والا شخص نہ صرف خود ذلیل ہو جاتا ہے بلکہ والدین اور خاندان کے لئے بھی بے عزتی کا باعث بنتا ہے۔

گداگری سے پیدا ہونے والی اجتماعی برائیاں:۔

ا۔ اجتماعی طور پر لوگ اپنا گروہ بنا کر گداگری کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں۔

۲۔ گداگر چھوٹے بچوں کے اغواء، تندرست بچوں کو معذور بنا کر گداگری کروانا، بچوں کو نشے کا عادی بنانا جیسی اجتماعی برائیوں میں ملوث ہوجاتے ہیں۔

۳۔ گداگر پیشہ ور عورتوں کو ساتھ ملا کر بھیک مانگتے ہیں جس سے معاشرے میں جنسی، سماجی اور معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں جو معاشرے کے لئے انتہائی نقصان دہ ہیں۔

۴۔ گداگری کا پیشہ جتنا بڑھتا ہے ملک اور قوم میں نااہل اور کام چور افراد کی تعداد بڑھتی ہے جو ملک اور قوم کے زوال کا باعث ہیں۔

سوال ۵: علامہ مقری نے تاریخ اندلس میں سائلوں کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

جواب:۔ <u>تاریخ اندلس میں علامہ مقری کا بیان:۔</u>

علامہ مقری تاریخ اندلس میں لکھتے ہیں۔ ''اندلس میں جس سائل کو تندرست اور کام کے لائق دیکھتے ہیں۔ اُس کو نہایت ذلیل کرتے اور سخت سست کہتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ یہاں اپاہج اور معذور آدمی کے سوا کوئی سائل نظر نہیں آتا'' لیکن نہایت افسوس ہے کہ اس زمانے میں ہمارے ملک میں جس قدر سائل موجود ہیں اس قدر دوسری قوم کے نہیں۔

سوال ۶: حضرت عمرؓ نے یہ کیوں فرمایا کہ تو سائل نہیں تاجر ہے؟

جواب: <u>حضرت عمرؓ سے روایت:۔</u>

خلیفہ دوم حضرت عمرؓ مسلمانوں کے حال احوال سے ہر لحہ باخبر رہتے۔ ایک مرتبہ بھوکے سائل کی آواز سنی اسے کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ کچھ دیر بعد سائل کی آواز آئی تو معلوم ہوا کھانے کے بعد پھر سوال کر رہا ہے۔ آپؓ نے اسکو بلوایا۔

دوبارہ سوال کرنے پر آپؓ کا ردعمل:۔

حضرت عمرؓ نے جب سائل کو دیکھا تو اس کی جھولی روٹیوں سے بھری ہوئی دیکھی تو جھولی کا ایک سرا پکڑ کر روٹیوں کو اونٹوں کے سامنے جھاڑ دیا اور فرمایا ''تو سائل نہیں ہے تاجر ہے''۔

سوال ۷: مصنف نے علماء اور واعظین سے کیا درخواست کی ہے؟

جواب: <u>مصنف کی علماء اور واعظین سے درخواست:۔</u>

مصنف نے گداگری کے اس ناپسندیدہ طریقے کے رواج پانے پر علماء اور واعظین سے درخواست کی ہے۔

ا۔ کہ پوری آزادی اور بے خوفی سے وعظ کی مجلسوں میں گداگری کی مذمت کریں۔ جو احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔

۲۔ گداگری سے پیدا ہونے والے نقصان دہ نتائج قوم اور معاشرے کے سامنے بیان کریں۔

۳۔ اسراف اور فضول خرچی کی برائی جو قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہے، عام مسلمان کے ذہن نشین کروائیں۔

۴۔ صحت مند سائل کو کچھ دینا یتیموں اور بیواؤں کی حق تلفی ہے۔

۵۔ بھیک مانگنے کا طریقہ رواج پاتا ہے اور قوم میں کام کے آدمیوں کی کمی ہوتی ہے۔

سوال ۸:۔ واحد کے جمع لکھیں۔

واحد	جمع	واحد	جمع
سوال	سوالات	مستحق	مستحقین
حاجت	حاجات	احسان	احسانات
شخص	اشخاص	ملک	ممالک
مطلب	مطالب	تاجر	تجار
حدیث	احادیث	قوم	اقوام

سوال ۹: الفاظ کے متضاد لکھیں۔

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
گناہ	ثواب	آگ	پانی
نیکی	بدی	فروخت	خرید
آزادی	غلامی	دوزخ	جنت
مسلمان	کافر	حرام	حلال
تندرست	بیمار	ناداری	خوش حالی، مالداری

Scanned with CamScanner

سوال۱۰: الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

الفاظ	معنی	جملوں میں استعمال
آتش دوزخ	دوزخ کی آگ	تمام مشرکین آتش دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔
دروغ گوئی	جھوٹ بولنا	دروغ گوئی جیسی عادت رکھنے والے پر انسان کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔
دست مبارک	مبارک ہاتھ	جب کوئی لونڈی یا غلام متبرک بنانے کیلئے پانی لاتے تو آپؐ اپنے دست مبارک واس میں ڈال دیتے۔
خون بہا	خون کا بدلہ / قصاص	دونوں فریقوں نے خون بہا کی ادائیگی پر صلح کر لی۔
ممانعت	ممنوع ہونا	دین اسلام میں چوری، جھوٹ اور زنا کی سخت ممانعت ہے۔
مذمت	برائی	وزیر اعلیٰ نے پشاور میں دہشت گردی واقعہ کی شدید مذمت کی۔
مسائل	مسئلہ کی جمع	گداگری سے معاشرے میں بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں۔
انسداد	روک تھام	انسداد مسائل کے لیے معاشرے کے تمام افراد کو مل جل کر کام کرنا ہوگا۔
دھتکارنا	ذلیل کرنا	پیشہ ور بھکاریوں کو دھتکارنے سے ان کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔

سوال۱۱:۔ سبق میں سے پانچ جملے منتخب کریں اور ان میں فعل ناقص کی نشان دہی کریں؟

جواب: فعل ناقص:۔

فعل ناقص وہ فعل ہے کہ جب تک فاعل کے علاوہ کوئی اور اسم یا صفت اس کے ساتھ نہ ملے وہ بات کو مکمل نہیں کرتا۔ مثلاً

ہے، ہیں، ہوں، تھا، تھے، تھی، تھیں۔

اس سبق سے پانچ جملے جس میں فعل ناقص موجود ہے۔

۱۔ سوال کے انسداد کو رسول اللہ ضروری سمجھتے تھے۔ (تھے۔۔۔۔فعل ناقص)

۲۔ آپؐ نے فرمایا ہے۔ (ہے۔۔۔۔۔فعل ناقص)

۳۔ میں کمبل اوڑھتا ہوں، بچھاتا ہوں۔ (ہوں۔۔۔۔۔۔فعل ناقص)

۴۔ تیرے چہرے پر بھیگ مانگنے کا داغ ہو۔ (ہو۔۔۔۔۔۔۔فعل ناقص)

۵۔ تو سائل نہیں تاجر ہے۔ (ہے۔۔۔۔۔۔فعل ناقص)

سوال۱۲:۔ جملہ اسمیہ کی تین مثالیں لکھ کر ان میں مبتدا، خبر اور فعل ناقص کی نشاندہی کریں۔

جواب: جملہ اسمیہ:۔

جس جملے میں مسند الیہ اور مسند دونوں اسم ہوں اور فعل ناقص آئے اسے جملہ اسمیہ کہا جاتا ہے۔ جملہ اسمیہ کے تین اجزاء یہ ہیں۔ مبتدا، خبر اور فعل ناقص کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

الف۔ حرا ذہین ہے۔

ب۔ کنول نیک ہے۔

ج۔ موسم خوشگوار ہے۔

مبتدا: مندرجہ بالا مثالوں میں ''حرا، کنول اور موسم'' مبتدا ہیں۔

خبر: ذہین، نیک، اور خوشگوار خبر ہیں۔

فعل ناقص: ''ہے'' کو فعل ناقص کہا جاتا ہے۔

سوال۱۳: سبق کے آخری پیراگراف کو آسان اور سادہ الفاظ میں بیان کریں۔

ہمارے علماء کرام کو چاہئے کہ وعظ کی محفلوں میں گداگری کے مضر اور برے اثرات و نتائج لوگوں کو بلا خوف و خطر بتائیں۔ جس طرح قرآن و حدیث میں اس کی برائی بیان کی گئی ہے۔ عام مسلمانوں کے ذہن میں بٹھائی جائے کہ تندرست اور کام کے لائق بھیک منگوں کو کچھ دینا نیکی اور ثواب کا کام نہیں کیونکہ اس سے ان کو حوصلہ افزائی ملتی ہے اور وہ بطور پیشہ اسے اپناتے ہیں اور اسی طرح حقدار، ہمسائیوں اور بیواؤں کا حق مارا جاتا ہے۔ غیر مستحق سائلوں کی مدد کرنے سے قوم میں غیرت مند اور محنت مزدوری کرنے والے افراد میں کمی واقع ہوتی ہے اور گداگری کا پیشہ زور پکڑ لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

سبق نمبر ۳

قومی اتفاق

سرسید احمد خان

﴿فرہنگ﴾

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
نورانی	روشن	یک جہتی	اتحاد
مستحکم	مضبوط	ہستی	ذات
نفاق	نااتفاقی	وسعت	پھیلاؤ
ناسمجھی	بے وقوفی	ناچیز	کم تر
خلعت	شاہی لباس	تنزل	زوال
بایں ہمہ	اس کے باوجود	خانقاہیں	عبادت گاہیں
جمعیت	اتفاق	منفعت	فائدہ
عداوت	دشمنی	پہلو	طرف
معتدل	درمیانہ، برابر	یک قلم	فوراً
نیست ونابود	ختم کرنا، مٹانا	مصالحت	صلح
مردود	ذلیل ۔ لعنتی	روزحشر	قیامت کا دن
صراطِ مستقیم	سیدھا راستہ	بردباری	صبروتحمل
قومی تنزل	قومی زوال	ریشۂ گیاہ	گھاس کا تنکا

﴿خلاصہ﴾

پہلے زمانے میں قوموں کا شمار کسی بزرگ کی نسل میں ہونے یا کسی ملک کا باشندہ ہونے سے ہوتا تھا۔ آپؐ نے اس تفرقہ کو ختم کیا اور ایک روحانی رشتہ قائم کیا جسکی بنیاد ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پر قائم ہے وہ تمام رشتے اس روحانی رشتے کے سامنے نیست ونابود ہو گئے اور خدائی قومی رشتہ قائم ہو گیا۔ اسلام میں کسی عربی کو عجمی پر، گورے کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے ''المسلم اخوالمسلم'' (ترجمہ) بے شک تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

مصنف کے نزدیک ہم نے اس رشتہ اخوت کو جیسے خدا نے قائم کیا چھوڑ دیا ہے اس وجہ سے ہم ذلیل وخوار ہوتے جارہے ہیں ان نااتفاقیوں نے ہماری قوم کو نہایت ضعیف اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ اتفاق کے قائم رکھنے کی جس کی ہمیں ضرورت ہے ایک راستہ موجود ہے جس کی پیروی قومی اتحاد کے ذریعہ ہو سکتی ہے اس زمانے میں ہمارے زوال کا بڑا سبب یہ ہے کہ ہم قومی اتفاق کو بھول گئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے کاموں میں برکت نہیں ہوتی۔ قومی اتفاق کی کوشش اس سے بھی بڑی نیکی ہے جب قوم کا ہر فرد دل وجان سے اس کوشش میں شریک ہوگا تو ہم ماضی کی شان حاصل کر سکیں گے۔

﴿مرکزی خیال﴾

سرسید احمد خان کے مضمون ''قومی اتفاق'' میں قومی اتفاق کے فائدوں پر مدلل اور جامع بحث کی گئی ہے کہ کس طرح کوئی قوم باہمی اتفاق سے عظیم اور کامران بنتی ہے اور مختلف دلائل اور مثالیں دے دے کر باہمی نااتفاقی سے پیدا ہونے والے برے نتائج کا عندیہ دیا ہے، اسے شیطانی عمل قرار دے کر اپنی قوم کو اس فعل سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے اور قومی اتفاق قائم رکھنے کے مختلف امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبین
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا کام بنے

Scanned with CamScanner

﴿اضافی کثیرالانتخابی سوالات﴾

۱۔ تعلیم سے فراغت کے بعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے انگریز حکومت کی ملازمت اختیار کی۔

الف۔ شبلی ب۔ حالی **ج۔ سرسید** د۔ آزادی

۲۔ سرسید ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے وقت۔۔۔۔۔۔۔ میں تھے۔

الف اعظم گڑھ **ب۔ پانی پت** **ج۔ عملی** **د۔ بجنور**

۳۔ انگریزوں کی جانیں بچانے کے صلے میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو سر کا خطاب ملا۔

الف۔ شبلی ب۔ حالی ج۔ آزاد **د۔ سرسید**

۴۔ سرسید کے وفات کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سال بعد علی گڑھ کالج کو تسلیم علی گڑھ یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا۔

الف۔ ۲۰ **ب۔ ۲۲** ج۔ ۲۴ د۔ ۳۰

۵۔ سرسید نے۔۔۔۔۔۔۔۔ کی طرف خاص توجہ دی۔

الف۔ مدعا نگاری ب۔ مضمون نگاری ج۔ نثر د۔ کوئی بھی نہیں

۶۔ سرسید کے اسلوب کی نمایاں خصوصیت ان کا۔۔۔۔۔۔۔ انداز ہے۔

الف۔ منطقیانہ ب۔ سنجیدہ ج۔ سخت د۔ سلیس

۷۔ انگریزی زبان و بیان سے متاثر ہونے والے پہلے نثر نگار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

الف۔ آزاد **ب۔ سرسید** ج۔ شبلی د۔ مولوی نذیر احمد

۸۔ سرسید کی اصلاحی تحریک۔۔۔۔۔۔۔ کی کایا پلٹ دینے میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

الف۔ نئی نسل ب۔ نئے دور ج۔ نئی زبان د۔ نئے ادب

۹۔ سرسید قدرت بیان کی وجہ سے۔۔۔۔۔۔۔۔ کو بھی سادہ اور عام فہم زبان میں استعمال کرتے ہیں۔

الف۔ شرعی مسائل ب۔ دنیاوی مسائل **ج۔ علمی مسائل** د۔ سائنسی مسائل

۱۰۔ سرسید احمد خان۔۔۔۔۔۔۔۔ کو فوت ہوئے۔

الف۔ ۱۸۹۸ ب۔ ۱۸۳۶ ج۔ ۱۹۹۸ د۔ کوئی نہیں

۱۱۔ تفرقہ قومی جو دنیاوی اعتبار سے تھا مٹا کر روحانی رشتہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے قائم کر دیا۔

الف۔ رسول اللہؐ ب۔ صحابہ ج۔ اسلام د۔ قوم

۱۲۔ تمام قومی رشتے سلسلے اس روحانی رشتے کے سامنے۔۔۔۔۔۔۔۔ ہو گئے۔

الف۔ ختم ب۔ تباہ **ج۔ نیست و نابود** د۔ کوئی نہیں

۱۳۔ جس کسی نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو مستحکم کیا۔ وہ ایک قوم ہو گیا۔

الف۔ اسلام ب۔ قرآن **ج۔ کلمہ توحید** د۔ قومیت

۱۴۔ حسد، بغض و عداوت کا ہر جگہ اثر ہے۔ جملے میں ''بغض و عداوت''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

الف۔ مرکب اضافی ب۔ مرکب عددی ج۔ مرکب توصیفی **د۔ مرکب عطفی**

۱۵۔ شیطان نے اللہ سے وعدہ کیا کہ ''میں ضرور انکو تیری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ہٹا کر رہوں گا''۔

الف۔ سیدھا راستے **ب۔ صراط مستقیم** ج۔ نیک راہ د۔ کوئی نہیں

۱۶۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو ہر حالت میں مردود ہے۔

الف۔ گناہ ب۔ برائی **ج۔ نفاق** د۔ حسد

۱۷۔ ہم اپنی ناسمجھی سے نفاق جیسے مذہبی لباس کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سمجھتے ہیں۔

الف۔ انعام **ب۔ نعمت** ج۔ جزا **د۔ خلعت**

۱۸۔ فروعی مسائل سے متعلق اختلاف کے بارے میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا قول ہے۔

الف۔ امام اعظمؒ ب۔ حضرت عمرؓ ج۔ امام شافی د۔ کوئی نہیں

۱۹۔ نااتفاقیوں نے ہماری قوم کو نہایت۔۔۔۔۔۔۔ کر دیا ہے۔

الف۔ ضعیف **ب۔ ٹکڑے ٹکڑے** ج۔ کمزور **د۔ ضعیف اور ٹکڑے ٹکڑے**

۲۰۔ انسان جب اپنی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر نظر ڈالے تو اپنے امور میں دو حصے پائے گا۔

الف۔ ذات ب۔ کردار **ج۔ ہستی** د۔ معاشرت

۲۱۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی برائی یا بھلائی کا تعلق خدا سے ہے۔

الف۔ عقائد ب۔ مذہب ج۔ عبادات د۔ حقوق

Scanned with CamScanner

۲۲۔کسی انسان کی جس بات کا اثر اس کی اپنی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تک محدود ہے ہمیں غرض نہیں رکھنی چاہیے۔

الف۔ذات　　ب۔شخصیت　　ج۔قوم　　د۔معاشرے

۲۳۔ایک دوسرے کی اعانت و ہمدردی کے مجموعے کا نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

الف۔انسانی ہمدردی　　ب۔باہمی ہمدردی　　ج۔باہمی اخوت　　**د۔قومی ہمدردی**

۲۴۔قومی ہمدردی قومی ترقی کے لئے پہلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

الف۔سیڑھی　　**ب۔منزل**　　ج۔قوم　　د۔سوچ

﴿تعارف﴾

سوال۔ سرسید احمد خان پر تعارفی نوٹ لکھیں؟

جواب: سرسید احمد خان کی ابتدائی زندگی:۔

سرسید احمد خان ۱۸۱۷ء کو ایک معزز علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔دہلی میں تعلیم حاصل کی۔انگریزی حکومت کی ملازمت اختیار کرنے کے بعد محکمہ قانون میں مختلف عہدوں پر مامور رہے۔انگریز سرکار کی خدمات کے صلہ میں ''سر'' کا خطاب ملا۔انگلستان میں کیمبرج اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے طرز تعلیم اور وہاں کے تہذیب و تمدن سے بہت متاثر ہوئے اور واپس آکر اس طرز تعلیم کے مطابق مسلم علی گڑھ کالج کی بنیاد رکھی۔اور انکی وفات کے بعد اس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا۔

ادبی خدمات:۔

سرسید احمد خان اردو نثر کے عناصر خمسہ میں شمار ہوتے ہیں۔انہوں نے اردو نثر کو سلاست اور روانی کے زیور سے آراستہ کیا۔وہ قومی، تعلیمی اور ادبی تحریک کے بانی تھے۔جس کا مقصد اردو نثر کو مشکل الفاظ و تراکیب سے نکال کر مشاہدات و تجربات اور ماحول کی ترجمانی اور زندگی کے مسائل کی عکاسی کرنا تھا۔سرسید نے سلیس اور سادہ طرز تحریر کو فروغ دیا۔آپکے اسلوب منطقیانہ انداز کا تھا۔سرسید پہلے نثر نگار ہیں جو انگریزی زبان و بیان سے متاثر ہیں۔

اصلاحی تحریک:۔

اپنے حالات و واقعات کا بھرپور مطالعہ کرنے کے بعد مسلمانوں میں مغربی تعلیم کے حصول اور انگریز حکومت میں شمولیت کیلئے ایک اصلاحی تحریک شروع کی جس نے ہندوستان میں جدید نسل کی کایا پلٹ میں اہم کردار ادا کیا۔

تصانیف:۔

انکی مشہور تصانیف میں آثار الصنادید، تاریخ سرکشی بجنور، اسباب بغاوت ہند، خطبات احمدیہ، تہذیب الاخلاق میں چھپنے والے مضامین اور مقالات سرسید شامل ہیں۔

وفات:۔

سرسید احمد خان نے ۱۸۹۸ء میں وفات پائی اور مسلم علی گڑھ کالج مسجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

﴿مشق﴾

سوال ا: متن کے حوالے سے خالی جگہ پر کریں۔

ا۔بے شک مومن آپس میں **بھائی بھائی** ہیں

ب۔موجودہ زمانے میں ہم سب بھائی بھائی تو ہیں مگر مثل **برادران یوسفؑ** کے ہیں۔

ج۔جس نے ہمارے قبلے کو اپنا **قبلہ** بنا دیا وہ مسلمان ہے۔

د۔ہمارے امور میں ایک حصے کا تعلق خدا سے ہے اور ایک حصے کا **ابنائے جنس** سے ہے۔

ہ۔جس بات کا اثر اس کی اپنی رات تک **محدود** ہے ہمیں اس سے غرض نہیں رکھنی چاہئے۔

و۔مہذب ملکوں میں جو کچھ طاقت ہے وہ سب **اتفاق** کی بدولت ہے۔

سوال ۲:۔کسی ایسی آیت یا حدیث کا ترجمہ لکھیں، جس سے ثابت ہو کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں؟

جواب:۔ حوالہ متن:۔

سبق	قومی اتفاق
صنف نثر	مضمون
ماخذ	مقالات سرسید (دوازدہم)
مضمون نگار	سرسید احمد خان

باہمی اتفاق سے متعلق آیت کا ترجمہ:۔

اسلام نے کلمہ توحید کے ذریعے دنیا بھر کے انسانوں کو ایک لڑی میں پرو کر ایک قوم بنا دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

فرماتے ہیں: "بے شک تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ [illegible]

مضبوطی سے تھاما اور تفرقہ میں نہ پڑو"۔

اتفاق سے متعلق رسول پاک کا ارشاد:۔

مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور سلوک سے متعلق رسول پاک ﷺ نے [illegible] الوداع کے موقع پر فرمایا۔ بے شک تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ [illegible] پر یا کالے کو گورے پر، امیر کو غریب پر اور غریب کو امیر پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ [illegible]

سوال ۳:۔ برادران یوسف سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: برادران یوسف سے مراد:۔

حضرت یوسف حضرت یعقوب کے محبوب فرزند تھے۔ برادران یوسف سے مراد حضرت یوسف کے بھائی ہیں جو اپنے والد کو خوش کرنے کے لئے بظاہر یوسف کا خیال رکھتے [illegible] شدید نفرت کرتے اور دل میں آپ کے لئے سخت عداوت اور بغض رکھتے تھے۔

مصنف نے یہ مرکب "برادران یوسف" بطور مثال استعمال کیا ہے۔ [illegible] بظاہر میں میٹھی زبان کا استعمال کرتے ہیں لیکن اصل میں نفاق اور عداوت کا [illegible]

سوال ۴:۔ انسان کے کن امور کا تعلق خدا اور انسان کے درمیان ہے؟

جواب:۔ خدا اور انسان کے درمیان اُمور:۔

انسان کے جن امور کا تعلق خدا اور انسان کے درمیان ہیں وہ انسان [illegible] میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ اس کے عقائد کی جو کچھ بھلائی یا برائی ہو، اس کا معاملہ اس کے اور خدا کے [illegible] دوسرا شریک نہیں ہوسکتا۔ پس جس بات کا اثر اس کی ذات تک محدود ہو اس سے غرض نہیں رکھنی چاہیے۔

سوال ۵:۔ انسان کے کن امور کا تعلق اپنے جیسے انسانوں سے ہے؟

جواب:۔ انسان اور انسان کے درمیان اُمور:۔

دوسرا حصہ ابنائے جنس کا ہے جسکے اثرات اسکی ذات کے علاوہ اسکے عزیز، رشتہ داروں اور معاشرے تک پھیل جاتے ہیں۔ اس لئے باہمی محبت، دوستی، ایثار و قربانی، ایک دوسرے کی مدد اور ہمدردی ایسے امور ہیں جو برادرانہ برتاؤ،

[illegible]

سوال ۶:۔ [illegible]

جواب:۔ قومی اُمور [illegible]

[illegible]

سوال ۷:۔ الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

الفاظ	جملوں میں استعمال
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
بدخلقی	[illegible]
نفاق	[illegible]
[illegible]	[illegible]
رشتہ اخوت	حضور ﷺ نے انصار و مہاجرین کے درمیان رشتہ اخوت قائم کیا۔
[illegible]	ہمیں آپس میں برادرانہ برتاؤ رکھنا چاہیے۔
پردہ پوشی	اے اللہ ہمارے گناہوں پر پردہ پوشی فرما، آمین۔

سوال ۸:۔ اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں؟

جواب: خلاصہ سبق کے شروع میں ملاحظہ کریں۔

awaz-e-inqilab.com

Scanned with CamScanner

سوال ۹:۔ پانچ فعلیہ جملے لکھیں اوران میں فاعل، مفعول اور فعل کی نشاندہی کریں۔

فعل:۔ فعل وہ لفظ جس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا اور زمانے کا تعلق پایا جائے فعل کہلاتا ہے۔ مثلاً وہ دوڑا۔ تم نے خط لکھا۔ ان جملوں میں دوڑا اور لکھا فعل ہیں۔ ایسے جملے جو فعل والے ہوں اور فاعل اسم ہو تو جملے فعلیہ کہلاتے ہیں۔ جملہ فعلیہ فعل لازم یا فعل متعدی پر مشتمل ہیں۔

فعل لازم:۔ وہ فعل جس کو صرف فاعل کی ضرورت ہو۔ مثلاً تم بھاگے، درخت گرا۔

فعل متعدی:۔ جو فعل جس کو فاعل کے علاوہ مفعول کی بھی ضرورت ہو۔ مثلاً اس نے خط لکھا، تم نے کھانا کھالیا۔

جواب:۔ ۱۔ شایان نے خط لکھا۔　۲۔ علی نے سیب کھایا۔　۳۔ سندس نے پھول توڑا۔

۴۔ احمد نے دودھ پیا۔　۵۔ اسلم نے بستہ خریدا۔

فاعل	مفعول	فعل
شایان	خط	لکھا
علی	سیب	کھایا
سندس	پھول	توڑا
احمد	دودھ	پیا
اسلم	بستہ	خریدا

سوال ۱۰: سیاق وسباق کے حوالے سے اقتباس کی تشریح کریں۔

ہم سب آپس میں بھائی بھائی تو ہیں مگر مثل برادران یوسف کے ہیں۔۔۔۔۔مقدس مذہبی لباس کو خلعت سمجھنے لگتے ہیں۔

جواب:۔ **سیاق وسباق کے حوالے سے اقتباس کی تشریح:**

متن کا حوالہ: تشریح طلب اقتباس شامل نصاب سبق ''قومی اتفاق'' سے لیا گیا ہے جس کے **مصنف سرسید احمد خان ہیں۔**

مصنف کا مختصر تعارف:

سرسید احمد خان دہلی کے معزز علمی خاندان میں پیدا ہوئے اور دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد محکمہ قانون میں ملازمت اختیار کر لی اور مختلف عہدوں پر رہے۔ انگریزی حکومت نے انہیں ''سر'' کا خطاب دیا۔ وہ انگلستان گئے اور وہاں کے تعلیمی نظام سے متاثر ہوئے۔ وطن واپسی پر علی گڑھ کالج قائم کیا۔ آثار الصنادید، تاریخ سرکشی بجنور، اسباب بغاوت

ہند، خطبات احمدیہ اور مقالات سرسید ان کی مایہ ناز تصانیف ہیں۔

سیاق وسباق:۔

زمانہ دراز سے قوموں کا شمار کسی بزرگ کی نسل میں ہونے یا کسی ملک کا باشندہ ہونے سے ہوتا تھا۔ لیکن محمدؐ نے اس دنیاوی تفریق کو مٹا دیا اور ایک روحانی رشتہ قائم کیا جسکی بنیاد کلمہ توحید پر تھی اور اس کلمہ نے تمام قومی سلسلوں اور خاندانی رشتوں کا خاتمہ کر کے ایک خدائی قومیت کا رشتہ قائم کیا۔ اسلام نے رنگ ونسل، ذات پات کو ایک لڑی میں ڈھال دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ''بے شک تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' پس اپنے بھائیوں کے درمیان مصالحت کراؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے''۔

حل لغت:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
خلعت	شاہی لباس	یک جہتی	اتفاق
عداوت	دشمنی	مقدس	پاک

وضاحت:۔

مصنف آپس کی بے اتفاقی اور عداوت کو نہایت افسوس سے بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ بظاہر ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور پیار ومحبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن اندرونی طور پر ہماری مثال حضرت یوسف کے بھائیوں جیسی ہے جن کے ظاہر اور باطن میں زمین وآسمان کا فرق تھا۔ ہماری ایک دوسرے کے ساتھ دوستی، محبت وپیار اور اتفاق نہ ہونے کے برابر ہے۔ جب کہ ہر لمحہ اور ہر جگہ دل میں جلن، نفرت اور دوسرے کیلئے دشمنی کا اثر دکھائی دیتا ہے جس کا نتیجہ آپس کی نا اتفاقی ہے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے مہلت لے کر انسان کو سیدھے راستے سے ہٹانے کی قسم کھائی تھی۔ وہ شیطان پاک اور روشن بہانوں سے مسلمانوں کے درمیان نفرت اور تفرقہ پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے شیطان نے حضرت آدمؑ کو خلوص دوستی کا دھوکا دیا اور وہ انکے دھوکے میں آگئے۔ ہم بھی دھوکے میں آکر بگاڑ اور نا اتفاقی کو جو ہر حال میں منع ہے بہت اچھا سمجھتے ہیں اور اسکو مذہب کی خدمت سمجھ کر اسکو ایک انعام سمجھتے ہیں اور آپس کی نا اتفاقی اور نفرت کو مزید ہوا دیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

سبق نمبر ۴ انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا

محمد حسین آزاد

فرہنگ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اپنے تئیں	اپنے آپ کو، اپنی طرف سے	وسعت	پھیلاؤ
رنج والم	دکھ درد	بیچوں بیچ	درمیان
فقط	صرف	سوکھا سہا	کمزور
افلاس	غربت	جھولے کا مرض	کانپنے کا مرض
بسورنا	رونا	عبرت	سبق
آس	امید	دق ہوکر	تنگ ہوکر
سرشوری	اکھڑپن، نافرمانی	انبوہ پرآفات	مسائل کے ڈھیر
پیرمرد	بزرگ انسان	ریل پیل	چہل پہل
گریہ وزاری	رونا دھونا	توکل	بھروسہ
عاقبت اندیش	انجام کی پروا کرنے والا	سقراط	یونان کا ایک مشہور دانا
گٹھڑی	چھوٹا بنڈل	گڑگڑانا	فریاد کرنا
پوشاک	لباس	دردقولنج	آنتوں کا درد
سقم	عیب/نقص	عالم ہیولائی	خیالی دنیا

خلاصہ

ایک حکیم نے کیا خوب کہا ہے کہ اگر دنیا کی تمام مصیبتوں کو ایک جگہ ڈھیر کر دیا جائے اور لوگوں میں برابر بانٹ دیا جائے تو لوگ اپنی پہلی والی مصیبت کو غنیمت سمجھیں گے یا اگر ہم اپنی مصیبتوں کو آپس میں بدل سکتے تو پھر بھی ہر شخص ناخوش رہتا اور پہلی مصیبت کو بہتر سمجھتا۔ مصنف کہتے ہیں کہ میں اس فلسفے پر غور کر رہا تھا کہ مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ سلطان افلاک (آسمانوں کے بادشاہ) کی طرف سے ایک حکم جاری ہوا کہ تمام اہل عالم اپنے رنج والم، مصائب وتکالیف کو لائیں اور ایک جگہ ڈھیر کر دیں۔ میدان بہت وسیع تھا۔ لوگ آنا شروع ہو گئے اور ہر شخص اپنی اپنی مصیبتوں کا انبار اس ڈھیر میں پھینکنے لگا۔ اس ہجوم میں ایک سوکھا سہا دبلا شخص بڑی پھرتی سے ادھر ادھر پھر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک آئینہ تھا جس سے دیکھنے میں شکل بڑی معلوم ہونے لگتی تھی اس کا نام وہم تھا۔

اس انبار میں قسم قسم کے لوگ آنے لگے۔ بوڑھیوں نے بدن کی جھریاں پھینکیں۔ چند نوجوانوں نے کالی رنگت، موٹے ہونٹ، پیلے دانت جس سے شرم آتی تھی پھینکے۔ اس ہجوم میں ایک کبڑا اپنے کبڑے پن کو پھینکنے آیا۔ غرض تمام لوگوں نے اپنے اپنے بوجھ اُتار پھینکے۔ اس کے بعد سلطان افلاک کے دربار سے ایک اور حکم جاری ہوا کہ اپنے اپنے بوجھ کے بدلے کوئی اور بوجھ اٹھائے۔ لیکن اب ہر ایک شخص پہلے سے زیادہ تنگ تھا۔ اس کے بعد سلطان افلاک نے ایک اور حکم دیا کہ اپنے اپنے بوجھ اتار کر پھینک دیں۔ پہلے والے بوجھ انہیں واپس مل جائیں۔ سب لوگوں نے خوشی خوشی قبول کیا اور اُس ڈھیر پر ٹوٹ پڑے اور اپنی پہلی والی مصیبت کو ڈھونڈنے لگے ان کے نزدیک پہلی والی مصیبت بہت بہتر تھی۔

مرکزی خیال

انسانی فطرت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ کسی بھی حال میں خود کو مکمل تصور نہیں کرتا جس کی بنا پر وہ کسی حالت پر مطمئن اور خوش نہیں رہتا اگر دنیا جہاں کی تمام راحتیں، تمام خوشیاں اس کے قدموں میں لا کر رکھ دی جائیں تو پھر بھی خود کو نامکمل سمجھے گا اور کوئی نہ کوئی وجہ بن کر اپنی بدقسمتی کا رونا روئیں گے کہ میری قسمت ایسی کیوں ہے ویسی کیوں نہیں۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے (غالبؔ)

Scanned with CamScanner

﴿اضافی کثیر الانتخابی سوالات﴾

۱۔ محمد حسین آزاد کے والد مولوی باقر علی دہلی سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اخبار نکالتے تھے۔

الف۔ اردو ب۔ انگلش ج۔ ہندی د۔ پنجابی

۲۔ محمد حسین آزاد نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے شاعری میں اصلاح لی۔

الف۔ غالب **ب۔ ذوق** ج۔ حالی د۔ نظیر

۳۔ محمد حسین آزاد گورنمنٹ کالج ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں پروفیسر رہے۔

الف۔ دہلی ب۔ کراچی **ج۔ لاہور** د۔ کانپور

۴۔ محمد حسین آزاد نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیساتھ مل کر جدید مشاعروں کی بنیاد ڈالی۔

الف۔ شبلی **ب۔ حالی** ج۔ ذوق د۔ غالب

۵۔ محمد حسین آزاد کو اردو ادب میں منفرد ۔۔۔۔۔۔۔۔ کی حیثیت حاصل ہے۔

الف۔ نثر نگار ب۔ مضمون نگار ج۔ ادیب **د۔ انشاء پرداز**

۶۔ محمد حسین آزاد کو اپنی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی وجہ سے شہرت ملی۔

الف۔ شاعری **ب۔ شاعرانہ نثر** ج۔ نثر د۔ اسلوب

۷۔ آب حیات اور نیرنگ خیال کے مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

الف۔ شبلی ب۔ مولوی نذیر احمد ج۔ سرسید **د۔ محمد حسین آزاد**

۸۔ خواب میں دیکھا کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے دربار سے اشتہار جاری ہوا۔

الف۔ اللہ تعالیٰ ب۔ حاکم اعلیٰ **ج۔ سلطان افلاک** د۔ کوئی نہیں

۹۔ لوگوں کے بوجھ پھینکنے کے بعد مصیبتوں کا پہاڑ ۔۔۔۔۔۔۔۔ سے اونچا ہو گیا۔

الف۔ آسمان **ب۔ بادلوں** ج۔ چوٹیوں د۔ کوئی نہیں

۱۰۔ انبوہ میں چالاکی اور مستعدی کیساتھ پھرنے والے کے ہاتھ میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھا۔

الف۔ شیشہ ب۔ عدسہ **ج۔ آئینہ** د۔ عکس

۱۱۔ وحشیانہ آنکھ اور نگاہ میں افسردگی والے شخص کا نام ۔۔۔۔۔۔ تھا۔

الف۔ وہم ب۔ شک ج۔ جن د۔ شیطان

۱۲۔ چکن کے چغے میں ملبوس شخص نے بھاری گٹھڑی ڈھیر میں پھینکی تو معلوم ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا عذاب تھا۔

الف۔ غربت **ب۔ افلاس** ج۔ تنہائی د۔ بیماری

۱۳۔ دوڑتے اور ہانپتے شخص نے بوجھ پھینکا تو معلوم ہوا اسکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بہت بری تھی۔

الف۔ جورو ب۔ بیٹی ج۔ اولاد د۔ ذات

۱۴۔ مصائب کے ڈھیر کی طرف آنے والے بے شمار افراد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا گروہ تھا۔

الف۔ مفلسوں ب۔ غرباء **ج۔ عاشقوں** د۔ بیماروں

۱۵۔ بڑھیاں اپنے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈھیر میں پھینک رہی تھیں۔

الف۔ بیماریاں ب۔ طویل عمری **ج۔ جھریاں** د۔ کمزوریاں

۱۶۔ مصائب کے اس انبار میں انواع واقسام کے ۔۔۔۔۔۔۔۔ تھے۔

الف۔ سقم ب۔ مرض **ج۔ سقم اور مرض** د۔ کوئی نہیں

۱۷۔ اتنے بڑے ڈھیر میں کہیں بھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پڑی دکھائی نہ دی۔

الف۔ بیوقوفی ب۔ حماقت خ۔ بداطواری **د۔ بیوقوفی اور بداطواری**

۱۸۔ عیاش کو دیکھا کہ گناہوں کا بوجھ اٹھائے ۔۔۔۔۔۔۔ چلا آتا ہے۔

الف۔ سوچ میں ب۔ ذمہ داری سے **ج۔ بے پروا** د۔ کوئی نہیں

۱۹۔ مصنف کو میاں وہم کے آئینے میں اپنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چھوٹا معلوم ہوا۔

الف۔ چہرہ **ب۔ منہ** ج۔ بدن د۔ قد وقامت

۲۰۔ سلطان افلاک کے دوبارہ حکم پر میاں وہم پھر سے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوئے۔

الف۔ تیار **ب۔ مستعد** ج۔ حرکت د۔ کوئی نہیں

۲۱۔ معزز و محترم پیر مرد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے جاں بہ لب تھا۔

الف۔ درد قولنج ب۔ بڑی آنت کا درد ج۔ معدے کے درد د۔ پیٹ کے درد

Scanned with CamScanner

﴿تعارف﴾

سوال۔ محمد حسین آزاد پر تعارفی نوٹ لکھیں؟

محمد حسین آزاد کی ابتدائی زندگی:۔

محمد حسین آزاد ۱۸۳۰ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد مولوی باقر علی دہلی سے ایک اخبار نکالتے۔آزاد نے دہلی میں تعلیم حاصل کی۔شاعری میں شیخ ابراہیم ذوق سے اصلاح لی۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں کے بعد محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کر لی۔گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر رہے اور درسی کتب لکھنے کا کام سپرد ہوا۔حکومت نے آپ کو ''شمس العلماء'' کا خطاب دیا۔

ادبی خدمات:۔

آزاد کو اردو ادب میں منفرد انشا پرداز کی حیثیت حاصل ہے۔محمد حسین آزاد نے پرتکلف اور مشکل عبارتوں والی قدیم نثر، غالب اور سرسید احمد خان کی سلیس اور سادہ نثر، جس میں مقصدیت کو بنیادی حیثیت حاصل تھی کو بنیاد بنا کر پرانی اور نئی طرز نثر سے ایک نئی طرز کے اسلوب کی بنیاد رکھی۔آپ کو شاعرانہ نثر کی وجہ سے بہت شہرت ملی۔

طرزِ تحریر:۔

آزاد نے تنقید، تاریخ اور خیالی موضوعات پر لکھا ہے۔آپکا اسلوب، بیان کی رنگینی، الفاظ کی شوکت اور سلاست کا خوبصورت گلدستہ ہے۔نیرنگ خیال اور آبِ حیات کا اسلوب آپ کی انشا پردازی کے حسن کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔خیالی موضوع پر بھی آپ کا قلم موتی اگلتا اور پھول برساتا نظر آتا ہے۔مختصر فقرات پر مبنی الفاظ کا استعمال سحر زدہ کر دینے والا ہے۔

تصانیف:۔

آپ کی اہم تصنیفات آبِ حیات، دربارِ اکبری، نیرنگ خیال، سخن دانِ فارس، نگارستانِ فارس اور قصص الہند ہیں۔

وفات:۔

۱۹۱۰ء میں محمد حسین آزاد نے وفات پائی۔

﴿مشق﴾

سوال ۱:۔ سلطان افلاک کے دربار سے کیا اشتہار جاری ہوا؟

جواب: حوالہ متن:۔

سبق	انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا
صنفِ نثر	تمثیل
ماخذ	نیرنگ خیال
مصنف	محمد حسین آزاد

جواب :۔ سلطان افلاک کے دربار سے جاری اشتہار:۔

سقراط حکیم اور ایک اور حکیم کے بقول خود کو بدنصیب سمجھنے والے اپنے مصائب کو آپس میں بدل لیں تو پہلی مصیبت کو بہتر جانیں۔مصنف ان دونوں خیالات کو سوچتے ہوئے سو گیا۔خواب میں سلطان افلاک کے دربار سے ایک اشتہار جاری ہوتے دیکھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

اشتہار کا خلاصہ:۔

تمام اہل عالم اپنے رنج والم اور مصائب و تکالیف لائیں اور ایک جگہ ڈھیر کر دیں اور بدلے میں اپنی پسند کی کوئی دوسری مصیبت اٹھالے جائیں۔خیالات سے بھی وسیع میدان کا انتخاب ہوا۔لوگ آنا شروع ہوئے اور اپنا بوجھ پھینکتے چلے گئے۔بڑھتے بڑھتے مصائب کا پہاڑ بادلوں سے بھی اونچا ہو گیا۔

سوال ۲ :۔ وہم کی تصویر کس طرح پیش کی گئی ؟

جواب:۔ وہم کی تصویر:

مصنف نے ایک سوکھے سہمے اور دبلے شخص کے ہاتھ میں موجود آئینے کا منظر دکھایا جس میں شکل نہایت بڑی معلوم ہونے لگتی تھی۔وہ ایک ڈھیلی ڈھالی پوشاک پہنے ہوئے تھا جس کا دامن، دامنِ قیامت سے بندھا ہوا تھا۔اس پر دیوزادوں اور جنات کی تصویریں زردوزی سے کڑھی ہوئی تھیں اور جب وہ ہوا سے لہراتی تھیں تو بے شمار عجیب و غریب صورتیں اس پر نظر آتیں۔اس کی آنکھ وحشیانہ تھی مگر نگاہ میں افسردگی تھی اور اس کا نام وہم تھا۔

Scanned with CamScanner

سوال۳:۔ پیرمرد کا واقعہ بیان کریں؟

جواب:۔ <u>پیرمرد کا واقعہ:۔</u>

ایک مرتبہ پیر مرد درد قولنج سے جاں بہ لب تھا اور لاولد تھا۔ ایک اولاد کا خواہش مند تھا۔ سلطان افلاک سے اختیار ملتے ہی درد مذکورہ کو پھینک کر ایک حسین نوجوان کو پکڑ لیا مگر لڑکے کو نافرمانی کے سبب باپ نے چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ نالائق اور بدتمیز نوجوان نے آتے ہی پیر مرد کی داڑھی پکڑ لی اور سر توڑنے کو تیار ہوا۔ اتفاق سے پیر مرد اور نوجوان کے باپ کا ٹکراؤ ہو گیا جو درد قولنج میں مبتلا تھا۔ پیر مرد نے خدا کے واسطے دے کر اپنا درد قولنج لوٹانے کو کہا جبکہ نوجوان کا باپ بھی تبادلہ چاہتا تھا مگر مشکل یہ ہوئی کہ یہ تبادلہ اب پھر ممکن نہ تھا۔

سوال۴:۔ اس موقع پر کن چیزوں سے باآسانی نجات حاصل کی جا سکتی تھی؟

جواب:۔ <u>سلطان افلاک کے اشتہار کے موقع پر مصائب اشیاء کی بے دخلی:۔</u>

یہ حقیقت ہے کہ انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا۔ اپنی پہلی مصیبت پر فریاد کرتے ہوئے انسانوں کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ وہ اپنی پہلی مصیبت پھینک کر اپنی مرضی کے مصائب لے لیں تو لوگوں نے اپنی تکالیف پھینکنی شروع کر دی۔ افسانہ نگار کہتے ہیں کہ مصیبتوں کے اس انبار میں کوئی بے وقوفی یا بداطواری پڑی ہوئی دکھائی نہ دی حالانکہ اگر ہوس ہائے نفسانی، ضعف جسمانی اور عیوب عقلی سے کوئی نجات پانا چاہتا تو اس سے بہتر موقع ہاتھ نہ آتا مگر افسوس کہ کسی نے اس طرف توجہ نہ دی۔

سوال۵: الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

الفاظ	جملوں میں استعمال
لطیفہ	شان کے سنائے ہوئے لطیفے نے ہم کو ہنسی سے بے حال کر دیا۔
رنج والم	سیلاب کی وجہ سے بے شمار خاندان رنج والم میں مبتلا ہوئے۔
وہم	اسلم متعدی بیماری کے وہم میں مبتلا ہے۔
افسردگی	شان نے لطائف سنا کر نوید کی افسردگی دور کی۔
انواع واقسام	انواع واقسام کے کھانے دیکھ کر سب کی بھوک بڑھ گئی۔
خوامخواہ	خوامخواہ دو افراد کے درمیان بات چیت میں حصہ لینا ایک بری عادت ہے۔

مبادلہ	سکول کا بار بار مبادلہ طالب علم کیلئے درست نہیں۔
بسورنا	خواہش پوری نہ کرنے پر اسلم باپ کے سامنے منہ بسورنے لگا۔
افلاس	بے روزگاری نے بے شمار لوگوں کو افلاس میں مبتلا کیا۔
دردناک	ملک وقوم سے غداری کرنے والوں کا انجام انتہائی دردناک ہوتا ہے۔

سوال۶:۔ وہم پرستی پر ایک مضمون لکھیں؟

جواب: ''ہم بزرگوں سے سنتے چلے آرہے ہیں کہ وہم کا علاج لقمان حکیم کے پاس بھی نہیں تھا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہم نام ہے شک وشبے کا۔ عین ممکن ہے کہ آپ ایک بیماری میں مبتلا نہ ہو لیکن آپ کو یہ وہم ہو جائے کہ آپ قولنج کے مریض ہیں۔ اب آپ اپنا ہزار علاج کروایئے لیکن آپ کی شکایت رفع نہیں ہوگی۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے کہ جو بیماری وجود ہی نہیں رکھتی اس کا علاج کیسے ہو؟ بعض حضرات کو یہ وہم ہوتا ہے کہ وہ روز بہ روز کمزور سے کمزور تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہوتی۔ وہ اپنی کمزوری دور کرنے کے لئے طرح طرح کی ادوایات استعمال کرتے ہیں لیکن انہیں افاقہ نہیں ہوتا۔ دراصل وہم انسان کو دھوکے میں ڈالے رکھتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے مالک حقیقی پر بھروسہ رکھے۔ ہر حال میں اس کا شکریہ ادا کرے اس کی نعمتوں کو اپنے سامنے رکھے۔ اس کی رضا پر راضی رہے۔ اپنے سے کمتر لوگوں پر نظر کرے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا احساس ہو جائے گا۔ شک وشبہ اور وہم شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ شیطان مردود انسان کے دل میں طرح طرح کے خیالات ڈالتا رہتا ہے اور وہ لوگ جو اللہ پاک کی طرف رجوع نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے نہیں پکارتے وہ بہت جلد شیطان کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ خوشی وغمی ہر دو حالتوں میں اپنے مالک حقیقی کو یاد رکھے اور اسی سے اپنی حاجتیں طلب کرے۔ اسے ہی اپنے نفع ونقصان کا مالک سمجھے تو یقین کیجئے وہ کبھی بھی وہم جیسے موذی مرض میں مبتلا نہیں ہوگا۔

سوال۷:۔ پانچ جملے لکھ کر ان میں مرکب ناقص اور مرکب تام کی وضاحت کریں۔

مرکب:۔ ''دو یا دو سے زائد کلمات کا مجموعہ مرکب کہلاتا ہے''۔ مثلاً اسلم کا بھائی، میری چادر، دس ہزار، وہ گھر جا چکا تھا۔

مرکب کی دو اقسام ہیں۔

مرکب ناقص:۔ وہ مرکب جس سے پورا مطلب حاصل نہ ہو بلکہ مرکب ناقص ہمیشہ جملے کا حصہ ہوتا ہے۔ مثلاً شب وروز اور ذہین لڑکا وغیرہ۔

Scanned with CamScanner

مرکب تام:۔ وہ مرکب جس سے پورا مطلب حاصل ہو اور مکمل جملہ ہو۔ مثلاً میرا عذاب اس سے ہزار درجے بہتر تھا۔ ہر شخص نے اپنا بوجھ اٹھایا۔

مرکب ناقص	مرکب تام
گھنا جنگل	پہاڑ کے دامن میں گھنا جنگل تھا۔
لذیذ پھل	مجھے لذیذ پھل بہت پسند ہیں۔
نئی گاڑی	میرے دوست کے ابو نے نئی گاڑی خریدی۔
گلاب کا پھول	گلاب کا پھول بہت خوشبودار ہوتا ہے۔
محنتی لوگ	محنتی لوگ ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں۔

سوال ۸ :۔ سیاق وسباق کے حوالے سے عبارت کی تشریح

ایک پیر مرد کہ نہایت معزز محترم معلوم ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ مبادلہ اب پھر نہ ہوسکتا تھا۔

متن کا حوالہ:۔

یہ عبارت سبق انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا سے لی گئی ہے اور اس عبارت کے مصنف محمد حسین آزاد ہیں اور انکی کتاب نیرنگ خیال سے لی گئی ہے۔

مصنف کا مختصر تعارف:

محمد حسین آزاد دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام باقر علی تھا۔ دہلی میں تعلیم پائی۔ شاعری میں شیخ ابراہیم ذوق سے اصلاح لی۔ درس وتدریس سے وابستہ رہے۔ درسی کتابیں بھی لکھیں۔ حکومت نے ان کو شمس العلماء کا خطاب دیا۔ محمد حسین آزاد کو اردو ادب میں منفرد انشاء پرداز کی حیثیت حاصل ہے۔ جب کسی خیالی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو قلم موتی اگلتا اور پھول برساتا چلا جاتا ہے۔ آزاد الفاظ کے جادوگر ہیں۔ اُن کی چند تصانیف یہ ہیں۔

نیرنگ خیال، آب حیات، دربار اکبری، نگارستان فارس، سخن دان فارس۔

سیاق وسباق:

جب سلطان افلاک کے دربار سے مصائب کو میدان مخصوصہ میں ڈھیر کرنے کا ارشاد ہوا تو مختلف مصائب اور تکالیف میں مبتلا انسانوں نے اپنے بوجھ گھٹانے کا ارادہ کیا اور میدان کا رُخ کیا۔ بے شمار افراد نے جسمانی وسماجی بوجھ کو میدان میں

چھوڑا۔ بے شمار لوگ انواع واقسام کے سقم اور امراض میں مبتلا تھے۔ ضعف جسمانی اور نفسانی ہوس، عقلی عیوب سے نجات پانے والے بھی تھے۔ بنی آدم کا تماشہ دیکھتے ہوئے مصنف کو خالی سمجھ کر وہم اس پر حملہ آور ہوا اور میرے حواس جاتے رہے کہ اتنے میں سلطان افلاک کا حکم پہنچا کہ سب کو اپنے رنج وتکلیف تبدیل کر کے اپنے پہلے والے بوجھ کو لے جانے کی اجازت ہے اور ہر شخص اپنا اپنا بوجھ سنبھالنے لگا۔

وضاحت:

ایک بزرگ انسان جو بہت عزت والا اور قابل احترام نظر آتا تھا۔ انتڑیوں کے درد میں مبتلا تھا اور سخت تکلیف اور بے اولادی کے سبب اپنے مال وجائیداد کیلئے ایک وارث اور حقدار کا خواہش مند تھا۔ اس نے ذکر کیے گئے درد کو پھینک کر ایک نوجوان لڑکے کو لیا۔ لیکن نالائق لڑکے کو اس کے باپ نے بات نہ ماننے اور بدلحاظی کی وجہ سے تنگ آ کر پھینک دیا تھا۔ چنانچہ اس نوجوان نے آتے ساتھ فوراً پیر مرد کی داڑھی پکڑ لی اور لڑائی جھگڑے کیلئے تیار ہوا۔ اتفاق سے لڑکے کا سگا باپ جو انتڑیوں کے درد میں مبتلا ہو چکا تھا بزرگ سے ملا۔ لڑکے کے باپ اور بزرگ نے اللہ تعالیٰ کے واسطے دیکر ایک دوسرے کو درد واپس کرنے کیلئے منت کی کیونکہ انہیں اپنا پہلا عذاب اس دوسری تکلیف سے کمتر دکھائی دیتا۔ لیکن مصیبت یہ تھی کہ اپنے بوجھ کا تبادلہ اب دوبارہ ممکن نہ تھا۔

سوال۹:۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ سبق انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا، کے مصنف کا نام ہے؟

ا۔ سرسید　　ب۔ اقبال　　**ج۔ محمد حسین آزاد**　　د۔ حالی

۲۔ غرض وہ سارا انبار عورتوں اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تقسیم ہوگیا۔

ا۔ بوڑھوں　　**ب۔ مردوں**　　ج۔ بیماروں　　د۔ غلاموں

۳۔ چنانچہ بڈھے نے کہا کہ برائے خدا میرا درد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے پھیر دیجیے۔

ا۔ قولنج　　ب۔ دل　　ج۔ سر　　د۔ کمر

Scanned with CamScanner

سبق نمبر ۵

نصوح کا خواب

مولوی نذیر احمد

فرہنگ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
سکوت	خاموشی	منحرف	پھر جانا، انکار کرنا
کاربراری	کام نکالنا	وباء	پھیلنے والی بیماری
فرداً فرداً	الگ الگ	خفیف	ہلکی، معمولی
دارالجزاء	سزا یا انعام کی جگہ	ماخوذ	اخذ کیا گیا
دروغ گوئی	جھوٹ بولنا	متقی	پرہیزگار
وافر	زیادہ	مردم آزاری	لوگوں کو تکلیف دینا
دل جوئی	تسلی دینا	مصمم ارادہ	پکا ارادہ
روزنامچہ	روزانہ، شائع ہونے والا اخبار	رویائے صادقہ	سچا خواب
کارگر	سودمند	ڈھنگ	سلیقہ
براءت	خلاصی	بے حضور قلب	بے دلی
گڑگڑانا	عاجزی سے دعا مانگنا، رونا دھونا	مقدور بھر	طاقت کے مطابق
وباء	پھیلنے والا مرض	متعجب	حیرانگی
مخفی	پوشیدہ	سلجھے	حل ہوئے
دل جوئی	تسلی	ہیضہ	قے، دست
حاکم فوجداری	خون خرابی کے مقدمہ سننے والا	کام تمام ہونا	مرجانا، فوت ہونا
تدبیر	کوشش	قرارداد جرم	جرائم کی فہرست
الہام الٰہی	اللہ کی طرف سے اشارہ	مفارقت	جدائی

خلاصہ

ایک سال دہلی میں ہیضے کی وباء پھیلی ہر روز سینکڑوں لوگ مرنے لگے۔ نصوح دہلی کا ایک مالدار شخص تھا۔ اس نے اپنے گھر کے لوگوں کو بچانے کیلئے ہر ممکن تدبیر کی لیکن بیماری آخر اس کے گھر آ پہنچی۔ نصوح کو بھی ہیضہ ہو گیا۔ حکیم کی دوا کے اثر سے گہری نیند سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ وہ مر چکا ہے۔ دیکھتا ہے کہ ایک عالی شان عمارت ہے۔ ہزاروں ، لاکھوں آدمیوں کا اجتماع ہے۔ اس نے خیال کیا کہ یہ ہائی کورٹ کی کچہری ہے لیکن حاکم کچہری بڑے رعب دار ہے۔ سب لوگ سکوت کے عالم میں ایسے دم بہ خود بیٹھے ہیں کہ کسی کے منہ میں زبان نہیں۔ حاکم کچہری کے اختیارات اس قدر وسیع ہیں کہ نہ اس کے فیصلے کی اپیل ہے اور نہ اس کے حکم کی خلاف ورزی۔ جو فیصلہ سناتے ہیں "دودھ کا دودھ پانی کا پانی"۔

نصوح ان حوالاتیوں کو دیکھ رہا ہے جن میں کئی لوگ اجنبی تھے۔ جا بجا شہر اور محلے کے آدمی بھی نظر آئے۔ نصوح کی اچانک نظر اپنے والد پر پڑی جو ان حوالاتیوں میں موجود تھے۔ پہلے تو شک کر رہا تھا بعد میں دیکھا کہ وہی ہے۔ دوڑ کر قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا کہ! یا حضرت آپ یہاں کہاں؟ والد نے جواب دیا کہ میں گناہوں کی جواب دہی میں ماخوذ ہوں۔ یہ مقام دارالجزاء ہے۔ خداوند تعالیٰ حاکم ہے۔ نصوح نے کہا کہ آپ تو بڑے پرہیزگار اور متقی تھے۔ آپ پر اور گناہوں کا الزام؟ باپ جواب دیتا ہے کہ میرے گناہ ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں ہیں۔ میرا اعمال نامہ رسوائی سے بھرا پڑا ہے۔ جب نصوح نے باپ کا اعمال نامہ دیکھا تو کانپ اُٹھا کیونکہ کوئی جرم ایسا نہ تھا جو اس میں نہ لکھا ہو۔ نصوح کے باپ نے کہا کہ یہاں پر کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کراماً کاتبین اور اعضاء جیسے ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان سب کے سب میری مخالفت پر آمادہ اور میری تذلیل پر کمربستہ ہیں۔ یہاں پر اتنی سختی ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ نصوح اپنے باپ سے کہتا ہے کہ ہم اس مصیبت میں کیا کر سکتے ہے۔ باپ کہتا ہے کہ میرے لئے خلوص اور عاجزی کے ساتھ دعا کرو۔ باپ کی باتیں سن کر نصوح پر اثر ہوا کہ بے اختیار رونے لگا۔ جب آنکھ کھلی تو خواب کا سارا ماجرہ پیش نظر تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ خواب میرے وہم و خیال کا بنایا ہوا ہرگز نہیں بلکہ امر من جانب اللہ ہے۔ غور کیا تو اس کی اپنی حالت باپ کی حالت سے بدتر تھی۔ اس نے اپنے کئے کی معافی مانگی اور خواب بیوی بچوں کو سنایا۔ بیوی بچوں پر بھی خواب کا بڑا اثر ہوا اور سب کے سب نیکی کی طرف مائل ہو گئے۔

Scanned with CamScanner

﴾مرکزی خیال﴿

اس سبق کا مرکزی خیال یہ ہے کہ اللہ نے انسان بنایا۔ اس کو سوچ اور عقل دی۔ انسان کا بنیادی مقصد اپنے رب کی عبادت ہے۔ اللہ تعالٰی نے خود فرمایا۔ ''میں نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اپنی عبادت کیلئے''۔

یہ دنیا فانی ہے۔ انسان کو اچھے برے کی تمیز، نیکی اور بدی کا راستہ اپنانے کا اختیار حاصل ہے۔ چنانچہ راہ راست اختیار کرتے ہوئے قرآن وسنت کے احکامات اور طریقے اپنی زندگی میں شامل کرنا ہر انسان کا اولین مقصد ہونا چاہیئے۔

ایک دن موت آنی ہے اور مرنے کے بعد ایک دن اللہ تعالٰی کی عدالت میں پیش ہونا ہے۔ وہاں دنیا میں کیے گئے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ اس عدالت میں جھوٹ، رشوت اور سفارش قابل قبول نہیں ہوگی۔ انسان موت سے قبل نیک اولاد اور فلاحی کام کرے جو روز حشر میں اسکے کام آئیں گے۔ نیک اعمال کرنے والے دنیا وآخرت میں کامیاب ہوں گے۔ جبکہ برائی کا راستہ اختیار کرنے والے دنیا وآخرت میں ذلیل ورسوا ہوں گے۔ لہٰذا اولاد کی اسلامی خطوط پر تربیت صدقہ جاریہ ہے۔

﴾اضافی کثیر الانتخابی سوالات﴿

۱۔ مولوی نذیر احمد ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے ایک گاؤں ریہڑ میں پیدا ہوئے۔

الف۔ بجنور ب۔ اعظم گڑھ ج۔ دہلی د۔ بنگال

۲۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں انگریز خاتون کی جان بچانے کے صلے میں نذیر احمد۔۔۔۔ میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس بنائے گئے۔

الف۔ دہلی ب۔ اعظم گڑھ ج۔ راجن پور **د۔ کانپور**

۳۔ قانون انکم ٹیکس اور تعزیرات ہند کے اردو ترجمہ کرنے کے صلہ میں مولوی نذیر احمد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بنائے گئے۔

الف۔ ڈپٹی انسپکٹر مدارس **ب۔ تحصیل دار** ج۔ ڈپٹی کلکٹر د۔ کمشنر

۴۔ ڈپٹی نذیر احمد کو اردو کا پہلا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سمجھا جاتا ہے۔

الف۔ نثر نگار ب۔ افسانہ نگار **ج۔ ناول نگار** د۔ ڈرامہ نگار

۵۔ مولوی نذیر احمد نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے مسائل کو ناولوں کا موضوع بنایا۔

الف۔ عورتوں ب۔ معاشرے ج۔ نوجوانوں د۔ قوم

۶۔ نذیر احمد کے ناول کے کردار اسی معاشرے کے۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

الف۔ لوگ **ب۔ افراد** ج۔ نوجوان د۔ خاندان

۷۔ مولوی نذیر احمد کی تحریر میں جگہ جگہ۔۔۔۔۔۔ کی مثالیں مل جاتی ہیں۔

الف۔ ظرافت ب۔ ہنسی ج۔ مزاح د۔ سنجیدگی

۸۔ مراۃ العروس، توبتہ النصوح، ابن الوقت کے ادیب۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

الف۔ سرسید ب۔ حالی ج۔ آزاد **د۔ مولوی نذیر**

۹۔ دہلی میں ایک سال۔۔۔۔۔۔۔ کی وبا پھیلی۔ کہ ہر روز سینکڑوں لوگ مرنے لگے۔

الف۔ کار ب۔ ملیریا **ج۔ ہیضے** د۔ آنکھوں

۱۰۔ نصوح دہلی کا ایک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شخص تھا۔

الف۔ غریب ب۔ امیر **ج۔ مالدار** د۔ جانا پہچانا

۱۱۔ نصوح نے خواب کی حالت میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمارت دیکھی۔

الف۔ عمدہ ب۔ عالیشان ج۔ شان وشوکت والی **د۔ عمدہ وعالیشان**

۱۲۔ حاکم کچہری کے سامنے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آدمیوں کا اجتماع ہے۔

الف۔ بے شمار ب۔ سینکڑوں ج۔ ہزاروں **د۔ ہزاروں لاکھوں**

۱۳۔ حاکم کچہری کے سامنے ناجائز پیروی کرنا رشوت یا سفارش پہنچا کر۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنا ممکن نہیں تھا۔

الف۔ کام ب۔ معافی مانگنا **ج۔ براری** د۔ خلافت ورزی

۱۴۔ کام کرنے کا ایسا اچھا۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے کہ کام روز کا، روز صاف

الف۔ ڈھنگ ب۔ طریقہ ج۔ انداز د۔ کوئی نہیں

۱۵۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی گرائمر کے لحاظ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

الف۔ محاورہ **ب۔ ضرب المثل** ج۔ تشبیہ د۔ استعارہ

۱۶۔ نصوح کیلئے حوالاتیوں اور زیر تجویزوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آدمی اجنبی تھی۔

الف۔ سینکڑوں **ب۔ ہزار ہا** ج۔ لاکھوں د۔ بے شمار

Scanned with CamScanner

۱۷۔نصوح نے اپنے والد بزرگوار کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں بیٹھے دیکھا۔

الف۔حوالاتیوں ب۔قیدیوں ج۔سزاواروں د۔ماخوذ

۱۸۔نصوح نے باپ کا اعمال نامہ دیکھا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

الف۔تھرااٹھا ب۔ڈر گیا ج۔خوفزدہ ہوا د۔بے پرواہوا

۱۹۔نصوح کے باپ کے خلاف گواہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھے جن سے کوئی عمل مخفی نہ تھا۔

الف۔جسمانی اعضاء **ب۔کراما کاتبین** ج۔ذہنی سوچ د۔کوئی نہیں

۲۰۔ نصوح کے باپ کو ہر روز آتے جاتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے پاس سے گزرنا پڑتا۔

الف۔حوالات ب۔قیدخانے **ج۔جیل خانے** د۔کوئی نہیں

۲۱۔نصوح کے باپ کے ہمسائے کے لئے اسکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔نے بہت دعائیں کیں۔

الف۔خاندان ب۔زن وفرزند **ج۔پس ماندوں** د۔کوئی نہیں

۲۲۔رسم دنیا کے مطابق آپ کا کھانا بھی۔۔۔۔۔۔۔۔میں تقسیم ہوگیا۔

الف۔خاندان **ب۔برادری** ج۔علاقے د۔وطن

۲۳۔آپ کے بعد آپ کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے جھگڑے پڑے۔

الف۔وراثت **ب۔میراث** ج۔جائداد د۔مال

۲۴۔بی بی نے میاں کی آنکھ کھلی دیکھ کر ہر چند۔۔۔۔۔۔۔۔کی باتیں کیں۔

الف۔تسلی ب۔ہمدردی **ج۔دل جوئی** د۔اطمینان بھری

۲۵۔نصوح کا دل مان گیا کہ یہ خواب اسکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا نہیں ہے۔

الف۔وہم ب۔گمان ج۔سوچ **د۔وہم وخیال**

۲۶۔نصوح نے خاندان کی اصلاح کے لئے مقدور بھر کوشش کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ارادہ کیا۔

الف۔پکا **ب۔مصمم** ج۔مستقل د۔سنجیدہ

﴿تعارف﴾

س:مولوی نذیر احمد پر تعارفی نوٹ لکھیں۔

ولادت:۔

مولوی نذیر احمد ضلع بجنور کے ایک گاؤں ریہڑ میں ۱۸۳۶ء کو پیدا ہوئے۔اُن کے والد کا نام مولوی سعادت علی تھا۔

ابتدائی تعلیم:۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی۔پھر چودہ برس کی عمر میں دہلی چلے گئے۔وہاں مولوی عبدالخالق کے مدرسے سے عربی کی تعلیم حاصل کی۔اس کے بعد سرکاری خرچ پر دہلی کالج میں داخلہ مل گیا۔

عملی زندگی کا آغاز:۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد عملی زندگی کا آغاز بطور مدرس کیا۔۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں ایک انگریز خاتون کی جان بچائی۔اس کے صلے میں کانپور میں ڈپٹی انسپکٹر مدراس بنادیے گئے۔

خطاب:۔

مولوی نذیر احمد نے قانون انکم ٹیکس اور تعزیرات ہند کا انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا جس کے صلے میں تحصیل دار بنا دیا گیا۔بعد میں وہ ڈپٹی کلکٹر کے عہدے تک پہنچے۔انگریز حکومت نے انھیں شمس العلماء کا خطاب دیا۔

طرز تحریر:۔

مولوی نذیر احمد کا اسلوب بیان منفرد ہے۔اصلاح معاشرہ ان کا بنیادی مقصد ہے۔حقیقت پسندی ان کے اسلوب میں نمایاں خصوصیت ہے۔

تصانیف:۔

اُن کے مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

مراۃ العروس	بنات النعش	تعزیرات ہند
توبتہ النصوح	ابن الوقت	رویائے صادقہ

وفات:۔

۱۹۱۲ء میں اُن کو فالج ہوا جس کی وجہ سے فوت ہوگئے اور دہلی میں دفن ہوئے۔

awaz e inqilab.com

Scanned with CamScanner

﴿مشق﴾

سوال ۱: متن کے حوالے سے خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ نصوح خود بھی کبھی ڈپٹی مجسٹریٹ اور __حاکم فوجدار__ رہ چکا تھا۔

ب۔ جو حکم ہے دودھ کا دودھ __پانی کا پانی__۔

ج۔ ایک رات نصوح کو بھی __ہیضہ__ ہو گیا۔

د۔ دوڑ کر قدموں پر __گر پڑا__۔

ہ۔ باپ کا نامہ اعمال دیکھا، تو __تھرا اُٹھا__۔

و۔ ابھی میرے ہمسائے میں ایک شخص کی __رہائی__ ہوئی ہے۔

ز۔ دنیا کی __بھولی بسری__ باتیں مجھ کو نمازوں میں یاد آتی تھیں۔

ح۔ میاں کی آنکھ کھلی تو اس کی __جان میں جان آئی__۔

سوال ۲:۔ نصوح نے خواب میں جس عدالت کو دیکھا، اس کی کیفیت اپنے الفاظ میں لکھیں۔

__حوالہ متن:__

سبق	نصوح کا خواب
صنف نثر	ناول
ماخوذ از	توبۃ النصوح
مصنف	مولوی نذیر احمد

نصوح کا خواب:۔

نصوح نے دنیاوی پریشانیوں اور بیماری کی وجہ سے خواب میں ایک نئی دنیا دیکھی۔

نئی دنیا کی عدالت کا پس منظر:۔

نصوح نے نئی دنیا میں ایک نئی اور عالیشان عمارت دیکھی۔ یہ عمارت بالکل ہائی کورٹ کی طرح تھی۔ ہائی کورٹ کا جج انتہائی منصف (انصاف کرنے والا)، رحیم اور بڑے اختیارات کا مالک تھا۔ اس لیے سامنے بے شمار افراد کا اجتماع

تھا۔ سب لوگ بالکل خاموش اور اسکے رحم کے امیدوار تھے۔ ہر مقدمے کا فیصلہ بروقت اور قرار داد جرم کے مطابق ہوتا تھا۔ اسکی عدالت میں جھوٹ، رشوت اور سفارش کا تصور بھی ناممکن تھا۔ ہر مجرم کو انصاف اور جرم کے مطابق جزا یا سزا کا فیصلہ ہوتا۔

سوال ۳:۔ نصوح نے خواب میں اپنے والد کو کہاں دیکھا؟

__جواب: نصوح کی دارلجزا میں موجودگی:۔__

نصوح نے خواب میں بے شمار ہمسایے، رشتہ دار، ہم وطن اور اجنبی افراد دیکھے۔ نصوح کی سوچ کے مطابق یہ تمام افراد مر چکے تھے۔ نصوح ان لوگوں پر نظر ڈالتا ہوا آگے بڑھا تو ان لوگوں کے درمیان اسے اپنا باپ اعمال نامے کے ہمراہ بیٹھا نظر آیا۔

باپ بیٹے کی ملاقات:۔

قریب جانے پر معلوم ہوا کہ نصوح کا باپ اپنے اعمال نامے کے ساتھ اس ''دارلجزاء'' میں ماخوذ ہے۔ اسے اپنے اعمال نامے میں موجود گناہوں کی خواب دہی کیلئے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔

سوال ۴: باپ نے اعمال نامے کے بارے میں بیٹے سے کیا کہا؟

__جواب: باپ بیٹے کی بات چیت:۔__

باپ بیٹے کی ملاقات میں باپ نے بیٹے سے کہا کہ وہ اپنے اعمال نامے میں موجود گناہوں کی جواب دہی کیلئے بلایا گیا ہے۔ اس عدالت کا حاکم اللہ تعالیٰ ہے۔ بے شمار کیے گئے گناہوں نے میرے اعمال نامے کو رسوائی اور بے عزتی سے بھر دیا ہے۔ اب پریشان ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہو کر اپنی رہائی کیلئے کیا وجوہات پیش کروں گا۔ باپ کے کہنے کے مطابق اُسکے اعمال نامے میں شرک، کفر، نافرمانی، ناشکری، بغاوت، بے ایمانی، جھوٹ، غیبت، لالچ اور تمام گناہ شامل تھے۔

سوال ۵ :۔ اعمال نامے میں کون کون سے گناہ درج تھے ؟

__جواب: اعمال نامے میں شامل گناہ:۔__

نصوح کے باپ کے اعمال نامے میں بے شمار گناہ درج تھے۔ نصوح نے جب باپ کا اعمال نامہ دیکھا تو تھرا اُٹھا۔ شرک، نافرمانی، ناشکری، بغاوت، بے ایمانی، غرور، دروغ گوئی، غیبت، لالچ، حسد، مردم آزاری، نفاق، دکھاوا، غرض تمام گناہ اس کے اعمال نامے میں درج تھے البتہ فیصلے کیلئے تعزیرات ہند کے بجائے قرآن کی آیات اور سورتوں کا حوالہ تھا۔

Scanned with CamScanner

سوال ۶:۔ نصوح کے باپ کے خلاف کون کون گواہی دینے پر آمادہ تھے؟

جواب: نصوح کے باپ کی مخالف گواہیاں:۔

نصوح کے باپ کا اعمال نامہ رسوا کن اعمال سے بھرا تھا اور نصوح کے باپ کے خلاف بہت سی گواہیاں [illegible] اس کے لئے پریشانی کا باعث تھی۔ اول دو کراماً کاتبین گواہی دینے پر آمادہ تھے۔ انہوں نے [illegible] زندگی میں کیے گئے ہر عمل کو دلیل اور ثبوت کے ساتھ ثابت کیا۔

اعضائے جسم کی آمادگی:

اسکے علاوہ اُسکے اپنی جسمانی اعضا مثلاً ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ، زبان اس کے خلاف [illegible] آمادہ تھے۔

سوال ۷:۔ ہمسائے کی سزا سے رہائی کیسے ممکن ہوئی؟

جواب: ہمسائے کی رہائی کا امکان:۔

نصوح کے باپ کا ہمسایہ پیش ہوا تھا۔ اُس کی رہائی مشکل تھی لیکن [illegible] خلوص سے دعائیں مانگتے تھے۔ ایک دو دن قبل اُس کو اعمال نامہ [illegible] طرح اسکے لئے روتے اور رہائی کی دعائیں مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے [illegible] جو دنیا میں نیکی پھیلاتے ہیں اور اسکی بخشش کی وجہ بھی بنے۔

سوال ۸:۔ اس سبق کا مرکزی خیال لکھیں؟

جواب: سبق کا مرکزی خیال شروع میں ملاحظہ کریں۔

سوال ۹:۔ اولاد کی اسلامی خطوط پر تربیت کیوں ضروری ہے؟

جواب: اولاد کی اسلامی خطوط پر تربیت:۔

اولاد کی اسلامی خطوط کے مطابق تربیت کرنا اس لیے ضروری ہے کہ اللہ کے بتائے ہوئے [illegible] اختیار کر کے دنیا میں عزت اور کامیابی حاصل کرے اور آخرت میں بھی والدین کیلئے مغفرت کا باعث بنے [illegible] حقوق اللہ اور حقوق العباد کا علم جان کر نہ صرف والدین کیلئے مفید، فرمانبردار اور قابل احترام ثابت ہوں گے بلکہ خاندان، ملک و معاشرے کیلئے بھی مفید افراد ثابت ہوں گے۔

سوال ۱۰۔ مندرجہ ذیل محاورات اور الفاظ و تراکیب کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مطلب واضح ہو جائے۔

جواب

نمبر شمار	الفاظ/محاورات	جملوں میں استعمال
۱	[illegible]	[illegible]
۲	آنکھ بند ہونا	[illegible] آنکھ بند ہوتے ہی [illegible] [illegible] آنکھ بند ہوتے ہی [illegible] جھگڑے شروع ہو گئے۔
۳	موت کا مزہ	[illegible] موت کا مزہ [illegible]
۴	[illegible]	[illegible]
۵	مفارقت (جدا ہونا)	تمہاری مفارقت نے سب دوستوں کو افسردہ کر دیا۔
۶	قہر [illegible]	قہر کے دردناک عذاب کے متعلق جان کر انسان تھرا اٹھتا ہے۔
۷	دروغ گوئی	دروغ گوئی گناہ کبیرہ ہے۔
۸	مردم آزاری	مردم آزاری کرنے والے انسان کو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرتا۔
۹	دل جوئی کرنا	رنج والم میں مبتلا لوگوں کی دل جوئی کرنا ہر انسان کا فرض ہے۔
۱۰	مصمم	میں نے رنج والم میں مبتلا لوگوں کی دل جوئی کرنے اور افسردگی دور کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔

Scanned with CamScanner

سوال ۱۱ : اپنے بھائی کو نصیحت آموز خط لکھیں۔

کمرۂ امتحان

اب ج

مورخہ ۳ اپریل ۲۰۲۰ء

پیارے بھائی

السلام علیکم!

اُمید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ تم نے پڑھائی پر توجہ دینا چھوڑ دیا ہے۔اور محلے کے آوارہ اور نشہ آور لڑکوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا ہے۔ میرے لئے یہ بے حد تشویش والی اطلاع ہے۔ معاشرتی حالات بے حد خراب ہیں۔ ہر طرف بد نظمی اور دہشت گردی پھیلی ہے۔ آوارہ اور نشہ آور دوستوں کی صحبت تمھارے اور سارے گھر والوں کیلئے انتہائی نقصان دہ ہے۔

تم نوجوان اور عقل و فہم رکھنے والے ہو۔ والدین تم سے بہت سی اُمیدیں لگائے ہوئے ہیں۔ مجھے پوری اُمید ہے کہ تم میری بات کو سمجھو گے اور آوارہ اور نشہ آور دوستوں کی صحبت سے دور رہو گے۔ اپنی پڑھائی کی طرف پوری توجہ دو گے۔ والدین کے یقین اور اعتماد کو پورا کرو گے۔

والسلام

تمھارا بھائی

س ش م

سوال ۱۲ :۔ سیاق وسباق کا حوالہ دے کر مندرجہ ذیل اقتباس کی وضاحت کریں۔

تشریح طلب عبارت: کیوں نہیں یہ انہیں اعمال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قبر میں آ کر جاگا۔

جواب: حوالہ متن:۔

سبق	نصوح کا خواب
صنف نثر	ناول
ماخوذ از	توبۃ النصوح
مصنف	مولوی نذیر احمد

تعارف ادیب:۔

یہ عبارت ڈپٹی نذیر احمد کے مضمون ''نصوح کے خواب'' سے لی گئی ہے۔

سیاق وسباق:۔

نصوح ان حوالاتیوں کو دیکھ کر رہا ہے جو اپنے گناہوں کی پاداش میں یہاں حاضر ہیں۔ ہر مجرم اپنے فیصلے کا انتظار کر رہا ہے۔نصوح کی اچانک نظر اپنے والد پر پڑی جو کہ ان حوالاتیوں میں بیٹھے تھے۔نصوح دوڑ کر باپ کے قدموں میں گر پڑا اور زار و قطار رونے لگا کہ یا حضرت! آپ یہاں کیوں؟ باپ جواب دیتا ہے کہ مجھے یہاں گناہوں کی جواب دہی کیلئے بلایا گیا ہے۔ یہ مقام دار الجزاء ہے اور خداوند تعالی حاکم۔ جو گناہ میں نے کئے ہیں اس کا اقرار کر چکا ہوں۔

حل لغت:۔

الفاظ	معانی
بے حضور قلب	بے دلی
منتظر	انتظار کرنا
سرائے	ہوٹل
لمبی تان کر سونا	بے فکر ہو کر سونا

وضاحت:۔

نصوح اپنے باپ سے کہتا ہے کہ آپ تو بڑے پرہیزگار اور متقی تھے۔ وہ آپ کے نیک اعمال کچھ کام آئے؟ باپ کہتا ہے کہ بالکل یہ ان اعمال ہی کا نتیجہ ہے کہ میں دوسروں کے مقابلے میں کم تکلیف میں ہوں۔ باپ بیٹے سے کہتا ہے کہ یہاں پر اعمال میں خلوص نیت شرط ہے۔ میں نے جتنی نمازیں پڑھیں وہ خشوع وخضوع کے ساتھ نہیں بلکہ ان میں دنیا کی بھولی بسری باتیں یاد آتی تھیں اور ایسی نمازیں جن میں میں گھاس کاٹتا تھا اور روزے بھی ایسے تھے کہ میں ایک قسم کی قید کاٹ رہا تھا اور عید کا اس طرح منتظر رہتا ہے۔ عید تک تیس روزے پورے کرنا موت سے کم نہیں تھے اور میں تو دنیا میں کھو گیا تھا۔ جیسے کسی سرائے میں کوئی مسافر تھوڑی دیر کیلئے ٹھہرتا ہے اور چلا جاتا ہے اور اسی طرح میں نے بھی جب دنیا کی رنگا رنگیوں میں قدم رکھا تو وہیں کا ہو کر رہ گیا اور ایسی غفلت اور بے فکری کی نیند سو گیا کہ قبر میں آ کر جاگا۔

Scanned with CamScanner

سبق نمبر ۶

حج اکبر

منشی پریم چند

فرہنگ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
گلے کا ہار	وہ بچہ جو ہر وقت ماں سے چمٹا رہے۔ ہر وقت ساتھ رہنا	اکلوتا	والدین کا ایک بچہ
حلیم	صبر کرنے والا	دہلیز	چوکھٹ
اشک ریزی	آنسو بہانا	خفیف سی	معمولی/ہلکا
خانگی تردّدات	گھریلو پریشانیاں	جھلّانا	غصہ ہونا
چیں بہ جبیں ہونا	غصہ ہونا، ناراض ہونا	برہنہ پا	ننگے پاؤں
دھندوں	کاموں	جنوں	دیوانگی، پاگل پن
گدرایا ہوا بدن	تازہ بدن	طائر	پرندہ
استخوان	ہڈی	رغبت	دلچسپی
پنپنا	پھلنا پھولنا	خلوت پسند	تنہائی پسند
طفلانہ	بچوں جیسی	لیل ونہار	رات دن
امرت	آب حیات، ایک دوا کا نام	سفلہ مزاج	کمینہ مزاج
اُبٹن	خوشبودار مسالہ جو جسم کو ملائم بنانے کے لئے مَلا جاتا ہے۔	قلق	غم، گھبراہٹ
قفس	پنجرہ	اہتزار	خوشی، تسکین، ہوا کا چلنا،
منیم	حساب کتاب رکھنے والا	معاً	اچانک

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
رخنہ	خلل، رکاوٹ	زائرین	زیارت کرنے والا
یکہ	تانگہ	انکسار	عاجزی
چشم پرنم	آنسو بھری آنکھیں	مشیت ایزدی	اللہ کی مرضی/حکم ربانی
ڈھارس	تسلی، دلاسہ		

خلاصہ

دایہ عباسی منشی صابر حسین کے گھر میں عرصہ تین سال سے ملازمہ تھی۔ وہ صابر حسین کے اکلوتے بچے کی پرورش کرتی اور گھر کی دوسری ضروریات بھی پوری کرتی رہی وہ اپنا کام دل و جان سے کرتی تھی بچے سے بہت زیادہ محبت کرتی تھی۔ اسے بازار سے مٹھائیاں لاکر کھلاتی۔ نظر بد سے بچانے کیلئے تعویز گنڈے لاتی تھی۔ اس لئے دایا کو گھر سے نکالنے کا کوئی حیلہ نہ تھا۔

بچہ بھی دایہ سے بہت پیار کرتا تھا اور ہر دم اس کے گلے کا ہار بنا رہتا لیکن شاکرہ کو شک تھا کہ دایہ ہم کو لوٹے لیتی ہے۔ جب دایہ بازار سے واپس آتی تو شاکرہ اس کی لائی ہوئی چیزوں کو گھنٹوں دیکھتی، شک کرتی۔ کیا بھاؤ ہے؟ کیا اتنا مہنگا ہو گیا۔ دایہ صفائی کی شہادتیں پیش کرتی، قسمیں کھاتی۔ اس میں گھنٹوں لگ جاتے تھے۔ ایک روز دایہ کو بازار سے لوٹنے میں ذرا دیر ہو گئی۔ شاکرہ بھری بیٹھی تھی۔ جب دایہ واپس آئی تو جلی کٹی سنانے لگی۔ دایہ خاموش کھڑی تھی شاکرہ نے دایہ سے کہا کہ میاں کو دفتر جانے کا دیر ہو رہی ہے اور تمھیں سیر سپاٹے کی پڑی ہے۔ رہنے دو تمہاری کون پرواہ کرتا ہے جاؤ اپنا حساب کرلو دایہ گھر سے چلی گئی۔

دایہ کے چلے جانے کے بعد نصیر کی طبعیت خراب ہو گئی گلاب کے سے رخسار سوکھ گئے اور برسات کا موسم تھا بخار اور زکام نے گھیر لیا اور کھانسی بھی لگ گئی۔ صابر حسین نے بیوی سے کہا کہ اگر بچے کو کچھ ہو گیا تو یہ خون تمہارے گردن پر ہو گا۔ اگر بچے کو تندرست دیکھنا چاہتی ہو تو عباسی کو واپس بلاؤ۔ شاکرہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور صابر حسین عباسی کے گھر روانہ ہوا۔ جب ملاقات ہوئی تو عباسی نے نصیر کے بارے میں معلوم کرنا چاہا کہ نصیر کی طبعیت تو ٹھیک ہے نا؟ صابر حسین نے سارا قصہ سنا دیا۔ عباسی جو کہ دہلی سٹیشن پر موجود حج پر جانے کا ارادہ کر چکی تھیں لیکن جب نصیر کے بارے میں سنا تو سیدھی نصیر کے گھر آئی۔ نصیر نے آنکھیں کھولیں اور دایہ کے گلے کے ساتھ لپٹ گیا اور انا آئی انا آئی کی رٹ لگانی شروع کر دی۔ عباسی نے کہا بیٹے میں تمھاری وجہ سے حج پر نہ جا سکی میرے حج کا ثواب کون دے گا۔ صابر حسین نے کہا تمھیں اس سے زیادہ ہو گیا۔ اس حج کا نام ''حج اکبر'' ہے۔

Scanned with CamScanner

﴾مرکزی خیال﴿

''حج اکبر'' افسانہ پڑھ کر یہ خیال ذہن میں ابھرنے لگتا ہے کہ مصیبت کے وقت کسی کے کام آنا اور مشکل میں کسی کی مدد کرنا بڑے ثواب کا کام ہے بلکہ اس نیک کام کا ثواب اس حج کے برابر ہے جو جمعہ کے دن ادا ہوا اور جسے حج اکبر کہا جاتا ہے اور جس کا ثواب عام حج سے بڑھ کر ہوتا ہے

سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے

ترجمہ: ''اے ایمان والو نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسروں سے تعاون کرو''

شعر: ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کو

﴾اضافی کثیرالانتخابی سوالات﴿

۱۔ منشی پریم چند ضلع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔

الف۔ اعظم گڑھ　　ب۔ دہلی　　ج۔ بجنور　　**د۔ بنارس**

۲۔ منشی پریم چند (دھنپت رائے) کو اردو ۔۔۔۔۔ میں شہرت ملی۔

الف۔ نثر نگاری　　ب۔ افسانہ نگاری　　ج۔ ناول نگاری　　**د۔ افسانہ اور ناول نگاری**

۳۔ اردو کے پہلے ناول نگار منشی پریم چند کے افسانوں کی نمایاں خصوصیت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

الف۔ معاشرہ　　ب۔ علاقائی ماحول　　**ج۔ قومی جذبہ**　　د۔ مذہبی لگاؤ

۴۔ منشی پریم چند نے ۔۔۔۔۔۔۔۔ زندگی کو نمایاں کیا ہے۔

الف۔ معاشرتی　　ب۔ شہری　　**ج۔ دیہاتی**　　د۔ پس ماندہ

۵۔ منشی پریم چند ایک مقصدی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

الف۔ افسانہ نگار　　ب۔ ناول نگار　　ج۔ نثر نگار　　د۔ مضمون نگار

۶۔ منشی پریم چند کے افسانوں کے ۔۔۔۔۔۔ موزوں اور کردار جاندار ہوئے ہیں۔

الف۔ کردار　　ب۔ عنوان　　ج۔ موضوع　　**د۔ پلاٹ**

۷۔ زادراہ، واردات، میدان عمل، بیوہ کے ادیب ۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

الف۔ مولوی نزید احمد　　ب۔ مرزا دیب　　**ج۔ منشی پریم چند**　　د۔ کرنل محمد خان

۸۔ منشی صابر حسین اپنے بچے کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔ رکھنا گوارا نہیں کر سکتے تھے۔

الف۔ نوکر　　ب۔ نوکرانی　　ج۔ خدمت گار　　**د۔ دایہ**

۹۔ بوڑھی دایہ صابر حسین کے یہاں ۔۔۔۔۔۔۔ سال سے نوکر تھی۔

الف۔ دو　　**ب۔ تین**　　ج۔ چار　　د۔ پانچ

۱۰۔ خواہ مخواہ کیچڑ اچھالنا صابر جیسے ۔۔۔۔۔۔ شخص کے لئے ممکن نہ تھا۔

الف۔ حلیم　　ب۔ ہمدرد　　ج۔ بردبار　　د۔ شریف

۱۱۔ دایہ کا اتنی سختیاں جھیل کر پڑے رہنا ۔۔۔۔۔۔۔ کے شکوک کی آب ریزی کرتا تھا۔

الف۔ بیگم صاحبہ　　**ب۔ شاکرہ**　　ج۔ دایہ　　د۔ صابر حسین

۱۲۔ دایہ کے بازار سے دیر سے لوٹنے پر شاکرہ کی ڈانٹ ڈپٹ پر دایہ نے اس وقت ۔۔۔۔۔۔۔ میں خیریت سمجھی۔

الف۔ خاموشی　　ب۔ اشک ریزی　　**ج۔ دبنے**　　د۔ سکوت

۱۳۔ شاکرہ نے ۔۔۔۔۔۔۔ کی طرح جھپٹ کر نصیر کو دایہ کی گود سے لیا۔

الف۔ شاھین　　ب۔ کوئے　　**ج۔ باز**　　د۔ کوئی نہیں

۱۴۔ شاکرہ اور اسکے درمیان مضبوط تعلق کو معمولی ۔۔۔۔۔ کمزور نہ کر سکتی تھی۔

الف۔ ناراضگیاں　　ب۔ غصے　　ج۔ پریشانیاں　　**د۔ ترشیاں**

۱۵۔ دایہ کے کہنے کے مطابق اسے ۔۔۔۔۔۔۔۔ کی دیر ہوئی۔

الف۔ چند منٹ　　ب۔ آدھا گھنٹہ　　ج۔ گھنٹہ　　**د۔ پاؤ گھنٹہ**

۱۶۔ دایہ نے تنخواہ کے بدلے نصیر میاں کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔۔ منگوانے کا کہا۔

الف۔ مٹھائیاں　　ب۔ کھلونے　　ج۔ پھل　　د۔ کپڑے

۱۷۔ صابر حسین ۔۔۔۔۔۔۔۔ سے یوں بچتے جیسے برہنہ پا کانٹوں پر چلنے سے۔

الف۔ لڑائی جھگڑوں　　**ب۔ خانگی تردات**　　ج۔ گھریلوں جھگڑوں　　د۔ بیوی کے شور شرابہ

awaz-e-inqilab.com

Scanned with CamScanner

۱۸۔ نصیر نے جاگتے ہی پھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی رٹ لگائی۔

الف۔دایہ ب۔انا ج۔بابا د۔ماں

۱۹۔صابر حسین فطرتاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھے۔

الف۔خاموش طبع ب۔شریف **ج۔خلوت پسند** د۔تنہائی پسند

۲۰۔نصیر کی نحافت اس موسمی۔۔۔۔۔۔۔۔کو برداشت نہ کر سکی۔

الف۔تبدیلیوں **ب۔تغیرات** ج۔رطوبتوں د۔شدت

۲۱۔صابر حسین کی نگاہوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔کم ظرف اور سفلہ مزاج عورت تھی۔

الف۔دایہ ب۔نوکرانی ج۔بیگم **د۔شاکرہ**

۲۲۔صابر حسین نے ترشی سے جواب دیا حکیم نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔بھی آجائیں۔

الف۔بڑے حکیم **ب۔حکیم لقمان** ج۔سقراط حکیم د۔ڈاکٹر

۲۳۔شاکرہ کے کہنے کے مطابق کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔امرت پلا دے گی؟

الف۔دایہ ب۔نوکرانی ج۔مطلوب عورت **د۔عباسی**

۲۴۔عباسی۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی بھولی بھالی باتوں پر نثار ہوگئی۔

الف۔بچے ب۔لڑکے **ج۔نصیر** د۔کوئی نہیں

۲۵۔دایہ نصیر کو نظر بد سے بچانے کے لئے۔۔۔۔۔۔۔لاتی۔

الف۔تعویز ب۔گنڈے **ج۔تعویز گنڈے** د۔کوئی نہیں

۲۶۔نصیر دایہ کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں بسا ہوا تھا۔

الف۔سوچوں ب۔دل ج۔جان **د۔دل وجان**

۲۷۔حج پر جاتے وقت عباسی کی حالت پالتو چڑیا سی تھی جو۔۔۔۔۔۔۔۔سے نکل کر گوشے کی تلاش میں ہو۔

الف۔قفس ب۔قید ج۔گھونسلے د۔کوئے

۲۸۔دہلی اسٹیشن پر۔۔۔۔۔۔۔کا ہجوم تھا۔

الف۔لوگوں ب۔مسلمانوں **ج۔زائرین** د۔مسافروں

﴿تعارف﴾

س: منشی پریم چند پر تعارفی نوٹ لکھیں۔

ولادت:۔

پریم چند کا اصل نام دھنپت رائے تھا۔ پریم چند ۱۸۸۰ء میں ضلع بنارس کے ایک گاؤں ملہی میں پیدا ہوئے۔ پریم چند کے والد کا نام منشی عجائب لال تھا۔ وہ ڈاک خانے میں معمولی ملازم تھے۔

ابتدائی تعلیم:۔

۱۸۹۸ء میں بنارس سکول سے میٹرک کیا۔ غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ والد بھی چل بسے جس کی وجہ سے ان کی مشکلات میں مزید اضافہ ہوگیا۔ ٹیوشن پڑھا کر گزارا کرتے رہے۔ بعد میں پرائمری سکول میں استاد بن گئے۔ پرائیوٹ طور پر ایف۔اے اور بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔ آخر کار ڈپٹی انسپکٹر کے عہدہ پر ترقی کر گئے۔

عملی زندگی کا آغاز:۔

گاندھی کی تحریک ترک موالات کی حمایت کی۔ ۱۹۲۱ء میں ملازمت سے مستعفی ہوگئے۔ پہلے پہل وہ نواب رائے کے فرضی نام سے لکھا کرتے تھے۔ ۱۹۳۶ء میں انجمن ترقی پسند مصنفین کے اجلاس کی صدارت کی۔

تصانیف:۔

اُن کے مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہے۔

زادراہ	پریم چالیسی
واردات	جلوہ حسن
پریم چپیسی	میدان عمل
پریم بتیسی	بیوہ
گئودان	بازار حسن

وفات:۔

۱۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو بنارس میں فوت ہوئے۔

awaz e inqilab.com

﴿مشق﴾

سوال ۱:۔ متن کے حوالے سے خالی جگہ پر کریں۔

جواب:۔ ا۔ایک روز بازار سے لوٹنے میں ذرا دیر **ہوگئی**۔

ب۔دایہ نے اس حکم کی **تعمیل** ضروری نہ سمجھی۔

ج۔وہ دایہ کو ایسے **نیک** جذبے کا اہل نہیں سمجھتی تھی۔

د۔عباسی کو دیکھا تو نصیر کا مرجھایا ہوا چہرہ روشن **ہوگیا**۔

ہ۔اس حج کا نام **حج اکبر** ہے۔

سوال ۲ :۔ دایہ بچے کا جس طرح خیال رکھتی، اسے اپنے الفاظ میں لکھیں۔

حوالہ متن:۔

سبق	حج اکبر
صنف نثر	افسانہ
ماخوذ از	پریم بتیسی (دوم)
مصنف	منشی پریم چند

دایہ کا خاندانی پس منظر:۔

صابر حسین نے کم آمدنی کے باوجود نصیر کے لئے دایہ رکھی۔دایہ کا نام عباسی تھی۔دایہ دنیا میں اکیلی تھی۔اسکا خاندان ختم ہو چکا تھا۔لیکن نصیر کی دایہ سے محبت نے اسکے دل میں پھر سے ماں کی محبت جگادی۔دایہ کی کوئی اولاد نہ تھی لیکن نصیر کی محبت نے دل میں پھر سے ماں کی محبت جگادی۔وہ دل و جان سے نصیر کا کام کرتی۔اُسکی صحت اور ضرورت کا خیال رکھتی۔بچہ بھی دایہ کو بہت چاہتا یہ دنیا میں تھا۔ہر وقت اسکے ہاتھ لگا رہتا۔دایہ نصیر کو بہت چاہتی تھی۔گلے سے لگا کر رکھتی۔اس کے لئے پھل، مٹھائیاں اور کھلونے لاتی۔اسکے جسم پر ابٹن ملتی تا کہ بچہ خوب صحت مند ہو۔نظر بد سے بچانے کیلئے دوسروں کے سامنے کچھ نہ کھلاتی۔ اسکے لئے تعویز گنڈے لاتی اور اس پر خوب پیار نچھاور کرتی۔

سوال۳ :۔شاکرہ کو بوڑھی دایہ پر کیا شک تھا؟

جواب: **دایہ کا خاندانی پس منظر:۔**

دایہ دنیا میں اکیلی تھی۔اسکا خاندان ختم ہو چکا تھا۔لیکن نصیر کی محبت نے اسکے دل میں پھر سے ماں کی محبت جگادی۔اس میں اسکی دلی خوشی کے سوا کوئی غرض نہ تھی۔بچے کی محبت اسکو بچے کے بہت قریب لے آئی۔

شاکرہ کے شکوک:۔

شاکرہ کو بوڑھی دایہ کی محبت پر شک تھا۔وہ سمجھتی تھی کہ اُسکی محبت صرف دکھاوا ہے اور وہ ہمیں لوٹنا چاہتی ہے۔شاکرہ کا خیال تھا کہ دایہ بازار سے لانے والے سودا سلف اور گھر کے دوسری چیزوں میں چوری کرتی ہے۔

دایہ کی صفائی:۔

شاکرہ دایہ پر شک کرتی اور الزام لگاتی تو دایہ اپنی صفائی پیش کرتی اور اسکے شکوک یہ کہہ کر دور کرنے کی کوشش کرتی کہ وہ صرف اور صرف نصیر کی محبت میں اسکا سخت رویہ برداشت کر رہی ہے۔جبکہ شاکرہ یہ ماننے کو تیار نہیں تھی کہ وہ صرف بچے کی محبت میں یہ سب برداشت کر رہی ہے۔

سوال۴ :۔دایہ کے جانے بعد نصیر کی جو حالت ہوئی، اسے پنے الفاظ میں لکھیں۔

جواب: **دایہ کی رخصتی:۔**

دایہ تین سال تک صابر حسین کے گھر میں ملازمہ رہی۔وہ نصیر کے کام دل و جان سے کرتی۔نصیر بھی دایہ سے پیار کرتا۔جب شاکرہ نے دایہ کو ملازمت سے نکالا اور وہ گھر چھوڑ کر جانے لگی تو نصیر اُسکے پیچھے دروازے تک آیا اور رونے لگا۔

دایہ کی جدائی میں نصیر کی حالت:۔

دایہ کی جدائی میں نصیر رونے لگا۔شاکرہ نے اسکو خاموش کرانے کے لئے تسلی دی۔اسکو مٹھائی اور کھلونوں کا لالچ دیا مگر بچے کو تسلی نہ ہوئی۔نصیر کسی طرح خاموش نہ ہوا اور روتے روتے سو گیا۔جاگنے کے بعد پھر سے دایہ کو پکارنے لگا۔دایہ کے بغیر اس کی نظر میں ہر چیز کی اہمیت ختم ہوگئی۔

موسمی تبدیلی کا اثر:۔

دایہ کے غم میں نصیر کا صحت مند جسم کمزور ہوگیا۔موسمی تبدیلی نے اُسکو نزلہ، زکام، کھانسی اور بخار میں مبتلا کر دیا۔ ہر طرح کا علاج بے فائدہ رہا اور اسکی جان خطرے میں پڑ گئی۔

سوال ۵ :۔شاکرہ کس مزاج کی عورت تھیں؟

جواب: **شاکرہ کا مزاج :۔**

۱۔شاکرہ ایک مغرور اور منفی سوچ رکھنے والی عورت تھی جو ہر حالت میں برابری کرنا چاہتی تھی۔

۲۔ شاکرہ ایک شکی مزاج عورت تھی جو اپنے اردگرد رہنے والوں کے ہر عمل کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھتی تھی۔

۳۔ شاکرہ کسی عمل میں مستقل مزاج نہ تھی بلکہ وقت گزرنے کے بعد پچھتاتی تھی۔

۴۔ شاکرہ ایک کم ظرف، بے حس اور سفلہ مزاج عورت تھی۔

۵۔ شاکرہ ہر وقت صابر حسین. سے بحث اور لڑائی جھگڑا کرتی جسکی وجہ سے گھر کا سکون ختم ہو گیا تھا۔

۶۔ شاکرہ ایک بدمزاج اور بدزبان عورت تھی لیکن نصیر سے محبت کرتی تھی۔اسی محبت میں اپنی تمام برائیوں کے باوجود دایہ کو تلاش کرنے اور اس سے معافی مانگنے کو تیار تھی۔

سوال ۶ :۔تمھیں اس سے کہیں زیادہ ثواب ملے گا،اس حج کا نام حج اکبر ہے" وضاحت کریں۔

جواب۔انسانی فرائض :۔

کلمہ، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں۔اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے۔کہ"جو استطاعت رکھتا ہو وہ خانہ کعبہ کا حج کرے"۔

حقوق وفرائض :۔

مندرجہ بالا ارشاد کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے فرائض اور حقوق العباد کی ادائیگی انسان پر لازم ہیں۔اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے۔اپنے حقوق کی ادائیگی یا عدم ادائیگی پر اپنے رحم وکرم سے انسان کو جزا یا سزا دے گا۔لیکن حقوق العباد زیادہ اہم ہیں کیونکہ حقوق العباد اس وقت تک معاف نہ ہوں گے جب تک وہ انسان خود معاف نہ کردے۔

دایہ کی حج کیلئے روانگی :۔

صابر حسین کے گھر سے جانے کے بعد دایہ نے حج پر جانے کا ارادہ کیا۔سفر کے آغاز میں صابر حسین کی زبانی نصیر کی بیماری کا علم ہوا تو بچے کی محبت میں حج پر جانے کا ارادہ بدل دیا۔

صابر حسین کے ساتھ اسکے گھر واپس آئی۔نصیر دایہ کو دیکھ کر خوش ہوا اور اُس کی جان بچ گئی۔نصیر کی محبت میں دایہ نے "حج" جیسے عظیم اور بڑے فرض کی قربانی دی اور باوجود استطاعت کے نصیر کے لیے حج پر جانے کا ارادہ بدل دیا۔

اس عظیم قربانی کی وجہ سے افسانہ نگار نے دایہ کی قربانی کو"حج اکبر" قرار دیا کہ حقوق العباد کی ادائیگی کے لیے قربانی دی۔

سوال ۷ :۔مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کریں؟

الفاظ	جملوں میں استعمال
برہم ہونا	طلباء کے دیر سے سکول آنے پر پرنسپل صاحب برہم تھے۔
ٹھوکریں کھانا	علی عرصہ دراز سے ملازمت کی تلاش میں ٹھوکریں کھا رہا ہے۔
چیں بہ جبیں ہونا	مہران کے والد صاحب کے سامنے شکایت کرنے پر فراز سخت چیں بہ جبیں ہوا۔
جلی کٹی سنانا	باپ کی جلی کٹی سنانے کے باوجود فراز پر کوئی اثر نہ ہوا۔
جان پڑ جانا	فراز کے گھر آنے پر اس کے والد کی جان میں جان پڑ گئی۔
کہرام مچ جانا	ڈاکوؤں کی ہوائی فائرنگ سے بازار میں کہرام مچ گیا۔

سوال ۸:۔ سیاق وسباق کا حوالہ دے کر مندرجہ ذیل اقتباس کی وضاحت کریں۔

اقتباس: عباسی کی آنکھوں میں اندھیرا۔۔۔۔۔۔معلوم بے چارے کی کیا حالت ہے۔

حوالہ متن:۔

زیرنظر اقتباس منشی پریم چند کے افسانے"حج اکبر" سے لیا گیا ہے۔

سیاق وسباق:۔

عباسی منشی صابر حسین کے بچے نصیر کی خدمت اور دیکھ بھال کرنے والی دایہ تھی۔نصیر دایہ کو دل وجان سے چاہتا تھا جبکہ دایہ بھی اسے اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھتی تھی۔صابر حسین کی بیوی شاکرہ نے عباسی کو کسی بہانے گھر سے نکال دیا۔عباسی کو غائب پا کر نصیر ایسا بیمار ہوا کہ اس کی جان کے لالے پڑ گئے۔صابر حسین دایہ کی تلاش میں نکل پڑا۔عباسی حج کے ارادے سے ریلوے سٹیشن پر ریل گاڑی کا انتظار کر رہی تھی کہ صابر حسین نے اسے دیکھا اور اسے بچے کی بیماری کے بارے میں بتایا۔

حل لغت:

بال بیکا نہ ہونا۔نقصان پہنچنا،رقت سے گلا بھر آنا۔رونے کی وجہ سے آواز نہ نکل سکنا،کلیجہ مسوس ہونا۔ ہڑک رہا،مچل رہا۔

وضاحت:

نصیر میاں کی بیماری کا سن کر عباسی سخت پریشان ہوئی۔بے اختیار دعا کرنے لگی کہ میری جان کے بدلے میں نصیر کے

Scanned with CamScanner

ایک بال کو بھی نقصان نہ پہنچے۔ رونے کی وجہ سے گلا بھر آیا اور کہنے لگی کہ میں نہیں کہ شاکرہ بدمزاج اور بدزبان ہے تو میں اپنا بدلہ اس سے لیتی، نصیر میاں نے تو مجھے نقصان نہیں پہنچایا تھا جو اس کو چھوڑ کر چلی آئی۔ عباسی اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ معاف کرانے کی درخواست کرتی ہے۔ میرا نصیر میرے لیے تڑپ رہا ہے اور میں یہاں ہوں۔ یہ خیال آتے ہی عباسی کا دل تڑپ اُٹھا اور رو کر کہنے لگی کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ نصیر کو مجھ سے اتنی محبت ہے تو میں شاکرہ کر ہر ظلم برداشت کرتی مگر گھر کبھی نہ چھوڑتی۔

آہ! نجانے بے چارے نصیر کی اس وقت حالت ہوگی؟

سوال ۹ : مندرجہ ذیل جملوں کو درست کریں۔

نمبر شمار	غلط جملے	درست جملے
ا	یہاں دفتر جانے کو دیر ہو رہا ہے۔	یہاں دفتر جانے کو دیر ہو رہی ہے۔
ب	جو خطا ہوئی، ماف کیجے ۔	جو خطا ہوئی، معاف کیجئے۔
ج	میرے دل میں بار بار یہ خیال پیدا ہوتی ہے۔	میرے دل میں بار بار یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔
د	معلوم نہیں کب آنکھیں بند ہو جائے۔	معلوم نہیں کب آنکھیں بند ہو جائیں۔
ہ	عباسی نے ڈرتے ڈرتے دروازے کو کھولا۔	عباسی نے ڈرتے ڈرتے دروازے کو تا کا۔

محاورہ کی تعریف :۔ الفاظ کا وہ مجموعہ (مرکب) جو اپنے اصلی اور حقیقی معنوں سے گزر کر غیر حقیقی (مجازی) معنوں میں استعمال ہو، محاورہ کہلاتا ہے۔ جیسے دل میں گھر کرنا، آنکھیں دکھانا، بال کی کھال کھینچنا۔

ضرب المثل:

جب ایک یا دو جملے عرصہ دراز سے کسی خاص موقع پر استعمال کئے جاتے ہوں اور اپنے لفظی معنوں سے گزر کر کچھ اور معنی دیتے ہوں۔ بولے جائیں تو اسے ضرب المثل کہتے ہیں۔ ضرب المثل دراصل سالہا سال کے دینوی واقعات، مشاہدات اور تجربات کا نچوڑ اور مختلف خیالات کے خلاصے ہوتے ہیں۔ یہ عام طور پر زبان اور بول چال میں خاص اہمیت حاصل کر لیتے ہیں۔

ضرب المثل کو انگریزی میں (Proverb) اور اردو میں مقولا یا کہاوت کہتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔　　۲۔ گھر کی مرغی دال برابر۔

۳۔ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔　　۴۔ اونچی دکان پھیکا پکوان۔

سبق نمبر ۷

دستک

میرزا ادیب

﴿فرہنگ﴾

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
یکا یک	اچانک فوراً	ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا	بڑے غور سے دیکھنا۔ پلک جھپکے بغیر دیکھنا
تاہم	پھر بھی	اصرار	زور دے کر بات کرنا۔ بار بار کہنا
نقاہت	کمزوری	ناغہ	توقف، وقفہ، چھٹی
کال بیل	گھنٹی کی بٹن	سیرپ	شربت
سوجھنا	خیال میں آنا	برساتی	وہ کوٹ جو بارش میں استعمال ہوتا ہے
پریکٹس	پیشہ ورانہ کام	تانتا بندھا رہنا	رش ہونا
تیز و تند	بہت تیز	ورق گردانی	ورق کا الٹنا پلٹنا
پرے	دور	جنبش	ہلنا، حرکت کرنا
ہوم	بیماری	فرض شناس	فرض پورا کرنے والا۔
پراسرار	عجیب و غریب		

﴿خلاصہ﴾

ڈاکٹر زیدی بیماری کی وجہ سے پلنگ پر گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔ اس کی بیگم کرسی پر بیٹھی مطالعہ کر رہی ہے۔ اس دوران کوئی ان کے دروازے پر دستک دینے آتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب بیوی سے کہتا ہے کہ بیگم دستک سنی تم نے؟ بیوی نے جواب دیا نہیں۔ ڈاکٹر نے کہا دروازے پر کوئی دستک دے رہا ہے۔ جب بیوی دروازے پر گئی تو کوئی نہیں تھا۔ جب بیوی واپس آئی تو اس دوران ڈاکٹر برہان چیک اپ کیلئے آگئے۔ اس دوران بیگم زیدی نے چائے لائی اور ڈاکٹر برہان سے کہنے لگی کہ دروازے پر کوئی ہوتا نہیں اور ڈاکٹر صاحب

Scanned with CamScanner

دروازے پر دستک محسوس کر رہے ہیں۔ یہ ان کا وہم سا بن گیا ہے۔ انہوں نے مجھے کئی بار دروازے پر بھیجا لیکن جب جاتی ہوں تو کوئی نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر برہان نے وجہ پوچھی تو ڈاکٹر زیدی ایک واقعہ سنانے لگے کہ اٹھارہ بیس سال پہلے میرے پاس ایک بوڑھا آیا۔ اس کا بیٹا بیمار تھا۔ وہ مجھے اپنے بیٹے کے چیک اپ کیلیے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ میں نے انکار کر دیا۔ وہ بوڑھا زبردستی اندر گھس گیا۔ نوکر نے نکالنا چاہا تو وہ دروازے پر دیر تک دستک دیتا رہا اور باہر نہیں نکلنا چاہتا تھا۔ اس کے باوجود بھی میں نے اس کی پرواہ نہیں کی اور گہری نیند سو گیا۔ جب صبح اُٹھا تو طبعیت ناساز تھی اور میں افسوس کر رہا تھا کہ میں نے بوڑھے کو کیوں مایوس کیا ڈاکٹر برہان نے کہا کہ کبھی کبھی ضمیر بھی دروازے پر دستک دیتا رہتا ہے۔ میں اس بوڑھے کا پوتا ہوں۔

﴿مرکزی خیال﴾

ڈرامہ ''دستک'' کا مرکزی خیال یہ ہے کہ دوسرں کی مدد اور خدمت کا جذبہ ہر حال میں زندہ رہنا چاہئے اور دکھی انسانیت کے کام آنا چاہئے۔ جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ بعد میں پشیمان رہتے ہیں اور ان کا ضمیر انہیں ملامت کر کے ان کو بے چین کیے رکھتا ہے۔ خاص طور پر کسی ڈاکٹر کو اپنا فرض سرانجام دینے میں بالکل کوتاہی نہیں کرنی چاہئے کیوں کہ ان کی تھوڑی سی غفلت کسی کی جان لے سکتی ہے۔

خیر سے رہتا ہے روشن نام نیک
حشر تک جلتا ہے نیکی کا چراغ

﴿اضافی کثیر الانتخابی سوالات﴾

ا۔ میرزا ادیب نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں اردو کے ممتاز رسالے ''ادب لطیف'' کی صدارت سنبھالی۔

الف۔ ۱۸۳۶　　**ب۔ ۱۹۳۶**　　ج۔ ۱۹۱۴　　د۔ ۱۹۱۰

۲۔ میرزا ادیب نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو وفات پائی۔

الف۔ ۱۹۹۸　　**ب۔ ۱۹۹۹**　　ج۔ ۲۰۰۰　　د۔ ۲۰۰۱

۳۔ ''صحرانورد کے خطوط ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا ابتدائی کارنامہ ہے۔

الف۔ میرزا ادیب　　ب۔ پریم چند　　ج۔ کرنل محمد خان　　د۔ شفیق الرحمٰن

۴۔ میرزا ادیب کی وجہ شہرت انکے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر ہے۔

الف۔ افسانوں　　ب۔ خطوط و مکاتیب　　ج۔ ناولوں　　**د۔ یک بابی ڈراموں**

۵۔ میرزا ادیب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے لئے مواد اپنے گرد و پیش سے لیتے ہیں۔

الف۔ پلاٹ　　ب۔ عنوان　　**ج۔ موضوعات**　　د۔ تحریر

۶۔ آنسو اور تارے، لہو اور قالین، پس پردہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی مشہور تصانیف ہیں۔

الف۔ پریم چند　　ب۔ آزاد　　ج۔ تاج　　**د۔ میرزا ادیب**

۷۔ ڈرامہ ''دستک'' میں کل ۔۔۔۔۔۔۔۔ کردار ہیں۔

الف۔ دو　　**ب۔ تین**　　ج۔ چار　　د۔ بے شمار

۸۔ ڈرامہ دستک کے کردار ڈاکٹر زیدی کی بتائی ہوئی عمر ۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

الف۔ ۴۵ سال　　ب۔ ۴۲ سال　　ج۔ ۴۱ سال　　د۔ ۴۰ سال

۹۔ بیگم زیدی کی عمر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سال کے لگ بھگ ہے۔

الف۔ چالیس　　ب۔ اڑتالیس　　**ج۔ پچاس**　　د۔ پچپن

۱۰۔ دروازے پر ۔۔۔۔۔۔۔۔ رنگ کا پردہ ہے۔

الف۔ نیلا　　ب۔ پیلا　　ج۔ سرخ　　د۔ سبز

۱۱۔ تیز و تند ہوا کا شور بڑھ گیا ہے۔ جملے میں تیز و تند ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

الف۔ مرکب اضافی　　ب۔ مرکب توصیفی　　ج۔ مرکب عددی　　**د۔ مرکب عطفی**

۱۲۔ ڈاکٹر زیدی کا ٹمپریچر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھا۔

الف۔ ۹۹　　**ب۔ ۱۰۰**　　ج۔ ۱۰۱　　د۔ ۱۰۲

۱۳۔ ڈاکٹر برہان نے ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں ناغہ کرنے کی ہدایت کی۔

الف۔ دوا　　ب۔ گولیاں لینے　　ج۔ علاج　　**د۔ انجکشن**

۱۴۔ ڈاکٹر زیدی نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ برس پہلے کا واقعہ سنایا۔

الف۔ اٹھارہ　　ب۔ پندرہ　　**ج۔ بیس**　　د۔ کوئی نہیں۔

۱۵۔ ڈاکٹر زیدی کے گھر اور ڈسپنسری پر ۔۔۔۔۔۔۔۔ کا تانتا بندھا تھا۔

الف۔ لوگوں　　**ب۔ مریضوں**　　ج۔ علاج کرانے والوں کا　　د۔ ضرورت مندوں

Scanned with CamScanner

۱۶۔ڈرامہ ''دستک'' میرزا ادیب کی تصنیف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ماخوذ ہے۔

الف۔ستون　ب۔ماموں خان　ج۔پس پردہ　د۔لہواور قالین

﴿تعارف﴾

س: مرزا ادیب پر تعارفی نوٹ لکھیں۔

ولادت:۔

مرزادیب کا نام دلاور علی ہے۔میرزا ادیب ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔

عملی زندگی کا آغاز:۔

مرزا ادیب اردو ادب میں اردو ڈرامہ کے ساتھ ساتھ بطور افسانہ نگار، کالم نگار اور آپ بیتی نگار خاص مقام رکھتے ہیں۔زمانہ طالب علمی میں ان کی ملاقات اختر شیرانی اور حافظ محمود شیرانی سے ہوئی۔ان ملاقاتوں نے ان کے ادبی ذوق کو ابھارا۔۱۹۳۶ء میں انہوں نے اردو کے ممتاز رسالے ادب لطیف کی ادارت سنبھالی اور خاصے طویل دورانیے تک اس کے ساتھ وابستہ رہے۔

طرز تحریر:۔

ان کی تحریر نہایت شائستہ اور عمدہ زبان میں ہے جو دل پر اثر چھوڑنے والی ہے۔ان کی سوانح عمری ''مٹی کا دیا'' بہت مشہور ہوئی۔یک بابی ڈارمے لکھنے میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ان کی ایک اور شاہکار تصنیف ''صحرا نورد کے خطوط'' رومان انگیزی لئے ہوئے ہیں جو اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

تصانیف:۔

اُن کے مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

صحرا نورد کے خطوط، ستون، صحرانورد کے رومان، پس پردہ، آنسو اور تارے،

خوابوں کے مسافر، لہو اور قالین، ماموں جان

وفات:۔

آپ کا انتقال ۱۹۹۹ء میں ہوا۔

﴿مشق﴾

سوال ا:۔ڈاکٹر زیدی دروزے پر جو دستک سنتے تھے اس کی اصل وجہ کیا تھی؟

حوالہ متن:۔

سبق	دستک
صنف نثر	ڈرامہ
ماخوذ از	پس پردہ
مصنف	مرزا ادیب

ڈاکٹر زیدی کے دروازے پر دستک:۔

ڈاکٹر زیدی ایک فرض شناس ڈاکٹر تھے جو ہمیشہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے۔ایک اندھیری رات میں گھن گرج کے ساتھ بارش میں گھر آئے انہی لمحات میں ایک بوڑھا آدمی اپنے بیٹے کی بیماری کی وجہ سے ڈاکٹر زیدی کو لینے آیا۔ ڈاکٹر زیدی نے سختی کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔بوڑھے کی منت سماجت کے باوجود اسے گھر سے نکال دیا۔بوڑھا صبح تک دروازے پر دستک دیتا رہا۔

ڈاکٹر کا وہم:۔

صبح ڈاکٹر زیدی جاگا اور بوڑھے آدمی کی دستک یاد آئی تو اس کو ضمیر کی بے حسی نے سخت بے چین کر دیا۔تیز ہوا اور گھن گرج والی تیز بارش میں وہ دستک سننے کے وہم میں مبتلا ہو گیا۔

سوال ۲:۔''دستک'' کے سلسلے میں ڈاکٹر زیدی اور بیگم زیدی کے درمیان جو مکالمے ہوئے ان کا خلاصہ تحریر کریں؟

جواب: ڈاکٹر زیدی اور بیگم زیدی کے درمیان مکالمے کا خلاصہ:۔

ڈاکٹر زیدی اور بیگم زیدی طوفانی رات کو کمرے میں بیٹھے تھے۔تیز ہوائیں چل رہی تھیں اور گھن گرج کے ساتھ بارش میں ڈاکٹر زیدی کو دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔لیکن بیگم زیدی کو دستک سنائی نہیں دی بیگم زیدی نے اُن آوازوں کو اسکا وہم قرار دیا۔

ڈاکٹر زیدی کے بار بار کہنے پر اُسکا وہم دور کرنے کیلئے جھوٹ موٹ دروازہ کھول کر باہر دیکھا اور شوہر کا وہم دور کرنا

Scanned with CamScanner

چاہا۔ لیکن ڈاکٹر زیدی کے دل میں وہم نے اتنی جگہ بنائی تھی کہ اس وہم کو بیگم زیدی یا کسی عام آدمی کے ذریعے دور کرنا ممکن نہ تھا

سوال ۳: ۔ اس ڈرامے سے آپ کونسا اخلاقی سبق اخذ کرتے ہیں؟

جواب: <u>دستک سے حاصل کردہ سبق:۔</u>

اس ڈرامے "دستک" سے ہمیں یہ اخلاقی سبق حاصل ہوتا ہے کہ اسلام اور معاشرے میں "حقوق العباد" کی خاص اہمیت ہے۔ ہر شخص کو انسانیت کی خدمت اور حقوق العباد ادا کرنے کے لئے خود کو پیش کرنا چاہیئے۔ خصوصاً ڈاکٹر کو فرض شناس ہونا چاہیئے۔ [illegible] ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے پورا کرنا چاہیئے اور دوسروں کی مدد کیلئے ہروقت تیار رہے۔ [illegible] کی حق ہے۔ اسلئے وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور یقین قائم رکھے اور ڈاکٹر دوسروں کی [illegible] کوشش کرے۔

سوال ۴: ۔ اس ڈرامے سے وہ جملہ تلاش کریں جس میں اس کا مرکزی خیال پوشیدہ ہے؟

جواب: [illegible] زیدی سے کہتا ہے کہ وہ بوڑھا تو چلا گیا مگر اب کبھی کبھی آپ کا ضمیر دروازے پر دستک دیتا رہتا ہے۔

سوال ۵: ۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

الفاظ	جملے
فرض شناس	پاکستان کی فرض شناس فوج دنیا میں بے مثال ہے۔
نقاہت	احمد کے والد کو طویل بیماری نے نقاہت میں مبتلا کر دیا۔
دستک	نقاہت میں مبتلا ہونے کے باوجود احمد دستک کی آواز سن کر دروازے تک گیا۔
تاہم	احمد ایک فرض شناس طالب علم ہے تاہم امیری کی وجہ سے مغرور ہے۔
جنبش	ملزم کی معمولی جنبش نے پولیس افسر کو غصہ دلایا۔
چونکہ	چونکہ آج کل ملک میں بارشوں کا موسم ہے اس لئے ملک میں سیلاب کا خطرہ ہے۔
البتہ	نذیر خوش لباس نہیں البتہ خوش اخلاق ضرور ہے۔

سوال ۶: ۔ ذومعنی الفاظ سے کیا مراد ہے؟ کوئی سے پانچ ذومعنی الفاظ اور ان کے معنی لکھیں؟

جواب: ذومعنی الفاظ سے مراد ایسے الفاظ ہیں جو املا کے اعتبار سے ایک جیسے ہوں لیکن اس کے معنی یا مطلب مختلف ہو مثلاً

ذومعنی الفاظ	پہلا معنی	دوسرا معنی
سونا	سننے کا عضو	قیمتی دھات
بھاگ	مقدر	دوڑنا
دام	قیمت	جال
تمام	سب	ختم
بیت	گھر	شعر

سوال ۷: مندرجہ ذیل جملوں کو درست کریں۔

نمبر شمار	غلط جملے	درست جملے
ا	وہ آب زم زم کا پانی لایا ہے۔	وہ آبِ زم زم لایا ہے۔
ب	پاکستان دن بدن ترقی کر رہا ہے۔	پاکستان روز بروز ترقی کر رہا ہے۔
ج	میں نے لاہور جانا ہے۔	مجھے لاہور جانا ہے۔
د	ہمارا قومی زبان اُردو ہے۔	ہماری قومی زبان اردو ہے۔
ہ	خوشحال خان خٹک پشتو زبان کی شاعر تھا۔	خوشحال خان خٹک پشتو زبان کا شاعر تھا۔

سوال ۸: ۔ مندرجہ ذیل الفاظ میں سے مذکر اور مونث الگ کریں۔

جواب: مذکر اور مونث الفاظ:۔

مذکر الفاظ: کمبل، مطالعہ، پردہ، رسالہ، بیگ، ناغہ

مونث الفاظ: دستک، جنبش، شکایت، بارش

☆☆☆☆☆☆

awaz e inqilab.com

Scanned with CamScanner

سبق ۸

غلام

فرحت اللہ بیگ

﴿فرہنگ﴾

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
تکمیل	مکمل کرنا	چانٹا	تھپڑ
گدی کلے	گردن کا پچھلا حصہ گال	طمانچہ	تھپڑ
قضاوقدر	تقدیر بنانے والا	ملغوبہ	ملی جلی چیزوں کا انبار
خُدا خُدا کر کے	بڑی مشکل سے	منہ چلنا	کھاتے رہنا
موئے	کمبخت	صلواتیں	گالیاں، برا بھلا کہنا
ناک میں دم ہونا	بہت تنگ ہو جانا	ہر فرعون راموسیٰ	ہر مغرور اور ظالم کو سزا دینے کیلئے اللہ کا ایک نیک بندہ پیدا ہوتا ہے
ٹس سے مس ہونا	کوئی اثر نہ ہو جانا	مغلانی	گھر میں کام کاج کرنے والی عورت
لترا پا	چغل خور		
ٹنڈی ہونا	مار پڑنا	ٹانٹ	کھوپڑی
کارساز نقارہ	کام بنانے والا، ڈھول	نیفہ	شلوار کا وہ حصہ جہاں کمر بند یا ازار بند ڈالتے ہیں۔
آیا	بچوں کی دیکھ بال کرنے والی ملازمہ	سہم جانا	ڈر جانا
حاضرات	وہ مخلوق جو نظر نہ آئے، جن بھوت	اُنس	محبت
چھلا	انگوٹھا	چمپاکلی	گلے کا زیور

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
خشکہ	اُبلے چاول	سر بھنانا	سر چکرانا
کرتوت	برے کام	طمانچہ	تھپڑ
گھورنا	آنکھیں لڑانا	اودھم مچانا	ہنگامہ برپا کرنا
چٹیا	سر کے بالوں کی چوٹی		

﴿خلاصہ﴾

خدا کو معلوم ہے کہ میں کہاں پیدا ہوا؟ کب پیدا ہوا اور میرے ماں باپ کون تھے ہاں اتنا جانتا ہوں کہ جب میں چھوٹا تھا تو ایک عورت مجھے گود میں لیے پھرتی تھی اس کے بعد وہ غائب ہوگئی کسی نے مجھے سڑک کے کنارے سے اٹھا کر ایک مکان میں رکھا پھر اس مکان سے مجھے ایک صاحب گھر لے گئے پہلے دن بیگم صاحبہ کی ایک بیٹی تھی۔ وہ اتنی ندیدی اور پیٹو تھی کہ ہر وقت اس کا منہ چلتا رہتا تھا مگر اس کے باوجود بھی بیگم صاحبہ کہتی تھی کہ بچاری کچھ کھاتی پیتی نہیں۔

گھر میں میری نظر کا شہرہ ہوگیا۔ میں کھانے کے دوران جس کو گھور کر دیکھتا، تو وہ مجھے کھانے میں شریک کر لیتا۔ نظر وظر کا تو مجھے علم نہیں تھا ہاں گھورنے کا جب یہ فائدہ دیکھا تو پھر کھانا کھانے کے دوران قصداً لوگوں کو گھورنے لگ جاتا۔ اس کے بعد مجھے چوری کی بھی لت پڑگئی اور میں گھر سے چھوٹی موٹی چیزیں چرانے لگا شاید میرا باپ کوئی چور گزرا تھا جس کی وجہ سے مجھ میں بھی چوری کی بیماری آگئی۔ اس دوران گھر میں ایک نوکرانی کا اضافہ ہوگیا۔ وہ ہاتھ کی بڑی تیز تھی۔ موقع ملتا تو گھر بھر میں جھاڑ و پھیر دیتی۔ اس نے مجھے بھی مٹھائی کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا پھر تو گھر کی ہر چیز غائب ہونے لگی۔ ان کی بیٹی کی شادی ہونے والی تھی۔ جہیز کا سارا سامان یہاں سے وہاں منتقل ہونے لگا۔ آخر گھر والوں کو شک پڑ گیا۔ ایک دن ماما کے کہنے پر میں نے چمپا کلی چرا کر اسے دی۔ وہ چمپا کلی کو پوٹلی میں باندھ کر باہر جانے لگی تو دروازے پر کھڑے سپاہی نے اسے پکڑ لیا اور اس کی تلاشی لی تو اس کی پوٹلی سے چمپا کلی برآمد ہوئی پھر تو ماما خوب شور مچانے لگی۔ پڑوس میں اس کا گھر تھا۔ جب بیٹی نے ماں کا شور سنا تو سمجھی کہ بھانڈا پھوٹ گیا۔ وہ چوری شدہ سامان گھر سے باہر منتقل کرنے کی نیت سے جیسے ہی نکلی۔ ایک دوسرے سپاہی نے جھٹ اسے پکڑ کر ماں کے برابر کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد ہم سے بھی پوچھ گچھ شروع ہوئی۔ یہاں بھی مٹھائی کے لالچ اور سزا کے خوف سے ساری کہانی بیان کر دی۔ اس کے بعد ہم پر نوکروں سے ملنے پر پابندی لگ گئی۔ اب ہم ذرا بڑے بھی ہوگئے اگر کوئی چیز چراتے بھی ہیں تو دوسروں کو دینے کی بجائے خود ہی کھا پی کر برابر کر دیتے ہیں۔

﴾مرکزی خیال﴿

اس سبق آموز مضمون میں ایک بے سہارا بچے کے حالات زندگی کا حال بیان کیا گیا ہے اور اسے غلام کے روپ میں پیش کرتے اس پر ہونے والے تشدد اور برے سلوک کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بری عادتوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس طرح پھر ان میں چوری، جھوٹ، کام چوری اور اپنے مالکان کو نقصان پہنچانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ برے سلوک کے نتیجے میں وہ معاشرے کے مفید افراد نہیں بن سکتے۔ مطلب یہ کہ بے سہارا بچوں سے نرمی اور اچھے سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ کیوں کہ وہ بھی ہماری طرح کے انسان ہوتے ہیں۔ حضرت [illegible] سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو آقا اپنے غلام کو ناحق مارے گا قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔

﴾اضافی کثیرالانتخابی سوالات﴿

۱۔ فرحت اللہ بیگ نے ------------ میں محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کی۔
الف۔ دہلی　ب۔ حیدرآباد　ج۔ حیدرآباد دکن　د۔ لاہور

۲۔ فرحت اللہ بیگ اردو کے ---------- انشا پرداز اور شگفتہ نگار ادیب ہیں۔
الف۔ صاحب طرز　ب۔ منفرد　ج۔ خاص　د۔ اعلیٰ

۳۔ ---------- کی زبان دہلی کی ٹکسالی زبان ہے۔
الف۔ فرحت اللہ بیگ　ب۔ سرسید　ج۔ میرزا ادیب　د۔ پریم چند

۴۔ نئی اور پرانی تہذیب کی ٹکر اور پھول والوں کی سیر ---------- کے مضامین ہیں۔
الف۔ سرسید　ب۔ محمد حسین آزاد　ج۔ فرحت اللہ بیگ　د۔ مولوی نذیر احمد

۵۔ فرحت اللہ بیگ ---------- کو دہلی میں پیدا ہوئے۔
الف۔ ۱۸۸۳　ب۔ ۱۸۸۴　ج۔ ۱۸۸۶　د۔ ۱۹۶۷

۶۔ ایک عورت غلام کو بچپن میں چھوڑ گئی اور پھر اسے ---------- آئے۔
الف۔ سرکار　ب۔ مالک　ج۔ دوست　د۔ کوئی نہیں

۷۔ غلام سرکار کے گھر پہلے دن کھانے پر ایسا بیتاب ہو کر گرا کہ پیٹ تن کر ---------- گیا۔
الف۔ نقارہ　ب۔ پھول　ج۔ بڑھ　د۔ کوئی نہیں

۸۔ غلام کو کھانے کے لئے بیگم صاحبہ کی احتیاط گھٹتے گھٹتے ---------- روٹی پر آ گئی۔
الف۔ آدھی　ب۔ ایک　ج۔ ڈیڑھ　د۔ دو

۹۔ غلام کے کہنے کے مطابق گھورنے پر سو آفتیں پڑیں مگر تھوڑا بہت ---------- کے حصے میں آ ہی جاتا۔
الف۔ اپنے　ب۔ ہمارے　ج۔ دوستوں　د۔ یاروں

۱۰۔ ہر فرعون را موسیٰ ایک ---------- ہے۔
الف۔ اسم　ب۔ جملہ　ج۔ محاورہ　د۔ ضرب المثل

۱۱۔ سچ خدا بڑا ---------- ہے۔
الف۔ کارساز　ب۔ مہربان　ج۔ رحیم　د۔ کریم

۱۲۔ ماما جی کے آنے سے ---------- پر ہر چیز ٹھہرنے لگی تھی۔
الف۔ میز　ب۔ صحن　ج۔ دسترخوان　د۔ چٹائی

۱۳۔ ---------- بچہ سمجھ کر غلام کے سامنے پوٹلی باندھنے میں احتیاط کم کرتی۔
الف۔ سرکار　ب۔ بیگم صاحبہ　ج۔ چھوٹی صاحب زادی　د۔ ماماجی

۱۴۔ چھوٹا چپ کرا دینے کے بدلے بھی ماما نے غلام کو ---------- دیئے۔
الف۔ دو آنے　ب۔ دو سکے　ج۔ دو لڈو　د۔ دو روٹیاں

۱۵۔ سامان کی چوری کا حال جاننے کے لئے جنوں کے بادشاہ نے ---------- کو آئینے کے سامنے بٹھایا۔
الف۔ چھوٹی بی بی　ب۔ بیگم صاحبہ　ج۔ سرکار　د۔ بی مغلانی

۱۶۔ ماما نے غلام کو بیگم صاحبہ کی پٹاری سے چھپکلی نکال کر لانے کا کہا جو ---------- میں رکھی تھی۔
الف۔ کوٹھڑی　ب۔ کمرے　ج۔ کوٹھے　د۔ برآمدے

۱۷۔ بی ماما اپنی پوٹلی دکھا دروازے کے باہر نکل رہی تھیں کہ ایک ---------- مچا۔
الف۔ شور　ب۔ غل　ج۔ ریل پیل　د۔ دھکم دھکا

۱۸۔ ڈبے میں سے چھپکلی نکلتے دیکھ کر ---------- بھر گئی۔
الف۔ چھوٹی بی بی　ب۔ بیگم صاحبہ　ج۔ بی مغلانی　د۔ ماما

۱۹۔آج خشکے میں مدعا (چوری کا مال) رکھ کر۔۔۔۔۔۔۔کے حوالے کر دیا۔

الف۔سرکار ب۔**پولیس** ج۔گھر والوں د۔بیگم صاحبہ

۲۰۔ماما جی جانا چاہتی تھی کہ سپاہی نے۔۔۔۔۔۔پکڑ کر گھسیٹ لیا۔

الف۔چٹیا ب۔بال ج۔گردن د۔بازو

۲۱۔بی جی ماما کے غل مچانے کا مطلب اپنے قریبی مکان میں۔۔۔۔۔۔۔کو نوٹس تھا کہ مال گھر سے نکال لے۔

الف۔بیٹے **ب۔بیٹی** ج۔بہن د۔ماں

۲۲۔بی ماما اور اسکی بیٹی کی گرفتاری کے بعد غلام سے۔۔۔۔۔۔شروع ہوئی۔

الف۔معلومات **ب۔پرسش** ج۔انکوائری د۔کوئی نہیں

﴿تعارف﴾

س:فرحت اللہ بیگ پر تعارفی نوٹ لکھیں۔

ولادت:۔

مرزا فرحت اللہ بیگ ۱۸۸۳ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم:۔

مرزا فرحت اللہ بیگ نے سینٹ اسٹیفنز کالج دہلی سے بی۔اے کیا۔مولوی نذیر احمد سے عربی پڑھی اور ان کے عزیز شاگرد رہے۔

عملی زندگی کا آغاز:۔

طالب علمی کے زمانے میں ڈرامے اور کرکٹ کے شوقین تھے۔۱۹۰۷ء میں حیدر آباد دکن میں منتقل ہو گئے۔اور وہاں پہلے محکمہ تعلیم اور پھر محکمہ عدالت سے وابستہ رہے۔محکمہ عدالت میں ترقی کرتے کرتے ہوم سیکرٹری کے عہدے تک پہنچ گئے۔اسی عہدے سے ریٹائر ہونے کے بعد حیدر آباد میں مقیم رہے۔

طرزِ تحریر:۔

مرزا فرحت اللہ بیگ کا شمار اردو کے صاحب طرز مزاح نگاروں میں ہوتا ہے۔ان کی وجہ شہرت کے مزاحیہ مضامین ہیں۔ان کی تحریروں سے ان کے مشاہدے کی وسعت اور گہرائی کا پتہ چلتا ہے۔وہ اپنی تحریر میں شگفتہ اور شائستہ الفاظ استعمال

کرتے ہیں۔

تصانیف:۔

اُن کی مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

نئی اور پرانی تہذیب کی ٹکر	پھول والوں کی سیر	دلی کا ایک یادگار مشاعرہ

وفات:۔

مرزا فرحت بیگ ۲۷ اپریل ۱۹۴۷ء کو حیدر آباد (انڈیا) میں وفات پا گئے۔

﴿مشق﴾

سوال۱:۔ متن کے حوالے سے خالی جگہ پُر کریں

ا۔بیگم صاحبہ مجھے بھی دسترخوان پر **بٹھا لیا**۔

ب۔یقین مانیے ہر وقت اس کا منہ **چلتا تھا**۔

ج۔ہوتے ہوتے میری نظر **کا شُہرہ** ہو گیا۔

د۔اس کان سنو اس کان **اُڑا دو**۔

ہ۔میں ٹس سے **مَس** نہ ہوتا۔

و۔ادھر غلہ بڑھا اُدھر ان کی **چوری** بڑھی۔

سوال۲:۔ غلام، صاحب خانہ کے گھر کیسے پہنچا؟

حوالہ متن:۔

سبق	غلام
صنف نثر	شخصی خاکہ، آپ بیتی
ماخوذ از	مضامین فرحت
مصنف	مرزا فرحت اللہ بیگ

غلام کی صاحب خانہ کے گھر آمد:

غلام کو اپنی پیدائش مقام پیدائش اور والدین کے متعلق کچھ معلوم نہیں تھا۔یہی اپنے بچپن کے واقعات یاد تھے۔اُسے

awaz-e-inqilab.com

Scanned with CamScanner

صرف اتنا یاد تھا کہ ایک عورت اُسے گود میں اُٹھا کر لائی اور پھر یہاں سے غائب ہوگئی۔ایک اجنبی شخص اُسے اس ویران مکان میں چھوڑ کر چلا گیا۔

غلام کا مالک اس مکان میں آیا۔ کچھ کاغذات بنے اور اسے اپنے ساتھ گھر لے آئے اس وقت سے یہ گھر اور غلام ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔

سوال۳:۔ پہلے دن غلام کے دسترخوان پر کھانے کی کیفیت اپنے الفاظ میں لکھیں۔

جواب: **<u>پہلے دن غلام کی آمد:۔</u>**

پہلے دن صاحب خانہ کے گھر آمد پر غلام کے ساتھ مہمانوں جیسا سلوک کیا گیا اسکو نہلا دھلا کر صاف کپڑے پہنائے اور ایک صاف ستھرا آدمی بنا دیا۔

دسترخوان کی کیفیت:۔

کھانے کیلیے دسترخوان بچھا۔غلام کو بھی کھانے کیلیے اپنے ساتھ بٹھایا گیا۔غلام نے مزے مزے کے کھانے خوب دل بھر کے کھائے کہ اُسکا پیٹ پھول گیا۔

معمولی کھانے والے پیٹ جب کھانے کا ملغوبہ بھرا تو بدہضمی ہوگئی۔اُسکا علاج کروانے کے بعد افاقہ ہوا۔اُسکے بعد کھانا کھانے کی مقدار کم ہوتے ہوتے نوبت آدھی روٹی تک پہنچ گئی۔اس سب کے باوجود بیگم صاحبہ کی طرف سے غلام کے زیادہ کھانے کی شکایت دور نہ ہوئی۔

سوال۴:۔ کھانے کے بارے میں صاحب خانہ کی بچی کس مزاج کی تھی؟

جواب: **<u>صاحب خانہ کی بچی کا مزاج:۔</u>**

صاحب خانہ کی بچی کھانے کی بہت شوقین تھی ۔ ہر وقت کچھ کھانے کی خواہش کرتی۔کبھی خوانچے والے سے اور کبھی ریڑھی والے سے کچھ لے کر کھالیا۔کبھی کا چھن سے اُبلے کچالو خرید کر کھالئے ۔دسترخوان پر کھانے کیلیے بیٹھی تو سب کے بعد اُٹھتی ۔ ہر وقت کچھ کھانے کی وجہ سے اُسکا پیٹ پھولا رہتا۔اور دست آتے ۔اس سب کے باوجود بیگم صاحبہ کو صاحبزادی صاحبہ کے کم کھانے کی فکر رہتی۔

سوال ۵ :۔ غلام کھانے کو گھورتا،تو اسکا اُسے کیا فائدہ ملتا تھا؟

جواب: کھانے والے کو گھورنے کی افادیت:۔

غلام کے لئے کھانے والے کو گھورنا مفید ثابت ہوا۔ابتداء میں کسی کو کھاتے دیکھتا تو توجہ ہٹا لیتا لیکن کھانے والا بھی اسکو کچھ دینے کو تیار نہ ہوتا۔اُسکو گھورتا۔صلوٰتوں کے ساتھ اسکے حصے میں کچھ ضرور آتا وقت کے ساتھ ساتھ اس کی نظر کا چرچا ہونے لگا۔جو کھانے والا اسکو حصہ دار نہ بناتا اسکا کھایا پیا جوں کا توں نکل جاتا۔

اب وہ ہر کھانے والے کے ساتھ میں لازمی شریک بن جاتا۔غرض یہ کہ گھر میں ایسی کوئی نعمت نہ تھی جو اسے میسر نہ ہو۔

سوال۶ :۔ غلام کے سر پر استرا پھرتا،تو گھر والے اسکے ساتھ کیا سلوک کرتے تھے؟

جواب: **<u>غلام کے ساتھ گھر والوں کا سلوک:۔</u>**

ہر ہفتے جوں ہی غلام کے بال بڑھتے فوراً اس پر استرا پھیر دیا جاتا۔استرے کا پھرنا غلام کے لئے سخت عذاب تھا۔ گھر میں جس کے پاس سے گزرتا ایک چانٹا ضرور مارتا۔گنجے سر پر چانٹا مارنے سے مارنے والے کو مزہ آتا۔لیکن غلام کا سر بھنا جاتا تھا۔گھر کے لوگ جیسا بھی سلوک کرتے لیکن بڑے سرکار بھی جب اس کے پاس سے گزرتے تو دو ایک چانٹے ضرور مار دیتے۔

سوال۷:۔ جب ماما گھر میں آئی،تو دسترخوان پر چیزیں کیوں کم ہونے لگیں؟

جواب: دسترخوان پر چیزیں کم ہونے کی وجہ:۔

ماما کے دل میں چور تھا۔وہ گھر کی چیزیں چراتی۔غلام کو بھی چیزیں چرانے کیلیے کئی لالچ دیتی۔چنانچہ غلام خوب صورت چیزیں چرانے لگا اور ماما کو دینے لگا۔ماما نہایت صفائی سے اُن چیزوں کو گھر سے غائب کر دیتی۔بیگم صاحبہ کو اس پر شک ہوا۔ چنانچہ اُسے صحن اور باورچی خانے تک محدود کر دیا گیا۔اُس کے باوجود ماما چوری کر کے اپنی ضرورت پوری کرتی۔روزانہ دال، آٹا چرا کر پوٹلی میں لے جاتی۔جب سے وہ آئی تھی دسترخوان پر ہر چیز کم پڑنے لگی تھی۔ہر روز کھانا کم پڑ جاتا۔بیگم صاحبہ نے کھانا کم پڑنے پر چیزوں کی مقدار بڑھا دی لیکن غلے کی مقدار بڑھنے سے ماما کی چوری بھی بڑھ گئی اور ان سب میں غلام ان کا مددگار تھا۔

Scanned with CamScanner

سوال ۸ :۔ ماما کی بیٹی کیسی پکڑی گئی؟

جواب: ماما اور اُسکی بیٹی کی گرفتاری:۔

ماما کو پولیس نے پکڑا اور اُسکے قبضے سے چمپا کلی اور دوسرا چوری کا سامان برآمد کیا تو اس نے خوب شور شرابہ کیا اور محلے کے بہت لوگوں کو خبردار کیا۔اس کی چیخ و پکار کا اصل مقصد یہ تھا کہ اُسکے مکان تک آواز پہنچ جائے اور اسکی بیٹی چوری کا سامان گھر سے نکال لے۔

بیٹی کو ماں پر آنے والی مشکل کا علم ہوا۔وہ مال لے کر نکل رہی تھی کہ دوسرے سپاہی نے آ کر اُسے پکڑا اور چوری کے مال کے ساتھ ماں کے برابر کھڑا کر دیا۔

سوال ۹ :۔ بے سہارا بچوں سے بُرا سلوک کیا جائے،تو ان میں کیسی عادتیں پروان چڑھتی ہیں؟

جواب: بے سہارا بچوں کے ساتھ برے سلوک کے نتائج:۔

اسلام میں حقوق العباد کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔اسلام اور دنیا کا ہر مذہب ہمیں بے سہارا بچوں کی مدد کرنے کا سبق دیتا ہے۔بچیوں اور خصوصاً ان بچوں کے ساتھ جو یتیم و یسیر ہوں، بے سہارا ہوں،اور ان سے بُرا سلوک کیا جائے تو وہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔

خواہشات کی تکمیل نہ ہونے پر سرکش اور ضدی بن جاتے ہیں۔گھر اور معاشرے کے لئے ان کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔اور وہ ملک و معاشرے سے ناامید ہو کر غلط راستے پر چلنے لگتے ہیں۔چوری،جھوٹ،مار دھاڑ،ڈاکے،بداخلاقی اور بدکرداری جیسے اعمال میں ملوث ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات جذبات میں آ کر ملک و قوم کیلئے نقصان کا باعث بن جاتے ہیں۔

سوال ۱۰:۔ مندرجہ ذیل محاورت کو اپنے جملوں میں اسطرح استعمال کریں کہ ان کا مطلب واضح ہو جائے؟

الفاظ	جملے
نوبت آنا	فاقوں کی نوبت آنے سے پہلے اسد کو ملازمت مل گئی۔
شہرہ ہونا	شاہد آفریدی کا اپنے بلند و بالا چھکے مارنے کی وجہ سے شہرہ تھا۔ مشرق کے ساتھ ساتھ مغرب میں بھی علامہ اقبال کے کلام کا شہرہ ہے
ٹس سے مس نہ ہونا	والد کی جلی کٹی سنانے پر بھی اسد ٹس سے مس نہ ہوا۔

ناک میں دم کر دینا	روز دروازے پر دستک دینے والے گداگروں نے میری ناک میں دم کر دیا ہے۔
جھاڑو پھیر دینا	ڈاکوؤں نے بھرے بازار میں بنک میں جھاڑو پھیر دی ہے۔
صلواتیں سنانا	والدہ کی بے شمار صلواتیں سن کر بھی ہاشم مسکراتا رہا۔
بپھر جانا	معمولی سی بات پر بپھر جانا صائم کی عادت ہے
اودھم مچانا	صہیب نے ہاشم کی صلواتیں سُن کر وہ اودھم مچایا کہ اللہ کی پناہ!

سوال ۱۱ :۔ جملہ فعلیہ اور اسمیہ کی تعریف کریں اور مثالیں دیں۔نیز مبتدا اور خبر کا فرق واضح کریں۔

جواب :۔ وہ جملہ جس کا مسندالیہ اور مسند دونوں اسم ہو اور فعل ناقص آئے ایسا جملہ، جملہ اسمیہ کہلاتا ہے۔

احمد ذہین ہے۔موسم خوشگوار ہے۔سندس نیک ہے

مندرجہ بالا جملوں میں احمد،موسم،اور سندس مسندالیہ،ذہین،خوشگوار اور نیک مسند جبکہ "ہے"،فعل ناقص ہے۔

جملہ فعلیہ:۔ وہ جملہ جس کا مسندالیہ تو اسم ہو لیکن مسند میں فعل پایا جائے ایسا جملہ، جملہ فعلیہ کہلاتا ہے۔گھوڑا دوڑا، پرندہ اڑا۔

جملوں میں گھوڑا اور پرندہ مسندالیہ جبکہ دوڑا اور اُڑا افعال ہیں۔

مبتدا اور خبر کی پہچان:۔ جملہ اسمیہ کے اسم یا فاعل کو مبتدا کہتے ہیں مفعول کو خبر جیسا کہ "امجد خط لکھتا ہے"۔

جملہ میں امجد (مبتدا) خط (خبر) اور ہے (فعل ناقص) ہے۔

awaz e inqilab.com

Scanned with CamScanner

سبق نمبر ۹　　﴿آرام وسکون﴾

امتیاز علی تاج

﴿فرہنگ﴾

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
[illegible]	[illegible]	نصیب دشمناں	دشمن کو نصیب ہو
[illegible]	[illegible]	سقہ	پانی بھرنے والا
[illegible]	[illegible]	نغمہ سرائی	گیت گانا
مضطر	بے قرار	علیل	بیمار
یک نہ شد دو شد	ایک مصیبت ختم نہ ہوئی کہ دوسری مصیبت سامنے آگئی	زچ ہونا	تنگ آنا
[illegible]	[illegible]	الجھن	پریشانی
تقویت	طاقت	ساگودانہ	ایک قسم کے سفید دانے
[illegible]	[illegible]	بے ڈھنگا	بے سلیقہ۔ بدزیب
زچ ہونا	تنگ ہونا	ہارمونیم	انگریزی باجا
یک نہ شد دو شد	ایک مصیبت کے ساتھ دوسری مصیبت	بوکھلاہٹ	خوفزدہ
غل	شور	راہِ مولا	اللہ کے نام پر
[illegible]	[illegible]	پرندہ پر نہ مارے گا	کوئی معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکے گا۔
[illegible]	[illegible]		

﴿خلاصہ﴾

امتیاز علی تاج اس ڈرامے میں لکھتا ہے کہ ایک بیوی کا شوہر بیمار ہے۔ ڈاکٹر نے بیماری کی وجہ کام کی زیادتی بتایا ہے اور مکمل آرام وسکون کا مشورہ دیا ہے۔ بیوی بھی اپنے خاوند کو تاکید کرتی ہے کہ وہ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق آرام کرے ڈاکٹر صاحب کے چلے جانے کے بعد شوہر سونے کی کوشش کرتا ہے اور آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ بیوی شوہر کے پاس آتی ہے اور شوہر سے پوچھتی ہے کہ سو گئے کیا؟

شوہر جواب دیتا ہے کہ نہیں ویسے خاموش پڑا تھا۔ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق شوہر آرام کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بیوی نے پورے گھر میں شور شرابہ برپا کر دیا ہے کبھی گھر کے ملازم کو زور زور سے آوازیں دیتی ہے اور کبھی گھنٹی کی تلاش میں پورے گھر میں شور شرابہ برپا کر دیا ہے۔ کبھی گھر کے ملازم کو زور زور سے آوازیں دیتی ہے اور کبھی گھنٹی کی تلاش میں پورے گھر کو سر پر اٹھا لیتی ہے۔ ملازم کو دوبارہ بلا کر برا بھلا کہتی ہے۔ صحن میں بچہ کھلونا گاڑی سے کھٹ کھٹ کی آوازیں نکال رہا ہے اور اس دوران ایک فقیر گھر میں آوازیں لگاتا ہے جھاڑو دینے والا نوکر بھی سکون کو برباد کر لیتا ہے۔ بچے کو کھلونا گاڑی چلانے سے منع کرنے پر بچہ زور زور سے رونے لگتا ہے۔

فقیر کی آواز، بچے کی فریادیں، پاؤں میں ریچھے کی آواز، بیوی کا شور شرابہ، ٹیلیفون کی گھنٹی، گرامو فون کی بے ہنگم آواز نے بیمار کو بری طرح متاثر کر دیا ہے۔ خاوند فوراً اٹھ کر اپنی ٹوپی اور شیروانی لے کر اٹھ کھڑا ہو جاتا ہے۔ بیوی پوچھتی ہے خیر ہے کہاں جا رہے ہو؟ خاوند کہتا ہے دفتر جا رہا ہوں! بیوی کہتی ہے کیوں؟ خاوند جواب دیتا ہے آرام وسکون پانے کے لیے۔

﴿مرکزی خیال﴾

سبق ''آرام وسکون'' سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ آرام وسکون کی عدم موجودگی خوشگوار اور صحت مند زندگی کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔ چاہے آدمی بیمار ہو یا صحت مند دونوں صورتوں میں پرسکون ماحول اس کی زندگی میں خوشیوں کا اضافہ کرتا ہے اور پرسکون ماحول کی فراہمی سے انسان کے اعصاب کو تقویت بھی ملتی ہے۔ خصوصی طور پر دفتری کام کاج کر کے گھر واپس آنے والوں کے لئے گھر میں پرسکون ماحول کی فراہمی از حد ضروری ہے کیوں کہ شور شرابے سے سماعت اور ذہنی دباؤ جیسے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ حالیہ تحقیق کے مطابق شور کی آلودگی موٹاپا اور نیند کے مسائل میں بھی اضافہ کر رہی ہے۔ جس سے انسان میں چڑچڑاپن پیدا ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

﴿اضافی کثیرالانتخابی سوالات﴾

1۔ امتیاز علی تاج ۔۔۔۔۔۔۔۔ کو لاہور میں پیدا ہوئے۔

الف۔1900 ب۔1902 ج۔1907 د۔1970

2۔ تاج صاحب نے رسالہ کہکشاں ۔۔۔۔۔۔ میں جاری کیا۔

الف۔ زمانہ لڑکپن ب۔ زمانہ شباب **ج۔ زمانہ طالب علمی** د۔ کوئی نہیں

3۔ امتیاز علی تاج نے مشہور ڈرامہ انارکلی ۔۔۔۔۔۔۔ کی عمر میں لکھا۔

الف۔18 ب۔20 **ج۔22** د۔24

4۔ ڈرامہ نگار اور ڈرامے کے نقاد کی حیثیت سے ۔۔۔۔۔۔۔ صاحب کی شہرت ہے۔

الف۔ آزاد ب۔ بیگ **ج۔ تاج** د۔ حالی

5۔ امتیاز علی تاج کے بعض ڈرامے اور کہانیاں ۔۔۔۔۔۔ ادب سے ماخوذ ہیں۔

الف۔ سندھی ب۔ ہندی ج۔ بلوچی **د۔ انگریزی**

6۔ کاروبار کی پریشانیوں اور الجھنیں بھلا کر ۔۔۔۔۔۔۔ آرام وسکون سے گزار تو طبیعت بحال ہو جائے گی۔

الف۔ ایک روز ب۔ دو چار دن ج۔ ایک دن د۔ دو چار روز

7۔ ۔۔۔۔۔۔۔ مرتبہ کہہ چکی اتنا کام کرو نصیب دشمنان صحت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

الف۔ کئی ب۔ بے شمار **ج۔ بیسیوں** د۔ سینکڑوں

8۔ للو بیگم صاحبہ کے گھر کا ۔۔۔۔۔۔۔ تھا۔

الف۔ باورچی **ب۔ نوکر** ج۔ سقہ د۔ کوئی نہیں

9۔ کمرے میں شور وغل سے ۔۔۔۔۔۔۔ پر برا اثر پڑتا ہے۔

الف۔ جسم ب۔ دماغ **ج۔ اعصاب** د۔ لوگوں

10۔ گھنٹی رات کو خود میں نے میز سے اٹھا کر ۔۔۔۔۔۔۔۔ پر رکھی ہے۔

الف۔ بڑی میز ب۔ الماری **ج۔ انگیٹھی** د۔ کوئی نہیں

11۔ بیگم کے اصرار پر میاں نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بنانے کا کہا۔

الف۔ نارنگی کا رس **ب۔ ساگودانے کی کھیر** ج۔ یخنی د۔ کوئی نہیں

12۔ عید کے روز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ننھا یہ کھلونا گاڑی لایا تھا۔

الف۔ مارکیٹ ب۔ دکان ج۔ بازار **د۔ میلے**

13۔ بیوی نے ننھے کو غصہ میں گاڑی ۔۔۔۔۔۔۔ دینے کی دھمکی دی۔

الف۔ چولہے میں جھونک ب۔ توڑ ج۔ الماری میں بند کر د۔ کوئی نہیں

14۔ میاں اس ہنگامے سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہو کر کراہے جا رہا ہے۔

الف۔ تنگ **ب۔ زچ** ج۔ پریشان د۔ گراہ

15۔ کمرے میں بیگم اشفاق کی غیر حاضری میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ نے فون سنا۔

الف۔ اشفاق ب۔ للو ج۔ سقہ د۔ کسی نے نہیں

16۔ ایک دن انکے صاحبزادے نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ فرمائی تو دنیا نعمت سے محروم نہ ہو جائے گی۔

الف۔ گائیکی **ب۔ نغمہ سرائی** ج۔ عزت افزائی د۔ جادوگری

﴿تعارف﴾

س: امتیاز علی تاج پر مختصر تعارفی نوٹ لکھیں۔

ولادت:۔

سید امتیاز علی تاج 13 اکتوبر 1900ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مولوی ممتاز علی تھا جن کو "شمس العلماء" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے جبکہ والدہ کا نام محمدی بیگم تھا۔

ابتدائی تعلیم:۔

امتیاز علی تاج نے ابتدائی تعلیم لاہور میں حاصل کی۔

عملی زندگی کا آغاز:۔

زمانہ طالب علمی میں تاج صاحب نے ایک رسالہ کہکشاں کے نام سے جاری کیا جو ادبی اعتبار سے اپنے زمانے کے معیاری رسالے میں شمار ہونے لگا۔ گورنمنٹ کالج لاہور کی ڈرامیٹک سوسائٹی کے سرگرم رکن ہونے کی وجہ سے ان کو ڈرامے

awaz-e-inqilab.com

Scanned with CamScanner

سے بہت دلچسپی پیدا ہوگئی۔ ۲۲ سال کی عمر میں انہوں نے اپنا مشہور ڈرامہ انارکلی لکھا جو اردو ڈرامے کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

تصانیف:۔

اُن کی مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

انارکلی	چچا چھکن

وفات:۔

امتیاز علی تاج ۱۹ اپریل ۱۹۷۰ء کو وفات پا گئے اور لاہور میں دفن ہوئے۔

﴾مشق﴿

سوال ۱:۔ ڈاکٹر صاحب نے بیگم صاحبہ کو مریض کی دیکھ بھال کے سلسلے میں کیا ہدایات دیں؟

حوالہ متن:

سبق	آرام وسکون
صنف نثر	ڈرامہ
ماخوذ از	امتیاز علی کے یک بابی ڈرامے
مصنف	امتیاز علی تاج

مریض کی دیکھ بھال کے لئے ڈاکٹر کی ہدایت:۔

ڈاکٹر صاحب نے بیگم صاحبہ کو مریض کی دیکھ بھال کے سلسلے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ فکر کی کوئی بات نہیں میں نے اچھی طرح معائنہ کر لیا ہے۔ بہت مصروفیت اور تھکاوٹ کی وجہ سے حرارت ہوگئی ہے۔ انہیں دوا سے زیادہ آرام وسکون کی ضرورت ہے۔ کاروبار کی پریشانیاں بھلا کر ایک روز آرام وسکون سے گزارا تو طبیعت بحال ہو جائے گی۔

سوال ۲:۔ صاحب خانہ کو اپنے گھر میں آرام وسکون کیوں نہ مل سکا؟

جواب: صاحب خانہ کو گھر میں آرام وسکون نہ ملنے کی وجوہات:۔

۱۔ صاحب خانہ کو اپنے گھر میں آرام وسکون نہ ملنے کی سب سے بڑی وجہ اُسکی باتونی بیوی تھی۔ جو ہر بات کو دہرانے اور چیخ کر بولنے کی عادی تھی۔

۲۔ دوسری وجہ اسکی بیوی ہر کام میں ضرورت سے زیادہ مداخلت کرتی اور دوسروں کو ہدایات دیتی تھی۔
۳۔ تیسری وجہ نوکر کے وقت بے وقت آمد تھی اور سقہ کی بے وقت آمد۔
۴۔ چوتھی وجہ بچے کی کھلونا گاڑی اور رونے کی آوازیں تھیں۔
۵۔ پانچویں وجہ صفائی کرنے والے کا جھاڑو لگانے کے لئے بے وقت آنا۔
۶۔ چھٹی وجہ ہمسائے کے گھر سے ہارمونیم اور گانے کی آوازیں اور فقیر کی صداؤں نے اُس کا چین اور سکون کو ختم کر دیا تھا۔

سوال ۳:۔ صاحب خانہ نے آرام کے لئے گھر کی نسبت دفتر کو کیوں ترجیح دی؟

جواب: صاحب خانہ کا گھر کے بجائے دفتر کو ترجیح دینا:۔

صاحب خانہ نے آرام کے لئے گھر کی نسبت دفتر کو اس لئے ترجیح دی کیونکہ صاحب خانہ کو گھر میں وہ آرام وسکون نہ ملا جس کی وہ گھر میں توقع کر رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے دفتر جانے کا ارادہ کیا تا کہ آرام وسکون پائیں۔

سوال ۴:۔ اس ڈرامے سے بیگم صاحبہ کی شخصیت کے کون کونسے پہلو نمایاں ہوتے ہیں؟

جواب: بیگم صاحبہ کی شخصیت:۔

اس ڈرامے سے بیگم صاحبہ کی شخصیت کے کئی پہلو نمایاں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بیگم صاحبہ ایک انتہائی غیر ذمہ دار عورت تھی۔
۲۔ بیگم صاحبہ احساس کمتری کا شکار تھی اور کوئی فیصلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھی۔
۳۔ بیگم صاحبہ کا ہر وقت چیخ چیخ کر بولنے کی عادت تھی۔
۴۔ بیگم صاحبہ گھر داری کے علاوہ انتظام میں بھی دوسروں کی محتاج تھی۔
۵۔ وہ صاحب خانہ کو آرام وسکون پہنچانا چاہتی تھی لیکن غلط طریقے کی وجہ سے اُسکے افعال آرام کے بجائے بے آرامی اور تکلیف کا باعث بن گئے۔

سوال نمبر ۵: مذکر استعمال ہونے والے اور مؤنث استعمال ہونے والے الفاظ الگ الگ کریں۔

مذکر الفاظ: آرام، پیغام، وعدہ، درد

مؤنث الفاظ: تاکید، ضرورت، خاموشی، مہربانی، جھاڑو، قیامت

awaz-e-inqilab.com

Scanned with CamScanner

سوال نمبر۶:۔ کوئی سے پانچ محاورے لکھ کر انھیں جملوں میں استعمال کریں۔

جواب:

محاورہ	معنی	جملہ
درہم برہم کرنا	خراب کرنا	طوفانی بارشوں نے مواصلات کا سارا نظام درہم برہم کر دیا۔
ہاتھوں ہاتھ لینا	بہت عزت کرنا	یوم والدین کے موقع پر مہمان خصوصی کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔
خوب بن ٹھن کر	خوب مزین ہو کر	شادی بیاہ کے موقع پر عورتیں خوب بن ٹھن کر جاتی ہے۔
جان ہتھیلی پر رکھنا	مرنے کے لیے تیار رہنا	بہادر لوگ ہر وقت جان ہتھیلی پر رکھ کر پھرتے ہیں۔
شہرہ ہونا	شہرت ہونا	سخاوت کی وجہ سے پوری دنیا میں حاتم طائی کا شہرہ ہے۔

سوال نمبر۷ :۔ خالی جگہوں میں درست حروف کا استعمال کریں۔

الف۔ حسان نے نعمان سے کہا۔

ب۔ مصباح الحق نے فقیر کو روٹی دی۔

ج۔ نوید نے عرفان کے بھائی کو بلایا۔

د۔ میں اصغر کی ملاقات کو گیا تھا۔

ہ۔ مریم نے لاہور جانا ہے۔

سوال نمبر۸ :۔ اس ڈرامے کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب: خلاصہ سبق کے شروع میں لکھا جا چکا ہے۔

☆☆☆☆☆

سبق نمبر۱۰

نیلی جھیل

شفیق الرحمٰن

الفاظ و معنی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مجرد	اکیلا، تنہا	مجرب	تجربہ کیا ہوا، آزمایا ہوا
طبلہ نواز	طبلہ بجانے والا	بندہ نواز	غلام کو عزت دینے والا، مالک۔ مختیار
بے بہرہ	محروم، بے خبر	تبصرے	تنقید، بات چیت
حسب توفیق	اپنی حیثیت کے مطابق	خنک	ٹھنڈا، سرد
کڑے دن	سخت دن	کوندی	چمکی
تیماردار	بیماری کی دیکھ بھال کرنے والا	کرۂ ارض	زمین کا گولا
دبے پاؤں	خاموشی سے	چھٹ جانا	صاف ہونا
نخلستان	کھجوروں کا باغ	گوشہ	کونہ
کنبہ	خاندان	وسط	درمیان
گھرکیاں	برا بھلا کہنا	بنسیاں	مچھلی پکڑنے کے کنڈے
برخوردار	کامیاب بیٹا	علی الصبح	صبح سویرے
ڈور	دھاگہ	خود فریبی	اپنے آپ کو دھوکا دینا
چونکنا	گھبرا جانا	جہاندیدہ	تجربہ کار

خلاصہ

یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب مصنف اور روفی سکول میں پڑھتے تھے روفی بجلی کی چمک سے بہت ڈرتا تھا۔ جب بادل آئے تو وہ بستروں میں چھپتے بارش ابھی تھمی تھی کہ اتنے میں زور سے بجلی کوندی اور ایک عظیم الشان دھماکہ ہوا۔ جب روفی ہوش میں آیا تو اس کا ایک دانت ہل رہا تھا۔ اگلے دن مشہور ہو گیا کہ رات روفی میاں کے دانت پر بجلی گری ہے وہ دو دن تک بستر پر پڑے رہے لیکن آنے والے سہ

ماہی امتحان سے نہ بچ سکے۔ ساری کلاس کا امتحان ختم ہو چکا تھا صرف میں اور روفی رہتے تھے ماسٹر صاحب نے کہا کہ وہ ہمارا زبانی امتحان لیں گے۔ بالکل آسان سوالات پوچھیں گے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ماسٹر صاحب نے مخاطب ہو کر کہا ''آسٹریلیا کہاں'' ہے؟ ہم نے کہا جی جغرافیہ کے پچاسویں صفحہ پر۔ پھر پوچھا ہم نے کہا! کرہ ارض پر۔ اس دن کے بعد پوچھا حروف اضافت کیا ہوتا ہے؟ ہم نے کہا جو اضافہ کرتے ہیں اور جنھیں پڑھ کر کچھ اور حروف یاد آ جاتے ہیں۔ اتوار کو مصنف اور روفی مچھلیاں پکڑنے جھیل چلے گئے۔ جھیل میں مچھلیاں نہ تھیں۔ پانی صاف اور نیلا تھا۔ مصنف اور روفی ہر اتوار کو جھیل چلے جاتے اور خالی ہاتھ واپس ہو کر بازار سے مچھلیاں خریدتے ایک دن مچھلیوں والا حساب لینے گھر آیا تو دونوں کا پول کھل گیا۔ سارے گھرانے ان کا مزاق اڑایا۔ ایک دن ہم نے کانٹوں میں پہلے سے مچھلیاں لگائی ہوتی تھیں۔ پانی میں ڈور تھی اور ڈور کے سرے پر مچھلی اتنے میں شڑپ کی آواز آئی ہم نے رستم سے کہا کہ یہ آواز سنی تم نے؟ یہ مچھلی تھی اور میں نے ایک جھٹکے کے ساتھ مچھلی باہر نکالی تاکہ رستم کا شبہ دُور ہو جائے لیکن رستم نے کہا کہ خود فریبی کبھی پیچھا نہیں چھوڑتی تم بھی خود فریبی کا شکار رہو کیونکہ رستم نے انہیں بتایا کہ دوسرا کنارہ تو بالکل ویران ہے۔

﴿مرکزی خیال﴾

''نیلی جھیل'' میں مصنف نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ انسان عمر میں بڑا ہو کر بھی بچوں کی سی حرکتوں سے باز نہیں آتا۔ آخر دم تک اس کی نفسیات بچوں کی سی ہوتی ہے۔ زندگی کے کسی بھی ڈگر پہ جب اسکا واسطہ تلخ حقائق سے پڑتا ہے یا زندگی کی الجھنیں اسے گھیر لیتی ہیں تو وہ بچوں کی طرح کسی خیالی حسین گوشے میں پناہ ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے اور کسی نادان بچے کی طرح اپنے دل کو بہلانے کے بہانے ڈھونڈتا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ سراب کے پیچھے بھاگتا ہے مگر پھر بھی اسے بچوں کی سی یہ حماقتیں اچھی لگتی ہیں۔

﴿اضافی کثیرالانتخابی سوالات﴾

۱۔ شفیق الرحمٰن نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ۱۹۴۲ء میں ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کیا۔

الف۔ **لاہور**   ب۔ کراچی   ج۔ پشاور   د۔ سیالکوٹ

۲۔ شفیق الرحمٰن کے افسانوں کا پہلا مجموعہ ''کرنیں'' ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں شائع ہوا۔

الف۔ ۱۹۴۱   ب۔ **۱۹۴۲**   ج۔ ۱۹۴۳   د۔ ۱۹۴۴

۳۔ شفیق الرحمٰن اکادمی ادبیات کے چیئرمین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں مقرر ہوئے۔

الف۔ ۱۹۸۰   ب۔ ۱۹۸۲   ج۔ ۱۹۸۴   د۔ ۱۹۸۶

۴۔ شفیق الرحمٰن کی بہت نمایاں خصوصیت انکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

الف۔ ڈرامہ نگاری   ب۔ عنوان   ج۔ موضوع   د۔ **ظرافت**

۵۔ شفیق الرحمٰن نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو وفات پائی۔

الف۔ **۱۹ مارچ ۲۰۰۰**   ب۔ ۱۹ مارچ ۲۰۰۲   ج۔ ۱۹ اپریل ۲۰۰۰   د۔ ۱۹ اپریل ۲۰۰۲

۶۔ بجلی کوندنے پر روفی نے ہلتے دانت کو آئینے میں دیکھا تو دانت کا کچھ حصہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نظر آیا۔

الف۔ ٹوٹا   ب۔ ہلتا   ج۔ **سیاہ**   د۔ کالا

۷۔ روفی کے دانت پر بجلی گرنے اور دو دن آرام کے باوجود ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ امتحان سے نہ بچ سکے۔

الف۔ ابتدائی   ب۔ **سہ ماہی**   ج۔ نو ماہی   د۔ سالانہ

۸۔ ماسٹر صاحب کا اسٹریلیا کے پوچھنے پر جواب ملا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر ہے۔

الف۔ جغرافیہ کے چالیسویں صفحہ   ب۔ **جغرافیہ کے پچاسویں صفحے**

ج۔ معاشرتی علوم کے چالیسویں صفحہ   د۔ معاشرتی علوم کے پچاسویں صفحہ

۹۔ اس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی نئی مصیبت نے روفی اور ننھے میاں کو غمگین کر دیا۔

الف۔ گھر کے کام   ب۔ مطالعہ   ج۔ پڑھائی   د۔ **ٹیوشن**

۱۰۔ ہم ہر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جھیل کے کنارے گزارتے۔

الف۔ جمعہ   ب۔ ہفتہ   ج۔ **اتوار**   د۔ پیر

۱۱۔ جھیل کے پانی میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے کچھ زہریلے اجزاء شامل تھے۔

الف۔ زہر   ب۔ **معدنیات**   ج۔ طب   د۔ کوئی نہیں

۱۲۔ ہم اداس ہوتے یا ہمیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاتا تو ہم جھیل کا رخ کرتے۔

الف خوفزدہ   ب۔ ڈرایا   ج۔ **دھمکایا**   د۔ روکا

۱۳۔ روفی کے ابا کا تبادلہ حسب معمول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے دور کسی ویرانے میں ہوا۔

الف۔ گاؤں   ب۔ شہر   ج۔ قصبے   د۔ **آبادی**

Scanned with CamScanner

۱۴۔ روفی کے گھر میں کچھ سفید موٹی موٹی ۔۔۔۔۔۔۔۔ بلیاں تھیں۔

الف۔ سفید   ب۔ ذہین   ج۔ ایرانی   د۔ علاقائی

۱۵۔ باہر والوں میں کسی کو پتہ تک نہ تھا کہ ہمارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قالین جلا ہوا ہے۔

الف۔ خوبصورت   ب۔ خوشنما   ج۔ مہنگا   د۔ ایرانی

۱۶۔ ہماری خریدی ہوئی مچھلیاں اس رات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے کھائیں۔

الف۔ بلیوں   ب۔ ڈاکٹر   ج۔ انجینئر صاحب   د۔ کوئی نہیں

۱۷۔ حساب کے سوال حل کر کے دینے کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے وعدہ کیا۔

الف۔ ماسٹر جی   ب۔ ساتھی   ج۔ ننھے میاں   **د۔ رستم**

۱۸۔ انسان کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے چوری کے لئے اکساتی ہے۔

الف۔ سوچ   **ب۔ ہوس**   ج۔ نیکی   د۔ باتیں

۱۹۔ رستم نے کہا یہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی نیلی جھیلیں ساری عمر پیچھا نہیں چھوڑیں۔

الف۔ دھوکے   ب۔ خود اعتمادی   **ج۔ خود فریبی**   د۔ تسلی

﴿تعارف﴾

س: شفیق الرحمٰن پر تعارفی نوٹ لکھیں۔

ولادت:۔

ڈاکٹر شفیق الرحمٰن ۱۹۲۰ء میں ضلع جالندر میں قلعہ نور کے مقام پر پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام عبدالرحمٰن تھا۔

ابتدائی تعلیم:۔

انہوں نے ۱۹۴۲ء میں ایم بی بی ایس کا امتحان کنگ ایڈورڈ کالج لاہور سے اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔

عملی زندگی کا آغاز:۔

ان کی قابلیت اور میڈیکل میں نمایاں پوزیشن کی وجہ سے ایک سال کی اندر ہی انہیں فوج میں انڈین آرمی میڈیکل سروس میں لے لیا گیا۔ پاکستان بننے کے بعد وہ پاکستان آرمی کا حصہ بن گئے۔ اور میجر جنرل کے عہدے تک ترقی کرنے کے بعد ریٹائیر ہوئے ملازمت کے دوران ہی انگلستان میں اعلیٰ تعلیم پائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ۱۹۸۰ء میں اکادمی

ادبیات پاکستان کے چیرمین مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۶ء تک عملی اور ادبی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ شفیق الرحمٰن دور حاضر کے معروف ادیب اور مزاح نگار ہیں۔ وہ اپنی طنزیہ اور مزاحیہ تحریروں کی وجہ سے ادبی دنیا میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ ان کا مشاہدہ وسیع، تحریر سادہ اور دل نشین ہے۔

تصانیف:۔

اُن کی مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

کرنیں، مزید حماقتیں، شگوفے، دجلہ، مدوجزر، لہریں، حماقتیں، انسانی تماشا

وفات:۔

آپ ۱۹ مارچ ۲۰۰۰ء کو وفات پا گئے۔

﴿مشق﴾

سوال ۱:۔ جب بادل آتے، تو روفی بستروں میں کیوں چھپتے پھرتے تھے؟

حوالہ متن:

سبق	نیلی جھیل
صنف نثر	افسانہ
ماخوذ از	حماقتیں
مصنف	شفیق الرحمٰن

روفی کا خوف:۔

جب بادل آتے بجلی کی گھن گرج سنائی دیتی اور آسمان پر بجلی چمکتی تو روفی بہت خوفزدہ ہوتے۔ روفی بجلی سے بہت ڈرتے تھے۔

بستروں میں ڈھپنا:۔

اپنے اس خوف کو چھپانے اور بجلی کی چمک دمک سے بچنے کے لئے روفی بستروں میں چھپتے پھرتے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح وہ بجلی کی پہنچ سے دُور ہو جائیں گے۔

Scanned with CamScanner

سوال۲ :۔ نیلی جھیل کی خوب صورتی کا منظر اپنے الفاظ میں لکھیں۔

جواب: **نیلی جھیل کی خوب صورتی کا منظر:۔**

نیلی جھیل کا پانی نہایت شفاف تھا۔ نیلے پانی پر ہلکی ہلکی دھند چھائی ہوئی تھی۔ ہر چیز میں تازگی اور نکھار تھا۔ دور بادلوں کے ٹکڑے ہوا میں تیرتے رہتے اور جھیل کے کنارے خوشگوار ہوا چلتی رہتی۔ بارش ہونے کی وجہ سے ماحول ایسا نکھر گیا تھا جس سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے دنیا ابھی تخلیق ہوئی ہے۔

جھیل کے دوسرے کنارے کا منظر:۔

جھیل کا دوسرا کنارہ ہر بار ایک نئی امید اور خوبصورتی سے کبھی محل اور کبھی قلعہ کی طرح نظر آتا۔ کبھی گھنے باغ اور نخلستان جیسا اور کبھی ریت کے ٹیلے اور ریگستان نظر آتے۔ ایسے خوشنما نظارے میں کناروں پر پھولدار بیلیں اور پودے جھکے ہوئے ہوتے۔ ادھر اُدھر اُڑتے پرندوں اور ناچتی ہوئی تتلیوں نے عجیب سا خوشنما ماحول بنا رکھا تھا۔

سوال۳ :۔ چھوٹی سفید بلی کی ذہانت کا کوئی واقعہ لکھیں۔

جواب: **سفید بلی کی ذہانت کا واقعہ:۔**

مصنف کے بقول روفی کے گھر میں بہت سے پالتو جانور اور پرندے تھے۔ جن میں ایک چھوٹی سفید بلی بہت ذہین اور سمجھدار تھی۔ وہ صبح صبح ہمیں جگانے کے لئے آتی، خاموشی سے پلنگ پر چڑھ کر پاؤں میں ہلکی سی گدگدی کرتی۔

ذہانت کا دوسرا واقعہ:۔

ہمارے بڑے کمرے کا قالین جو بالکل وسط میں جلا تھا بہت بُرا لگتا تھا لیکن جب کبھی مہمان آتے تو سفید بلی اس جلے ہوئے حصے پر بیٹھ جاتی اس لئے کسی کو معلوم نہ تھا کہ قالین جلا ہوا ہے

سوال۴ :۔ مچھلی والا حساب لیکر گھر آیا تو مصنف اور روفی، گھر والوں کے مزاق کا نشانہ کیوں بنے؟

جواب: **روفی اور مصنف کا اتوار کے روز معمول:۔**

مصنف اور روفی اکثر و بیشتر اتوار کے روز جھیل پر جاتے اور بڑے اہتمام سے مچھلیاں پکڑتے لیکن سب کچھ ٹھیک ہونے کے باوجود ایک بھی مچھلی نہ پکڑی جاتی اور گھر والوں کے مذاق سے بچنے کے لئے بازار سے مچھلیاں خرید کر لے جاتے۔ دوسروں کے مشورے پہ ڈاکٹر صاحب اور انجینئر صاحب کے ہاں بھی مچھلیاں بھجوائیں کہ ایک دن مچھلی فروش حساب لے کر آ گیا

مچھلی فروش کی آمد:۔

خرچ ختم ہونے کے بعد ساری مچھلی اُدھار آ رہی تھی۔ سب کو معلوم ہوا اور ان کا خوب مذاق بنا۔ ان کو ہدایت کی گئی کہ وقت ضائع کرنے کیلئے آئندہ جھیل پر نہ جائیں۔

سوال ۵:۔ ماسٹر صاحب نے بچوں سے کیا سوال پوچھے اور انھوں نے کیا جواب دیئے؟

ماسٹر صاحب نے مصنف، روفی اور ننھے میاں کا زبانی امتحان لیا اور ان سے سوالات کئے۔

۱: روفی سے سوال:۔

ماسٹر صاحب نے روفی سے سوال کیا ''تمھیں کس نے بنایا''؟

روفی نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا''۔ جناب اتنا تو مجھے خدا نے بنایا تھا، اسکے بعد میں خود بڑھا ہوں''۔

۲۔ مصنف سے سوالات:۔ ماسٹر صاحب مصنف سے سوال کیا۔

☆ ''آسٹریلیا کہاں ہے''؟

مصنف نے جواب دیا'' جغرافیہ کے پچاسویں صفحے پر''

☆ جغرافیے میں نہیں ویسے کہاں ہے''؟

''جناب آسٹریلیا کرہ ارض پر ہے''۔

''حروف اضافت کیا ہوتے ہیں؟

''وہ حروف ہوتے ہیں۔ جو اضافہ کرتے ہیں اور جن کو پڑھ کر کچھ اور حروف یاد آ جاتے ہیں، مثلاً:۔ گھڑی سازیوں معلوم ہوتا ہے جیسے زمانہ ساز ہو وغیرہ۔

۳۔ ننھے سے سوال:۔ ماسٹر صاحب نے ننھے میاں سے گنتی گن کر دکھانے کو کہا۔

ننھے نے جواب دیا''ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس، غلام بیگم اور بادشاہ

سوال۶ :۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں

الفاظ	جملے
عظیم الشان	مطیع اللہ نے خواب میں ایک عظیم الشان عمارت دیکھی۔
حسب معمول	نصیر حسب معمول دیر سے سکول آیا۔

Scanned with CamScanner

حوصلہ افزائی	طلباء کی حوصلہ افزائی کیلئے تقریری مقابلوں کا اہتمام کیا گیا۔
جہاندیدہ	علامہ اقبال ایک جہاندیدہ سیاستدان اور بہترین شاعر تھے۔
حسب توفیق	ہر مسلمان کو حسب توفیق غریبوں کی مدد کرنی چاہیے۔

سوال ۷:۔ جملے کے اجزاء ترکیبی کی تعریف کریں اور مثالوں سے واضح کریں۔

جواب: جملے کے اجزاء ترکیبی سے مراد وہ اجزاء ہیں جن سے مل کر جملہ بنا ہوا۔

مثلاً جملہ اسمیہ تین اجزاء ترکیبی پر مشتمل ہے

۱) مبتدا　　۲) خبر　　۳) فعل ناقص

۱) رشید بیمار ہے　　ب) آسمان نیلا ہے

مندرجہ بالہ جملوں میں رشید اور آسمان مبتدا، بیمار اور نیلا خبر، ہے فعل ناقص ہے۔

اس طرح جملہ فعلیہ کے بھی تین اجزاء ترکیبی ہے۔

۱) فاعل　　۲) مفعول　　۳) فعل

مثلاً　　ذیشان نے بازار سے سائیکل خریدی۔

اس جملہ میں ذیشان فاعل، سائیکل مفعول، خریدی فعل ناقص، نے علامت متعدی، بازار سے جار مجرور ہے۔

سوال ۸:۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ ڈاکٹر شفیق کا سال ولادت ہے:

ا۔ ۱۹۲۰ء　　ب۔ ۱۹۰۲ء　　ج۔ ۱۸۹۹ء　　د۔ ۱۸۹۶ء

۲۔ یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے دانت پر بجلی گری۔

ا۔ احمد　　ب۔ روفی　　ج۔ حاجرہ　　د۔ رستم

۳۔ ہم ہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جھیل کے کنارے گزرتے۔

ا۔ منگل　　ب۔ جمعرات　　ج۔ اتوار　　د۔ پیر

☆☆☆☆☆☆

سبق نمبر ۱۱

سفارش طلب

کرنل محمد خان

فرہنگ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
سرد مہری	بے مروتی، توجہ نہ دینا	بہ ہمہ بے تکلفی	تمام تر بے تکلفی کے ساتھ
لونڈے	ناتجربہ کار لڑکے	زچ کرنا	تنگ کرنا
یورش	حملہ	اقرباء	رشتہ دار
گلوخلاصی	جان چھڑانا	پاجی	شریر، کمینہ
معانقہ	گلے ملنا، بغلگیر ہونا	خویش پروری	رشتہ داروں کو مراعات دینا
امرت دھارا	آب حیات، ایک دوا کا نام ہے	کج کلاہ	سر پر ترچھی ٹوپی رکھنے والا
عساکر	افواج	مستحسن	اچھا، قابل تعریف
خاکسار	عاجز	رسائی	پہنچ
یاس	مایوسی، ناامیدی	برات	رہائی
لنگوٹیا یار	بچپن کا دوست	قلع قمع ہو جانا	جڑ سے ختم ہونا
گتھم گتھا	ہاتھا پائی	آوارد ہونا	تشریف لانا
رازدانہ	راز جاننے والا	گت	حال
دماغ چل جانا	دماغ خراب ہونا	منہ پھلائے بیٹھنا	ناراض ہونا
بھولے	سادہ	ندامت	شرمندگی
طاعون	ایک قسم کی بیماری	پھاٹک	ناکہ/دروازہ
شان نزول	نازل ہونے کی وجہ	عسکر	فوج
کج کلاہی	ترچھی ٹوپی	لنگوٹیا	بچپن کا دوست

Scanned with CamScanner

﴿خلاصہ﴾

مصنف کہتا ہے کہ آغا میرا بے تکلف دوست ہے۔ اصول کے بندے ہیں۔ ایک دن جب میرے پاس آئے اور میرے ملازم کو حسب معمول چائے کا حکم دیا اور مجھ سے کہنے لگے کہ چوہدری ایک ضروری کام کیلئے آیا ہوں۔ آج ایک جگہ ڈاکا ڈالنا ہے تم بھی میرا ساتھ دو۔ میں نے کہا تم کیسی باتیں کرتے ہو۔ اس نے کہا کل تم نے مجھے ڈاکے کی دعوت دی تھی۔ آج میں نے دی میں تمہاری نہ مانا تم میری نہ مانو بات ختم۔ میں نے کہا تم کیسی باتیں کرتے ہو؟ میں نے ڈاکے کی بات نہیں کی۔ کہتا ہے کہ تم نے تو کہا تھا کہ مولوی صاحب کے بیٹے کو کلرک بھرتی کرنا ہے۔ تم سفارش کر کے دوسروں کا حق چھیننا چاہتے تھے۔ کیا کسی کے حق کو چھیننا ڈاکہ نہیں؟

مصنف کہتا ہے کہ جب میں نے ٹھنڈے دل سے سوچا تو سمجھا کہ آغا کی بات درست ہے۔ اس سے تو میری اصلاح ہوگئی۔ سفارش طلب مختلف حربے استعمال کرتے ہیں جان پہچان نہ ہونے کے باوجود افسر کو اپنا گہرا دوست اور قریبی رشتہ دار بنا لیتے ہیں۔ یہی لوگ اپنا کام نکالنے کیلئے افسروں کی بے جا تعریفیں کرتے ہیں اور میٹھی زبان استعمال کرتے ہیں۔ سفارش طلب سے نبٹنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اسے چور سمجھا جائے اور اس کے ساتھ چور جیسا سلوک برتا جائے۔ جوں ہی اس کے منہ سے سفارش کا کلمہ نکلے آپ سر پر ہاتھ رکھ کر ''چور ہے چور ہے'' چلانا شروع کر دیں۔ پولیس کو بھی اطلاع دیں اور فائر بریگیڈ کو بھی لانے کی کوشش کریں۔ سائرن بجائیں اور اگر سفارش طلب بھاگنے کی کوشش کرے تو اس کی پگڑی یا ٹوپی چھین کر جلوس نکالیں۔ اگر سفارش طلبوں کے ساتھ تین چار دفعہ ایسا ہوا تو سفارش کا چار دن میں قلع قمع ہو جائے۔

﴿مرکزی خیال﴾

کرنل محمد خان نے ''سفارش طلب'' کے آئینے میں ہمیں نہ صرف اپنا اصلی چہرہ دکھایا ہے بلکہ سفارش کرنے والے لوگوں کے نت نئے طریقوں، ہتھکنڈوں اور چالاکیوں کو طشت از بام کر کے ان کے چہرے سے بناوٹ کا نقاب اُتارا ہے۔ آج ہم سب من الحیث القوم سفارش کی بیماری میں مبتلا ہیں جس کی وجہ سے اہل اور قابل جو ہر تباہ ہو رہے ہیں اگر مصنف کی طرح سفارش کرنے والوں سے چوروں جیسا سلوک کیا جائے تو یہ بیماری کسی حد تک کم کی جاسکتی ہے۔

﴿اضافی کثیرالانتخابی سوالات﴾

۱۔ کرنل محمد خان ۱۹۱۰ء کو ضلع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے گاؤں چکوال میں پیدا ہوئے۔

الف۔ میانوالی　　ب۔ گجرات　　**ج۔ جہلم**　　د۔ راولپنڈی

۲۔ کرنل محمد خان ۔۔۔۔۔۔۔۔ کو فوج میں بھرتی ہوئے۔

الف۔ ۱۹۴۰　　ب۔ ۱۹۴۱　　ج۔ ۱۹۴۲　　د۔ ۱۹۴۳

۳۔ ۱۹۶۵ء میں کرنل محمد خان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر مصروف رہے۔

الف۔ رن کچھ　　ب۔ واہگہ　　ج۔ کشمیر　　د۔ سیالکوٹ

۴۔ کرنل محمد خان اردو کے صاحب طرز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

الف مضمون نگار　　ب۔ افسانہ نگار　　ج۔ ناول نگار　　**د۔ مزاح نگار**

۵۔ کرنل محمد خان کی پہلی کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

الف۔ بجنگ آمد　　ب۔ بسلامت روی　　ج۔ بزم آرائیاں　　د۔ کوئی نہیں۔

۶۔ آغا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے لئے بدنامی کی حد تک مشہور ہیں۔

الف۔ فنون پرستی　　ب۔ بت پرستی　　**ج۔ اصول پرستی**　　د۔ بے تکلفی

۷۔ سفارش کر کے تم نے کسی کا حق اپنے مولوی کے ۔۔۔۔۔۔۔۔ کو دلایا۔

الف۔ بیٹے　　**ب۔ لونڈے**　　ج۔ دوست　　د۔ رشتہ دار

۸۔ یہ ساری تمہید آغا نے ہمیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنے کو اٹھائی تھی۔

الف۔ تنگ　　**ب۔ زچ**　　ج۔ پریشان　　د۔ روکنے

۹۔ سفارش کا سیلاب ہے کہ ہر وقت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر رہتا ہے۔

الف۔ روانی　　ب۔ بہاؤ　　**ج۔ طغیانی**　　د۔ دباؤ

۱۰۔ سفارش کے جراثیم مکھی، مچھر یا چوہے نہیں پھیلاتے اپنے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھیلاتے ہیں۔

الف۔ اقرباء　　ب۔ دوست　　ج۔ رشتہ دار　　**د۔ اقرباء اور دوست**

۱۱۔ شیخ حاضر دین پر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بلیک کرنے کا الزام ہے۔

الف۔ چینی　　ب۔ غلہ　　ج۔ سیمنٹ　　د۔ لکڑی

۱۲۔ شیخ حاضر دین کے چینی بلیک کرنے کی تفتیش ۔۔۔۔۔۔۔۔ کر رہے تھے۔

الف۔ چودھری صاحب　　ب۔ آغا　　**ج۔ انصاری**　　د۔ مرزا

۱۳۔ چند سفارش طلب بلیک میل کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ استعمال کرتے ہیں۔

الف۔ طریقہ　　**ب۔ تکنیک**　　ج۔ راستہ　　د۔ کوئی نہیں

Scanned with CamScanner

۱۴۔ پاکستان کو چلانے کی تمام ذمہ داری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر ہے۔

الف۔ اللہ تعالیٰ　ب۔ حکومت　ج۔ قانون　د۔ عوام

۱۵۔ دنیاداری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اجزاء کا مرکب ہے۔

الف۔ دو　**ب۔ تین**　ج۔ چار　د۔ بے شمار

۱۶۔ سفارش طلبوں سے گلوخلاصی کا مؤثر طریقہ ایک ہے کہ " گھسیٹتے اور کھینچتے" ہوئے گیٹ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے خدا حافظ کہیں۔

الف۔ خندہ پیشانی　ب۔ مسکرائے　ج۔ تعجب　د۔ کوئی نہیں۔

۱۷۔ کلام اقبال ہر جگہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے طور ستعال ہوتا ہے۔

الف۔ سنہری حروف　ب۔ آب حیات　**ج۔ امرت دھارے**　د۔ کوئی نہیں

۱۸۔ سفارش طلب نے عسا کر پاکستان کے لئے لکھی کتاب کی۔۔۔۔۔۔۔۔ جلدیں خریدنے کے لئے سفارش کروائی۔

الف۔ چار ہزار　ب۔ چھ ہزار　ج۔ امرت دھارے　**د۔ کوئی نہیں۔**

۱۹۔ مرد مجاہد عسا کر پاکستان کے لئے لکھی گئی کتاب کی قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھی۔

الف۔ 10 روپے　**ب۔ پندرہ روپے**　ج۔ بیس روپے　د۔ پچیس روپے

﴿تعارف﴾

س: کرنل محمد خان پر تعارفی نوٹ لکھیں۔

ولادت:۔

کرنل محمد خان ۱۹۱۰ء کو ضلع جہلم کے ایک گاوں چکوال میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم:۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ہی گاوں میں حاصل کی۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔

عملی زندگی کا آغاز:۔

آپ ۱۹۴۰ء میں بطور سکینڈ لیفٹیننٹ کمیشن حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد دفاع پاکستان میں حصہ لیا۔ ۱۹۵٦ء میں پاک بھارت جنگ میں "رن کچھ" کے مقام پر نمایاں کارنامے انجام دئے۔ کرنل کے عہدے پر پہنچ کر ریٹائیرمنٹ حاصل کر لی اور مستقل طور پر راولپنڈی میں قیام پذیر ہو گئے۔

طرز تحریر:۔

کرنل محمد خان اردو کے ممتاز مزاح نگار ہے۔ ان کی تحریر سادہ اور دلچسپ ہوتی ہے۔ وہ گزرے ہوئے واقعات کو خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہیں۔ سادگی، روانی، حقیقت نگاری اُن کی تحریر کی خاص خوبیاں ہیں۔

تصانیف:۔

اُن کے مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

بجنگ آمد	بسلامت روی
بزم آرائیاں	

وفات:۔

آپ نے ۱۹۹۹ء میں وفات پائی۔

﴿مشق﴾

سوال ۱: سبق کے متن کو مدنظر رکھ کر درست جواب پر صحیح کا نشان لگائیں۔ تا کہ جملہ مکمل ہو جائے۔

۱۔ مصنف آغا سے اس لیے ناراض تھے کہ:

الف۔ ان کی سفارش ٹھکرادی گئی تھی۔ (درست)

ب۔ ان کے ساتھ سرد مہری کا سلوک کیا گیا۔

ج۔ ڈاکے میں مصنف نے ان کا ساتھ نہ دیا۔

د۔ انھیں سفارش کی گئی تھی۔

۲۔ ایک سفارش طلب کے بقول پاکستان چلانے کی ذمہ داری:

الف۔ افسر شاہی پر ہے۔　ب۔ عوام الناس پر ہے۔

ج۔ دانشوروں پر ہے۔　**د۔ اللہ تعالیٰ پر ہے۔ (درست)**

۳۔ سفارش طلب سے نبٹنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ:

الف۔ اسے ٹکا سا جواب دے کر رخصت کر دیا جائے۔

ب۔ فیاضی سے جھوٹ بول کر اسے خوش کیا جائے۔

Scanned with CamScanner

ت۔ اس کو چور سمجھ کر خوب بے عزت کیا جائے۔ (درست)

ث۔ [illegible] سفارش [illegible] ہے۔

سوال ۲: مصنف کے دوست آغا نے سفارش کو ڈاکہ ڈالنے کے مترادف کیوں کہا ہے؟

جواب: متن۔

[illegible]	سفارش طلب
[illegible]	[illegible] بیج
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

آغا نے سفارش کو ڈاکہ ڈالنے کے مترادف قرار دیا۔

[illegible] مصنف نے آغا کو ایک مولوی زادے کو کلرک کی ملازمت پر بھرتی [illegible] سفارش ایک شخص کا حق چھین کر دوسرے کو دینا ہے جو اسکا اہل نہیں اور یہ ایک ڈاکہ [illegible]

سوال ۳: سفارش صاحب کی میل ملاقات کا کیا انداز ہوتا ہے؟

جواب: سفارش صاحب کی میل ملاقات کا انداز:۔

[illegible] دور سے سلام کرتے ہیں اور ضرورت سے [illegible] ''من نہ مان میں تیرا مہمان'' اور آخر میں اپنی [illegible] دیوانگی کی علامت قرار دیتے ہیں۔

سوال ۴: مصنف نے سفارش طلبوں سے نپٹنے کا کیا طریقہ بتایا ہے؟

جواب: سفارش طلبوں سے نپٹنے کا طریقہ:۔

[illegible] یہ کام صرف دنیا داری ہے۔ اسلیے [illegible] ان کا بازو پکڑیں اور انھیں گھر کے دروازے تک

لے جائیں۔ دروازے تک لے جانے کے لئے زبردستی کرنے اور گھسیٹنے کی ضرورت پڑے تو انکی اس ضرورت کو بھی پورا کریں اور بیرونی دروازے پر پہنچ کر مسکراتے ہوئے خدا حافظ کہیں اور دروازہ بند کر لیں۔ اس سارے عمل میں صرف ہاتھ کا استعمال لازم نہیں۔

سوال ۵ :۔ کرشن چندر کا سفارش طلبوں سے نپٹنے کا طریقہ کار کیوں غلط ہے؟

جواب: <u>کرشن چندر کا سفارش طلبوں سے نپٹنے کا غلط طریقہ کار:۔</u>

سفارش طلبوں سے نپٹنے کے کئی طریقے ہیں۔ بعض لوگ جان چھڑانے کے لئے نہایت نرمی سے جھوٹا وعدہ کر لیتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں لیکن یہ بزدل اور مصلحت کوش شخص کا طریقہ ہے۔ جس طرح کے کرشن چندر نے اپنی عزت اور رعب و دبدبے کو قائم رکھنے کیلئے اپنے دوستوں سے غلط بیانی کی۔

سوال ۶ :۔ سبق ''سفارش طلب'' سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: <u>سفارش طلب ایک سبق آموز مضمون:۔</u>

سبق ''سفارش طلب'' سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انصاف اور ایمانداری ہر انسان کی اولین ذمہ داری ہونی چاہیئے۔ ہر انسان کے حقوق ہیں اور سفارش سے ایک حق دار شخص کا حق دوسرے کو دینا انتہائی بے ایمانی ہے۔ ہر شخص اپنے فائدے کے لئے دوسرے کا حق مارنے کی کوشش کرتا ہے اور اس بیماری میں تمام ادارے اور ہر طرح کی شخصیات ملوث ہیں۔ اسکے علاوہ انسان کو اپنی ذات پر اعتماد ہونا چاہیئے۔ دوسروں پر رعب ڈالنے کے لئے خود کو بڑھا چڑھا کر پیش نہ کرے۔

سوال ۸:۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

الفاظ	جملے
آوارد ہونا	بعض تقریبات میں بن بلائے مہمان آوارد ہو جاتے ہیں۔
ماتھا ٹھنکنا	اسد کی خاموشی سے میرا ماتھا ٹھنکا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔
آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا	آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا حق وصول کرنے کا اپنا مزہ ہے۔
منہ پھلانا	چھوٹی چھوٹی بات پر منہ پھلانا تمہارے ساتھ اچھا نہیں لگتا۔
رن پڑنا	واہگہ بارڈر پر پاک آرمی اور بھارتی فوج کے درمیان ایسا رن پڑا کہ اللہ کی پناہ۔

محشر بپا ہونا	دھماکے کی آواز سن کر شہر میں ہر طرف محشر بپا ہو گیا۔
گھتم گتھا ہونا	طلباء اپنے دوست کو چھڑانے کیلئے کالج کے لڑکوں سے گتھم گتھا ہو گئے۔

سوال نمبر 9: مندرجہ ذیل الفاظ کے مترادف لکھیں۔

جواب:

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
فعل	کام	تمہید	آغاز
ندامت	شرمندگی	یورش	حملہ
عارضہ	بیماری	خویش	اقارب
درخواست	عرضی/التجا	ہمسایہ	پڑوسی
تلوار	شمشیر	باغ	گلستان

سوال نمبر 10: جملے درست کریں۔

جواب:

غلط جملے	درست جملے
نیکی کر سمندر میں ڈال	نیکی کر دریا میں ڈال۔
وہ غصے سے زرد پیلا ہو گیا۔	وہ غصے سے لال پیلا ہو گیا۔
وہ بے ناغہ سکول جاتی ہے۔	وہ بلاناغہ سکول جاتی ہے۔
میں آپ کا تابعدار ہوں	میں آپ کا تابع فرمان ہوں۔
یہ ماہِ رمضان کا مہینہ ہے۔	یہ رمضان کا مہینہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆

حصہ نظم

اصطلاحات نظم

نظم:۔

نظم کے لغوی معنی موتی پرونا اور کسی چیز میں ترتیب قائم کرنا ہے۔ اصطلاح میں اس کلام موزون کا نام ہے جو علم عروض کے مقررہ اوزان میں سے کسی وزن پر ہو۔

موضوع کے لحاظ سے نظم کی اقسام:

حمد۔

حمد نظم کی وہ قسم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، بڑائی اور تعریف کی جاتی ہے حمد کہلاتی ہے۔ مثلاً کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے وہی خدا ہے۔

نعت۔

وہ نظم جو رسول پاک ﷺ کی تعریف میں لکھی جائے، نعت کہلاتی ہے۔

؎ خدا کا ذکر کرے اور ذکرِ مصطفیٰ ﷺ نہ کرے۔
ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے۔

منقبت:

اصحابِ رسولؐ، اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی تعریف میں لکھی جانے والی نظم منقبت کہلاتی ہے۔

مناجات:

جس نظم میں بندہ اپنے رب سے التجا کرتا ہے اور دین و دنیا کے بھلائی طلب کرتا ہے، اسے مناجات کہتے ہیں۔

؎ لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

قصیدہ:

جو نظم کسی بادشاہ، وزیر یا کسی دولتمند شخص کی تعریف میں لکھی جائے، اسے قصیدہ کہتے ہیں۔

awaz e inqilab.com

Scanned with CamScanner

غزل:

غزل کے لغوی معنی ہیں عشق ومحبت کی باتیں کرنا یا عورتوں سے باتیں کرنا۔ غزل نظم کی سب سے مشہور قسم ہے جس میں کوئی مسلسل مضمون ادا نہیں کیا جاتا بلکہ جدا جدا خیالات مختلف اشعار کے ذریعے بیان کئے جاتے ہیں۔ غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور آخری شعر مقطع کہلاتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔ زیادہ تر عشق ومحبت اور تصوف واخلاق کے مضامین غزل میں پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر اب غزل میں دُنیا کے مسائل، سیاست، مذہب اور دیگر موضوعات بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

مرثیہ:

وہ نظم جس میں کسی کے مرنے پر رنج وغم کا اظہار کیا جائے، نیز مرنے والے کی خوبیاں اور فضائل بیان کئے جائیں۔

عباس آبرو میں تیری فرق آئے گا
پانی پیا تو نام وفا ڈوب جائے گا

مثنوی:

اس نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر شعر کا قافیہ الگ الگ ہو لیکن ہر شعر کے دونوں مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوں۔ مثنوی میں عام طور پر کوئی قصہ، تاریخی واقعہ، جنگ کے واقعات یا فلسفے کی کوئی لمبی چوڑی بات بیان کی جاتی ہے۔ میر حسن کی مثنوی ''سحر البیان''، ''پنڈت شنکر نسیم کی'' ''گلزار نسیم'' مشہور مثنویاں ہیں۔

شہر آشوب:

وہ نظم جس میں کسی شہر کی تباہی وبربادی کا ذکر ہو اور اس پر افسوس کا اظہار کیا جائے، اسے شہر آشوب کہتے ہیں۔ نظیر اکبر آبادی اور رفیع سودا کے شہر آشوب بہت مشہور ہیں۔

خراب ہیں وہ عمارات کیا کہوں تجھ کو یاس
کہ جن کے دیکھنے سے جاتی رہی تھی بھوک اور پیاس

ہیت:

ہیت سے مراد شکل وصورت ہے۔ اس لحاظ سے نظم کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔
مفرد، مثلث، رباعی، قطعہ، مخمس، مسدس، مستزاد، ترکیب بند، ترجیع بند، ہائیکو۔

رباعی:

صرف چار مصرعے ہوتے ہیں۔ اس کے پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعے ہم قافیہ ہونے ضروری ہیں۔

جوانوں کو مری آہِ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے

خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نورِ بصیرت عام کر دے

رباعی کے لئے ایک خاص وزن اور بحر مقرر ہے۔ دوسری بحروں میں رباعی نہیں کہی جاتی۔

قطعہ:

وہ نظم جس میں دو یا زیادہ اشعار اس قید کے ساتھ کہے جائیں کہ سب کا مطلب آپس میں ایک دوسرے سے متعلق یا مسلسل ہو، اس کے پہلے شعر کے دونوں مصرع ہم قافیہ نہیں ہوتے، البتہ سب اشعار کے دوسرے مصرعے آپس میں ضرور ہم قافیہ ہوتے ہیں۔

مثلث:

مثلث اس نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر بند میں تین مصرعے ہوں۔

مخمس:

اس نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر بند میں پانچ مصرعے ہوں۔ ان پانچ مصرعوں میں پہلے چار مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوں گے اور پانچواں مصرعہ مختلف قافیہ میں ہوگا۔ مگر جتنے بھی بند ہوں گے سب کے پانچویں مصرع آپس میں ہم قافیہ ہوں گے۔
مثال: برسات کی بہاریں (نظم)

مسمط:

مسمط اس نظم کو کہتے ہیں جس میں متعدد بند ہوں اور ہر بند میں متعدد مصرعے ہوں۔ ایک بند تین مصرعوں سے لے کر

Scanned with CamScanner

دس مصرعوں پر مشتمل ہوسکتا ہے۔ یہ مختلف بیتوں کا مجموعہ ہے مثلاً مثلث، رباعی، مخمس، مسدس وغیرہ۔

مسدس:

اس نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر بند میں چھ مصرے ہوں۔ پہلے چار مصرے آپس میں ہم قافیہ ہوں اور پانچویں، چھٹے مصرے ان سے علحیدہ قافیوں میں ہوں، مگر آپس میں ہم قافیہ ہوں۔

مستزاد:

ایسی نظم جس کا ایک مصرع تو لمبا ہو لیکن دوسرا مصرع تین چار الفاظ پر مشتمل ہو۔ لیکن پہلے مصرع کے وزن پر ہو۔ مثلاً میں نے پوچھا کون رہتا ہے سدا اک حال میں۔ بولے رب ذوالجلال

شعر:

اس کلام کو کہتے ہیں جو مقررہ وزن اور بحر میں لکھا جائے۔ یعنی کلامِ موزوں شعر کہلاتا ہے۔

قافیہ:

ایسے ہم آواز الفاظ جو معنی کے لحاظ سے الگ الگ ہو، غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کے دونوں مصرعوں اور باقی اشعار کے ہر دوسرے مصرع کے آخر میں ردیف سے پہلے آئیں اور اگر ردیف نہ ہو تو مصرع کے آخر میں آئیں۔ مثلاً

یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے
ہم اور بلبل بے تاب گفتگو کرتے

اگر شعر میں ردیف نہ ہو تو پھر یہ ہم آواز الفاظ شعر کے آخر میں آتے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و آیاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

ردیف:

وہ ایک یا ایک سے زیادہ الفاظ جو کسی شعر کے آخر میں قافیہ کے بعد جوں کے توں دہرائے جاتے ہیں۔ ایک ہی معنی بار بار دیں۔

مطلع:

غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ جس کے دونوں مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں۔

مقطع:

غزل کے آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں۔ جس میں شاعر عموماً اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔

افسانہ:

افسانہ قصہ یا کہانی کی وہ شکل ہے۔ جس کے لئے انگریزی میں (short story) مختصر کہانی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ داستان اور ناول کی ارتقائی اور ترقی یافتہ صورت ہے۔ اس لیے ناول اور افسانے کے عناصر ترکیبی میں خاصہ اشتراک ہے۔ لیکن دونوں میں بڑا فرق ہے۔ نقادوں نے اس غزل اور نظم کے فرق سے تشبیہ دی ہے۔ ناول اور افسانے میں بنیادی فرق اسکی طوالت کا ہے۔

ناول:

ناول اطالوی زبان کا لفظ ہے۔ یہ انگریزی کے توسط سے اردو میں رائج ہوا۔ اس کے معنی نادر، انوکھا یا عجیب کے ہیں اصطلاح میں ناول وہ قصہ یا کہانی ہے جس کا موضوع انسانی زندگی ہو۔ ناول میں حقیقت نگاری بنیادی چیز ہے۔ اس میں فرضی خیال اور مافوق الفطرت باتوں سے پرہیز کیا جاتا ہے۔

داستان:

یہ کہانی کی سب سے اولین اور قدیم قسم ہے۔ داستان وہ قصہ یا کہانی ہے جسکی بنیاد رومان اور تخیل اور مافوق الفطرت عناصر پر ہو۔ داستان لکھنے اور پڑھنے سے زیادہ کہنے اور سننے کی چیز ہے۔ داستان کا پلاٹ ناول یا افسانے کی طرح منظم نہیں ہوتا ہے۔ داستان کے پلاٹ کی پیچیدگی اور الجھاؤ اس کا عیب نہیں بلکہ حُسن ہے۔ داستان کی ایک فنی خصوصیت اسکی طوالت ہے۔

سفرنامہ:

سفرنامہ دراصل کسی سفر کے ''روداد'' کا نام ہے۔ اسے ''آپ بیتی'' کی ایک شکل قرار دیا جاسکتا ہے۔ سفر کی تفصیلات ایک خاص ترتیب و توازن کے ساتھ دلچسپ اُسلوب میں بیان کرنا ''سفرنامہ'' کہلاتا ہے۔

مضمون نگاری:۔

کسی موضوع پر اپنے خیالات اور جذبات واحساسات کا تحریری اظہار مضمون نگاری کہلاتا ہے۔ مضمون لکھنے کے لیے موضوع کی قطعی کوئی قید نہیں۔ دنیا کے ہر معاملے اور مسئلے پر مضمون تحریر کیا جاسکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ڈرامہ:۔

ڈرامہ یونانی لفظ ''ڈراؤ'' سے نکلا ہے جس کے معنی کرنا یا کچھ کر کے دکھانے کے ہیں۔ یہ تعریف انتہائی مختصر ہونے کے باوجود کافی جامعیت رکھتی ہے۔ کیوں کہ اس میں ''عمل'' پر زور دیا گیا ہے۔ ادب میں جب مختلف کردار سٹیج پر آ کر مکالموں کے ذریعے کہانی کو آگے بڑھاتے ہیں تو یہ ڈرامہ کہلاتا ہے۔ ڈرامے کی کئی اقسام ہیں جن میں دو بہت اہم ہیں۔

ا۔ المیہ (Tragedy)

۲۔ طربیہ (comedy)

کچھ ادب کے بارے میں:۔

سوال: عبادت بریلوی نے کن زاویوں سے ادب کی افادیت پر روشنی ڈالی ہے؟

جواب: ڈاکٹر صاحب نے اس مضمون میں سب سے پہلے ادب کے وجود میں آنے اور اس کے جاری و ساری رہنے کی وجوہات پر بحث کی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی بتایا ہے کہ ہر دور کا ادب اپنے زمانے کا عکس ہوتا ہے۔ نہ صرف زمانے نے ادب پر اثرات مرتب کیے ہیں بلکہ ادب نے بھی انسان کے اندر موجود احساس جمال کو ابھارا ہے۔ جو ادب کی زندگی اور ترقی کا باعث بنا۔ یوں تو ادب میں حُسن موجود ہوتا ہی ہے لیکن ادیب کا کمال یہ ہے کہ وہ بدصورت واقعات کو بھی خوبصورت الفاظ کا جامہ پہنا کر اسے قابلِ مطالعہ اور قابلِ ستائش بنا دیتا ہے۔

متعلق فعل:

وہ تمام الفاظ جو فعل کے معنوں میں اضافہ کر کے اسے مزید واضح اور بامعنی بنا دیتے ہیں متعلق فعل کہلاتے ہیں۔

ا۔ مثلاً عرفان نے کتاب خریدی۔

۲۔ عرفان نے بازار سے کتاب خریدی۔

ان جملوں پر غور کیا جائے تو پہلے جملے میں عرفان فاعل اور خریدی فعل ہے دوسرے جملے میں فعل کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ کتاب خریدنے کا کام بازار سے ہوا ہے۔

تنقید کی تعریف:۔

تنقید کے لغوی معنی تبصرہ کرنا، نکتہ چینی کرنا یا جانچ پڑتال کرنا۔ ادب کی اصطلاح میں تنقید سے مراد کسی فن پارے کی خوبیوں اور خامیوں پر تبصرہ کرنا اور بیان کرنا تنقید کہلاتا ہے۔

نظم نمبرا

﴿ حمد ﴾

الطاف حسین حاؔلی

خواجہ الطاف حسین حالؔی ۱۸۳۷ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے ۔ والد کا نام خواجہ ایزد بخش تھا۔ زندگی میں زیادہ تر مشکلات کا شکار رہے لیکن علم و ادب سے دامن نہ چھوٹا۔ محمد حسین آزاد کے ساتھ انجمن پنجاب کی وساطت سے جدید اُردو شاعری کی بنیاد رکھی۔ سرسید سے متاثر ہو کر علی گڑھ تحریک سے وابستہ ہوئے اور سرسید کے کہنے پر مشہور نظم ''مسدس مد و جزر اسلام'' لکھی۔ ۱۹۰۴ء میں شمس العلماء کا خطاب ملا اور ۱۹۱۴ء کو آبائی وطن میں وفات پائی۔ مجالس النساء دیوان حالی، حیاتِ جاوید، حیاتِ سعدی، یادگارِ غالب، تریاقِ مسموم اور مقدمہ شعر و شاعری آپ کی یادگار تصانیف ہیں۔

﴿ خلاصہ ﴾

اس نظم میں الطاف حسین حالؔی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ نے لفظ ''کن'' سے اس دنیا کو وجود بخشا ہے۔ تمام انسانوں کا وجود اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس دنیا میں جاندار چرند پرند انسان اور جنات پیدا کیے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی مخلوقات اللہ کی عظمت اور بڑھائی کے قائل نظر آتی ہے۔ ان مخلوقات میں نافرمان اور سرکش لوگ بھی پیدا کیے۔ جو اللہ تعالیٰ کی حکومت اور طاقت کو مانتے ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے ہو جاتے ہیں وہ دنیا سے بیزار ہو جاتے ہیں اور رات دن صرف اور صرف اللہ کی یاد میں گزارتے ہیں۔ شاعر کہتے کہ اے اللہ! تیری موجودگی کی خوشبو دنیا کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی ہے جو تیرے ہوتے کا احساس دلاتی ہیں۔

ا۔ تشریح کیلئے سب سے پہلے شاعر اور نظم کا حوالہ دیں۔

۲۔ شعر کی نثر لکھیں۔

۳۔ فرہنگ لکھیں۔

۴۔ شعر کی تشریح کریں۔

۵۔ حوالہ شعرا کی مناسب شعر ذہن نشین ہو تو لکھیں۔

۶۔ حاصل شعر، مفہوم لکھیں۔

Scanned with CamScanner

شعر ا: ؎ **قبضہ ہو دلوں پر کیا اور اس سے سوا تیرا — ایک بندہ نافرمان ہے حمد سرا تیرا**

شاعر کا حوالہ:۔ یہ شعر ”حمد“ سے لیا گیا ہے جس کے شاعر الطاف حسین حالیؔ ہیں۔

نثر:۔ دلوں پر اس سے سوا تیرا قبضہ کیا ہو کہ ایک نافرمان بندہ تیرا حمد سرا ہے۔

حل لغت: سوا۔ کے علاوہ، بندہ۔ انسان، حمد سرا۔ تعریف کرنے والا

تشریح مطلع: ۔حمد کے مطلع میں شاعر اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو وجود بخشا۔ انسان، چرند پرند، جنات سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ وہ جس طرح چاہے انسان کا رخ پھیر دے۔ ہر طرف اللہ تعالیٰ کی حکمرانی ہے جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ مشکل اور آزمائش میں بے اختیار اپنے رب کو پکارتے ہیں ہماری ہر سانس پر تیری محبت اور عظمت کارفرما ہے۔ اپنی کارفرما اور خطا کاری کے باوجود ہم صرف تیری تعریف و توصیف میں مصروف ہیں کیونکہ تو ہی عزت اور ذلت دینے والا ہے۔ تو ہی مشکل کشا ہے۔ ہر لمحہ تیرا ہی خیال دلوں میں موجزن رہتا ہے۔

حوالہ شعر:۔

؎ ہے عارفوں کی حیرت اور منکروں کو سکتہ
ہر دل پہ چھا رہا ہے رعب جمال تیرا — **(مولانا حالی)**
وقت پڑنے پہ تیرے منکر بھی
ذکر کرتے ہیں زیر لب تیرا

حاصل شعر:۔ اللہ تعالیٰ کی طلب انسانی فطرت میں رچی بسی ہے۔

شعر ۲:۔ ؎ **گو سب سے مقدم ہے حق تیرا ادا کرنا — بندے سے مگر ہوگا حق کیونکر ادا تیرا**

حل لغت: مقدم۔ اول، گو۔ اگرچہ

حوالہ شاعر:۔ یہ شعر مولانا الطاف حسین حالیؔ کی نظم سے لیا گیا ہے۔

نثر:۔ گو تیرا حق ادا کرنا سب سے مقدم ہے مگر بندے سے تیرا حق کیونکر ادا ہوگا۔

تشریح:۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے جن و انس کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے جس سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ انسان کی تخلیق کا مقصد رب عظیم کی عبادت، اطاعت اور بندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان پر نعمتوں کی فراوانی کی اور سورۃ رحمان میں فرمایا ”اور تم اپنے رب کے کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے“ پس انسان کی اولین ترجیح اپنے رب کا حق ادا کرنا ہے لیکن انسان سست اور کاہل ہے اور شیطان کے بہکاوے میں آکر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر جاتا ہے۔ مگر

اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ ہماری ناشکری اور ادائیگی حق نہ ہونے کے باوجود رب کریم کے خزانے بے اندازہ ہیں۔ ہم عاجز اور ناتواں انسان کسی طور پر تیرا حق ادا نہیں کر سکتے لیکن تجھ پر یقین اور اُمید قائم رکھتے ہیں۔

حوالہ شعر:۔

؎ جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا — **(غالبؔ)**

حاصل شعر:۔ اللہ تعالیٰ کی غفور و رحیم ذات کا حق ادا کرنا انسان کے بس سے باہر ہے۔

شعر ۳:۔ **محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم — کچھ کہہ نہ سکا جس پر یاں بھید کھلا تیرا**

حل لغت: محرم۔ ہم آواز، بھید۔ راز

حوالہ شاعر:۔ یہ شعر مولانا الطاف حسین حالیؔ کی نظم ”حمد“ سے لیا گیا ہے۔

نثر:۔ محرم بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ نامحرم یہاں پر جس پر بھی تیرا بھید کھلا وہ کچھ نہ کہہ سکا۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ شاعر ان نعمتوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے ہمارا یہ حق کہ اپنے رب کو پہچانیں اور اسکی اطاعت کریں۔ اُسکی رضا اور معرفت کی حصول کیلئے عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ کا معروف اور فرمانبردار بندہ جب قُربِ الٰہی حاصل کرتا ہے تو کائنات کے اسرار اُس پر آشکارہ ہو جاتے ہیں لیکن تیری پہچان کا ادراک رکھنے والے اور غافل برابر ہیں۔ کیونکہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو تمام و کمال نہیں سمجھ سکا اور کوئی انسان اُسکا حق ادا نہیں کر سکا۔ محرم اور اللہ تعالیٰ سے دِل لگانے والے تو رب کی محبت میں گُم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور غافل لوگوں کو بھی کائنات میں بکھرے ہوئے یہ کمالات الٰہی جان کر عبرت ہوتی ہے اور بے اختیار رب کائنات کی موجودگی پر ایمان لے آتے ہیں۔ مختصر یہ کہ عارف اور منکر دونوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت، بزرگی اور شان و شوکت کا رعب چھایا ہوا ہے۔

حوالہ شعر:۔

؎ آگہی آگہی میں اک خلا موجود ہے — اسکا مطلب ہے خُدا موجود ہے۔
؎ جو ذہن میں گھر گیا لا انتہا کیوں کر ہوا — جو سمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیوں کر ہوا

حاصل شعر:۔ اللہ تعالیٰ کی ذات انسانی عقل اور تصور سے بڑھ کر ہے۔

شعر ۴:۔ **چھپتا نہیں نظروں میں یاں خلعت سلطانی — کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا**

حوالہ شاعر:۔ یہ شعر مولانا الطاف حسین حالیؔ کی نظم ”حمد“ سے لیا گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

نثر:۔ تیرا گدا اپنی کملی میں مگن رہتا ہے اسکی نظروں میں خلعتِ سلطانی نہیں جچتی

حل لُغت:۔

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
جچنا	پسند آنا	مگن	مصروف، ڈوبا ہُوا
خلعتِ سلطانی	بادشاہی لباس	گدا،	ضرورت مند، فقیر
کملی	چادر/ اوڑھنی		

تشریح: شاعر اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جس کو اللہ کی رضا اور معرفت نصیب ہو جائے اُسکی نظروں میں دنیا کی ہر چیز حقیر ہو جاتی ہے۔ وہ دنیاوی شان وشوکت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے درویشی اور فقیری اختیار کرنے والے قناعت کو اپنے لیئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ وہ ٹاٹ کی چادر میں اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے جتن کرتا ہے اور رب کی محبت نشہ اور سرور اُسے تمام دُنیاوی نوازشات سے دور کر دیتی ہے وہ اس فقیری کو بادشاہت سے بڑا انعام سمجھتے ہیں۔ اُسکے دِل میں صرف ایک کلمہ باقی رہتا ہے۔

متصل شعر:۔

تیرے بخشے ہوئے اک غم کا کرشمہ ہے کہ اب — جو بھی غم ہو میرے معیار سے کم ہوتا ہے

یہ قناعت ہے اطاعت ہے کہ چاہت ہے فراز — ہم تو راضی ہے وہ جس حال میں جیسا رکھے

اِن کی نظر میں شوکت جچتی نہیں کسی کی — آنکھوں میں بس رہا ہے جن کی جلال تیرا

حاصل شعر:۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دنیا کی ہر نعمت پر غالب ہے۔

شعر۵:۔ **عظمت تیری مانے بن کچھ بن نہیں آتی یاں — ہیں خیرہ و سرکش بھی دم بھرتے سدا تیرا**

حوالہ شاعر:۔ یہ شعر مولانا الطاف حسین حالیؔ کی نظم سے لیا گیا ہے۔

نثر:۔ تیری عظمت مانے بن یاں کچھ بن نہیں آتی کہ خیرہ سرکش بھی سدا تیرا دم بھرتے ہیں۔

فرہنگ:۔ عظمت۔ بڑائی، سرکش ۔نافرمان، یاں۔یہاں پر، خیرہ ۔باغی

تشریح:۔

شاعر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان جہان آب وگل میں اللہ تعالیٰ کی شان وشوکت اور بڑائی کا اقرار کئے بغیر چارہ نہیں۔ بڑے بڑے سرکش اور باغی تیری ذات کے منکر ہیں لیکن جب ان پر مصائب ٹوٹتے ہیں

اور اُنکی طاقت زوال پذیر ہوتی ہے تو وہ مدد کیلئے تجھے پکارتے ہیں۔ تیری عظمت اور بزرگی کا اعتراف کرتے ہیں اور تنہائی میں بخشش کا طلب کرتے ہیں فرعون، نمرود، شداد اور چنگیز خان جیسے ظالم اور خُدا کے منکر اسکی عظیم مثالیں ہیں۔ سب طاقت کے نشے میں چُور رہتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے وجود کو حقیقت جانتے تھے اور تنہائی میں اپنی سرکشی اور نافرمانی پر پشیمانی کا اظہار کرتے اور مغفرت کے طلب گار ہوتے۔

حوالہ شعر:۔ گو حکم تیرے لاکھوں یاں ٹالتے رہے ہیں — لیکن ٹالا نہ گیا ہرگز دل سے خیال تیرا

حاصل شعر:۔ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کی گواہ ہے۔

شعر۶:۔ **تو ہی نظر آتا ہے ہر شے پہ محیط ان کو — جو رنج ومصیبت میں کرتے ہیں گلہ تیرا**

حوالہ شاعر:۔ یہ شعر مولانا الطاف حسین حالیؔ کی نظم ''حمد'' سے لیا گیا ہے۔

نثر:۔ جو رنج ومصیبت میں تیرا گلہ کرتے ہیں اُنکو تو ہی ہر شئے پر محیط نظر آتا ہے۔

فرہنگ:۔

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
محیط	حاوی، احاطہ کیا ہوا	ہر شے	ہر چیز
گِلہ	شکایت		

تشریح:۔ شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز پر حاوی ہے۔ وہ ذات ہر شے پر چھائی ہوئی ہے۔ عروج، زوال، عزت و ذلت سب اُسکے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اُس کے حکم کے بغیر ایک پتا نہیں ہلتا۔ تجھ سے شکایت کرنے والے بھی یہ سمجھتے ہیں کہ قدرت کاملہ صرف تیرے پاس ہے اور ہر مشکل اور مصیبت تیری جانب سے ہے۔ سب تیرے نافرمان بندے نہیں بلکہ تیری قدرت کو سمجھتے اور تیرے حضور سر جھکاتے ہیں۔ تجھ سے آہ وزاری کر کے مدد طلب کرتے ہیں کیونکہ وہی ذات کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عاشق اور اسکے دربار میں جھولی پھیلانے والے ہیں اور اُسکی بے نیازی کے باوجود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات سے محبت رکھنے والے ہیں۔

شعر۷:۔ **نشے میں وہ احساں سے سرشار ہے اور بے وقو — جو شکر نہیں کرتے نعمت پہ ادا تیرا**

حوالہ شاعر:۔ یہ شعر مولانا الطاف حسین حالیؔ کی نظم ''حمد'' سے لیا گیا ہے۔

حل لغت: سرشار۔ نشے میں چور، بے خود۔ بے ہوش

Scanned with CamScanner

حوالہ شعر:۔ ؎ ہر حال میں رہا ہے خدا آسرا تیرا　　مایوس کر سکا نہ ہجوم کل مجھے
؎ سمایا ہے تو جب سے نظروں میں میری　　جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کیں۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ان نعمتوں کا احساس نہیں کرتے لیکن پھر بھی تیرے احسانات اور نعمتوں کے نشے میں سرشار رہتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کو مان لینے پر مجبور ہیں کہ کوئی ذات ہے جو ان نعمتوں کو دینے والی ہے۔ ظاہر طور پر وہ اعتراف کرتے اور ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر کئے ہیں۔ وہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کے ذرّے ذرّے کو پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا ہے۔

حوالہ شعر:۔ ؎ کرے جس قدر شکر نعمت وہ کم ہے　　مزے لوٹتی ہے زباں کیسے کیسے
؎ ہے یہ تکیہ تری عطاؤں پر　　وہی اقرار ہے خطاؤں پر

حاصلِ شعر:۔ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق اور رازق ہے۔

شعر۸:۔ **؎ طاعت میں ادب تیرا عصیاں سے ہے گو بڑھ کر　　عصیاں میں ہے طاعت سے اقرار سوا تیرا**

حوالہ شاعر:۔ یہ شعر مولانا الطاف حسین حالیؔ کی نظم ''حمد'' سے لیا گیا ہے۔

نثر:۔ تیرا ادب اطاعت میں گو عصیاں سے بڑھ کر ہے۔ مگر تیرے سامنے اقرار عصیاں طاعت میں سوا ہے۔
گو تیری اطاعت عصیاں سے بڑھ کر ہے لیکن عصیاں میں بھی تری اطاعت کا اقرار ہے۔

حل لغت: طاعت۔ فرمان برداری،　　عصیاں۔ گناہ

تشریح:۔ شاعر اس شعر میں کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری میں دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز چُھپا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی دنیا میں ناکامی اور آخرت میں قہر الٰہی کا سبب بنے گی۔ عبادت اور نیک عمل سے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔ اور وہ گناہ گاروں سے بہت آگے ہوتے ہیں۔ گُناہگار جب غلط کام کرے اور پھر اپنے فعل پر پشمانی کا اظہار کرے یعنی صدق دِل سے تائب ہو جائے اور اپنے عمل پر نادم ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگارہ میں سجدہ ریز ہو تو یہ اطاعت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ذات ہے۔ وہ اپنے بندے سے بے تحاشا محبت کرتا ہے اور اسکی توبہ قبول کرنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے اگر سچے اور خلوص نیت سے توبہ کی گئی ہو۔

حوالہ شعر:۔ تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جاؤ　　دامن نچوڑ دے تو فرشتے وضو کریں
؎ عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا　　پر تو نے دل آزادہ ہمارا نہ کیا

حاصل شعر:۔ اللہ تعالیٰ خُلوص دِل سے کی گئی توبہ قبول کرتا ہے۔

شعر۹:۔ **؎ آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری　　گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا**

حوالہ شاعر:۔ یہ شعر مولانا الطاف حسین حالیؔ کی نظم ''حمد'' سے لیا گیا ہے۔

نثر:۔ تیری مہک آفاق میں کب تک نہ پھیلے گی کہ صبا ترا پیغام گھر گھر لئے پھرتی ہے۔

فرہنگ:۔

آفاق	دُنیا
مہک	خوشبو
صبا	صُبح کی ہوا

تشریح:۔ شاعر کہتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں مشغول ہے جسکی مثال بادِ صبا ہے کہ بادِ صبا گھر گھر یہ خوشبو پھیلا رہی ہے۔ یعنی کائنات کا ذرہ ذرہ جب تک دُنیا قائم ہے تیری ذات کی عظمت اور بزرگی کی گواہی دے گی اور بادِ صبا اللہ کی وحدانیت اور عظمت کی خوشبوئیں ہی پہنچاتی رہے گی کائنات میں موجود ہر ثبوت اور شواہد اس بات کا اعلان کر رہی ہیں کہ کوئی انسان حق کی روشنی سے محروم نہ رہے غرض نظام فطرت، سائنسی علوم سب حوالے اللہ تعالیٰ کے وجود کی گواہی دیتے نظر آتے ہیں۔

حوالہ شعر:
؎ پتے پتے سے بنانے والے کا پتا ملتا ہے
ڈالی ڈالی پہ جو نظر ڈالی تو خُدا ملتا ہے۔
؎ ہر اک ذرہ فضا کا داستاں اس کی سناتا ہے
ہر اک جھونکا ہوا کا آگے دیتا ہے پیام اسکا

حاصلِ شعر: کائنات کا ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل ہے۔

Scanned with CamScanner

شعر۱۰:۔ ہر بول تیرا دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے　　**کچھ رنگ بیاں حالی ہے سب سے جُدا تیرا**

حوالہ شاعر:۔ یہ شعر مولانا الطاف حسین حالی کی نظم حمد سے لیا گیا ہے۔

حل لغت: بول۔ بات، رنگ بیان۔ انداز بیان (شاعری)، دل سے ٹکرانا ۔ اثر کرنا

نثر:۔ حالی تیرا رنگ بیاں سب سے جُدا ہے کیونکہ تیرا ہر بول دِل سے ٹکرا کے گزرتا ہے۔

تشریح: حالی اس شعر میں اپنی شاعری کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرا انداز سب سے جُدا اور منفرد ہے۔ خود کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اے حالی تیری زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ مسخر کر دینے والا ہے۔ کیونکہ یہ اُنکے دِل کی آواز ہے اور دِل سے نکلے ہوئے الفاظ جادو کا اثر رکھتے ہیں۔ میرا دِل اللہ کی محبت اور عشق میں سرشار رہتا ہے کہ ہر لمحہ اللہ کی حمد و ثناء میں مصروف رہتا ہوں اسکے علاوہ فکری سنجیدگی، سادہ الفاظ کا استعمال، خیالات کا برمحل استعمال اور اسلوب بہترین ہے۔

حوالہ شعر:۔ دِل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے　　پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے　　کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیان اور

حاصل شعر:۔ دِل سے نکلی ہوئی بات ضرور دوسروں پر اثر کرتی ہے۔

قافیے:۔ سوا، سرا، ادا، کُھلا، گُناہ، گلا، صبا، جزا، اس حمد کے قافیے ہیں۔

ردیف:۔ ''تیرا'' اس حمد کی ردیف ہے۔

﴿مشق﴾

س1: اس حمد کا مطلع اور مقطع اپنی کاپیوں میں لکھیں؟

جواب: مطلع:۔ قبضہ ہو دلوں پر، کیا اور اس سے سوا تیرا

اک بندہ نافرماں ہے حمد سرا تیرا

مقطع: ہر بول تیرا دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے۔

کچھ رنگ بیاں خالی ہے سب سے جدا تیرا

س2: اس حمد کے قافیے اور ردیف تلاش کر کے لکھیں؟

جواب: قافیے: صدا، صبا، جدا، کھلا، سرا

ردیف: تیرا

س3: مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں؟

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
نافرمان	فرمانبردار	نامحرم	محرم
گدا	بادشاہ	شکر	ناشکری
اقرار	انکار		

س4: تشبیہ کی کوئی سی تین مثالیں تحریر کریں؟

جواب:۔

۱۔ میرا بچہ پھول جیسا ہے۔

۲۔ اسلم ہو بہو عادل کی طرح ہے۔

۳۔ فہد لومڑی کی طرح چالاک ہے۔

☆☆☆☆☆

awaz e inqilab.com

Scanned with CamScanner

نظم نمبر 2

﴿نعت مبارک﴾

امیر مینائی

تعارف:

امیر مینائی، امیر احمد مینائی کے نام سے مشہور تھے، امیر تخلص تھا۔ ۲۳ فروری ۱۸۳۲ء کو لکھنو میں مولوی کرم محمد کے گھر پیدا ہوئے۔ سید مظفر علی اسیر کے شاگرد تھے۔ امیر مینائی روایت کی تکرار کرتے ہیں لیکن اس کا ایسا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ اسے صرف روایت کی تکرار نہیں کہا جا سکتا۔ بہت سی یادگاریں چھوڑیں، لیکن ان میں سے "مثنوی کبوتر نامہ"، "مخمس نعتیہ"، "مضامینِ دل آشوب"، "محامدِ خاتم النبیین"، "مراۃ الغیب"، "گوہرِ انتخاب"، "مثنوی ابر کرم"، "صبح ازل"، "شام ابد"، "قصائد امیر" اور "انتخاب یادگار" وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور شاہ یوسف اور شاہ شریف کی درگاہ میں دفن ہوئے۔

﴿خلاصہ﴾

شاعر امیر مینائی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے توفیق دی ہے کہ میں مدینہ منورہ کی زیارت کیلئے روانہ ہو رہا ہوں۔ شاعر نبی پاکؐ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ یارسول اللہ! تُو تمام انسانیت کیلئے باعث فخر ہے دنیا کی ان پریشانیوں نے ہمیں گھیر رکھا ہے۔ لیکن اے اللہ! ہم تجھ سے محبت کرتے ہیں اور تجھ سے محبت ہی گناہوں سے کنارہ ہے۔ وہ لوگ جو تجھے نہ ماننے سے گمراہ ہوئے لیکن میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے مدینے کی زیارت نصیب ہو رہی ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ مدینہ اتنی جلدی جا سکوں کہ پرندے کی طرح اُڑ جاؤں اور سب پرندوں کو پیچھے چھوڑ دوں۔

شعر ا:۔ سوئے طیبہ بن کے ہم زائر چلے
شکر کی جا ہے دن اپنے پھر چلے

حوالہ نظم و شاعر:۔ "یہ شعر ہماری درسی کتاب کی نظم "نعت مبارک" سے لیا گیا ہے اور اس نعت کے شاعر امیر مینائی ہیں۔

حل لغت:۔

سوئے طیبہ	مدینہ منورہ کی طرف
جا	جگہ۔ مقام
زائر	زیارت کرنے والا

نثر:۔ شکر کی جا ہے کہ اپنے دن پھر چلے اور ہم زائر بن کر سوئے طیبہ چلے دن اپنے پھر چلے قسمت بدل گئی۔

مفہوم:۔ ہماری قسمت بدل گئی اور ہم بھی مدینہ منورہ جانے والے خوش قسمتوں میں شامل ہو گئے۔

تشریح: شاعر حضورؐ سے اپنی بے پناہ محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک مسلمان کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہی ہے کہ وہ روضہ رسولؐ پر حاضری دے۔ میری بھی سب سے بڑی خواہش اور تمنا یہی تھی کہ میں مدینہ منورہ جاؤں اور زیارت روضہ رسول ﷺ کروں۔ یہ انتہائی شکر کا مقام ہے کہ بالآخر میری قسمت جاگ اُٹھی۔

اللہ تعالیٰ نے میری خواہش پوری کر دی۔ میرے دن بدل گئے اور میں بھی خوش قسمت ترین لوگوں میں شامل ہو گیا اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ میں اپنے رب کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔

حوالہ شعر: دیکھی نہیں کسی نے اگر شان مصطفیٰ
دیکھے کہ جبریل ہے کہ دربانِ مصطفیٰ

حاصل شعر: کسی بھی مسلمان کی بڑی آرزو روضہ رسول ﷺ کی زیارت ہے۔

شعر ۲:۔ یارسولؐ! جلدی آئیے
لشکر اندوہ میں ہم گھر چلے

حوالہ شاعر: یہ شعر امیر مینائی کی نظم "نعت" سے لیا گیا ہے۔

حل نعت:۔

لشکر اندوہ	غموں کا لشکر
گھر چلے	گرفتار ہو گئے

مفہوم:۔ اے رسولؐ پاک! غموں اور پریشانیوں کے طوفان نے ہمیں گھیر لیا ہے۔ آپؐ اللہ کے واسطے ہماری مدد فرمائیں۔

تشریح:۔ اس شعر میں شاعر فرماتے ہیں کہ جب مسلمان کسی مشکل میں گرفتار ہوتا ہے تو وہ اللہ اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ کیونکہ ایک مسلمان کا ایمان ہے کہ ہر تکلیف اللہ کی طرف سے ہے اور وہی اس سے نجات دلا سکتا ہے۔ کیوں کہ اللہ مشکل کشا ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ دکھوں اور مصیبتوں نے مجھے بے بس کر دیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے میں غموں اور پریشانیوں کے لشکر میں گھر گیا ہوں۔ اے اللہ! تو اپنے رسول پاکؐ کے صدقے میں مجھے ان پریشانیوں سے نجات دلا۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم آپؐ کے امتی ہیں اور ہر پریشانی اور مصیبت سے آپ ﷺ کی شفاعت ہمیں نجات دلا سکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

حوالہ شعر: اے خاصہء خاصان رسل وقت دعا ہے امت پہ تری آن عجب وقت پڑا ہے

شعر۳:- **نخل دل میں تھے گناہوں کے جو برگ**
حب حضرت کی ہوا سے گر چلے

حوالہ شاعر: یہ شعر امیر مینائی کی نظم ''نعت'' سے لیا گیا ہے۔

نثر: ان کو راہ راست کیا میسر ہوتی کافر کب آپ ﷺ کی چال پر چلے۔

مفہوم:- میرے دل کے درخت پر گناہوں کے جتنے پتے تھے اور رسول ﷺ کی محبت اور اطاعت سے جھڑ گئے۔

حل نعت:- نخل - کھجور کا درخت، برگ - پتے، حب رسولؐ - حضور ﷺ کی محبت

تشریح: شاعر کہتے ہیں کہ رسول ﷺ کی محبت اور اطاعت انسان کے ظاہر اور باطن کو بالکل پاک اور صاف کر دیتی ہے۔ کیونکہ انسان جس سے محبت کرتا ہے۔ اس کے طریقے اپناتا ہے۔ اور رسول ﷺ کی سنت پر چلنا گویا صراط مستقیم پر چلنا ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ میرا دل محمد ﷺ کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ میرا دل آپ ﷺ کی محبت میں اس قدر سرشار ہے کہ میں نے جتنے گناہ کیے تھے اور میرے دل میں جتنے خیال فاسد اور غلط خواہشات تھیں وہ سب ختم ہو گئیں اب میرے دل میں صرف آپ ﷺ کی محبت ہے۔ میرا ظاہر اور باطن آپ ﷺ کی محبت، عقیدت اور اطاعت کی وجہ سے پاک اور صاف ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ کی محبت نے مجھے ایک اچھا انسان بنا دیا۔

حوالہ شعر: کچھ غم نہ کرا ے دل زار میرے
ہر درد و غم کی دوا ہیں محمدؐ

شعر۴:- **کیا میسر ان کو ہوتی راہ راست**
چال پر کب آپ کی کافر چلے

حوالہ شاعر: یہ شعر امیر مینائی کی نظم ''نعت'' سے لیا گیا ہے۔

حل نعت:- راہ راست - سیدھا راستہ

مفہوم:- جنھوں نے آپ کی سنت اختیار نہیں کی وہ کبھی بھی راہ ہدایت نہیں پا سکتے۔

تشریح:- شاعر کہتے ہیں کہ جو لوگ آخرت کی بھلائی چاہتے ہیں وہ دنیا میں آپ ﷺ کی سنت اپناتے ہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''جس نے حضور ﷺ کی اطاعت کی۔ اس نے میری اطاعت کی''

شاعر کہتے ہیں کہ وہ لوگ جنھوں نے آپؐ کا طریقہ اختیار نہیں کیا۔ جنھوں نے آپؐ کا بتایا ہوا راستہ اختیار نہیں کیا وہ ہمیشہ بھٹکتے رہیں گے اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتے رہیں گے۔ وہ کبھی بھی راہ ہدایت نہیں پا سکتے۔

حوالہ شعر: محمد ﷺ کی محبت دین حق کی نقش اول ہے۔ اسی میں ہو اگر خامی تو ایمان نامکمل ہے۔
جو ترے نقش پا پہ چلتا ہے ہر قدم پہ وہی سنبھلتا ہے

اس لئے جو محمدؐ سے سچی محبت نہیں رکھتے ان کا دین، ان کا ایمان، ناقص ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہمیشہ ہدایت سے محروم رکھتا ہے۔

حاصل شعر:- کافر وہی لوگ ہیں۔ جنھوں نے آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کی اس لئے ہمیشہ اندھیروں میں بھٹکتے رہیں گے۔

شعر۵:- **پھر رسائی کی رسا تقدیر نے**
پھر مدینے ہو کے ہم زائر چلے

حوالہ شاعر: یہ شعر امیر مینائی کی نظم ''نعت'' سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:-

رسائی	پہنچ	رسا تقدیر	خوش قسمتی
زائر	زیارت کرنے والا	تقدیر	قسمت

نثر:- تقدیر نے پھر رسائی کی ہم زائر ہو کے پھر مدینے چلے۔

مفہوم:- ایک مرتبہ پھر قسمت نے ہمارا ساتھ دیا اور پھر روضہء رسول ﷺ کی زیارت کے لئے چل پڑے۔

تشریح:- مسلمان اپنی سب سے بڑی خوش قسمتی اس بات کو سمجھتا ہے کہ وہ روضہء رسول ﷺ کی زیارت کرے۔ اور جو لوگ ایک مرتبہ وہاں کی زیارت کرتے ہیں۔ ان کی آرزو ہوتی ہے کہ وہ بار بار وہاں جائیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ قسمت ایک بار پھر مجھ پر مہربان ہوئی ہے۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے اللہ نے بار بار ان لوگوں میں شامل کر لیا ہے جو مقدس مقام کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حوالہ شعر:۔ جسے چاہا در پہ بلا لیا اور جسے چاہا اپنا بنا لیا۔
یہ بڑے کرم کے فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

حاصل شعر:۔ جب قسمت مہربان ہوتی ہے تو انسان بار بار ان مقدس مقامات کی زیارت کیلئے جاتا ہے۔

شعر۶:۔ شوق دل نے کی دوبارہ رہبری
آگے بھی ہو آئے تھے اب پھر چلے

حوالہ شاعر: یہ شعر امیر مینائی کی نظم ''نعت'' سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:۔

رہبری	رہنمائی
شوق دل	دل کی تمنا ،اشتیاق

نثر: شوق دل نے دوبارہ رہبری کی ہم آگے بھی ہو آئے تھے اور اب پھر چلے

مفہوم:۔ میرا دل حضور ﷺ کی محبت سے سرشار ہے۔اس محبت اور در حبیبؐ پر حاضری کے شوق نے میری رہنمائی کی اور میں ایک مرتبہ پھر روضہ ءرسول ﷺ کی زیارت کے لئے چل پڑا ہوں۔

تشریح:۔ حضور ﷺ جو کہ رحمت اللعلمین ہیں۔اللہ کے محبوب نبیؐ ہیں۔جو بھی ایک مرتبہ در حبیب ﷺ کی زیارت کرتا ہے۔ اس کے دل میں بار بار وہاں جانے کی تمنا پیدا ہوتی ہے۔شاعر کہتے ہیں کہ میں ان خوش نصیبوں میں سے ہوں جسے روضہ ءرسول ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔لیکن وہاں سے واپسی پر اب دل دنیاوی کاموں میں نہیں لگتا۔اور دل میں ایک ہی تمنا ہے کہ بار بار وہاں جاؤں۔یہ آرزو اس قدر بڑھی کہ میں وہاں جانے کے لئے تڑپنے لگا۔چنانچہ اسی شوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں ایک مرتبہ پھر در حبیبؐ پر حاضری دینے کیلئے چل پڑا ہوں۔یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے دوبارہ وہاں جانے کا موقع ملا ہے۔

حوالہ شعر: اب یہی آس، یہی پیاس یہی حاصل جاں
پھر سے ہو آپ کے کوچے میں بچھونا اپنا

حاصل شعر:۔ جسے حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہو اسے کوئی مصیبت اور پریشانی تنگ نہیں کر سکتی۔

حاصل شعر:۔ حضور ﷺ کی محبت میں دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

شعر۷:۔ راہِ حضرت میں میں اڑتا ہوں امیرؔ
اُڑ کے کیا مجھ سے کوئی طائر چلے۔

حوالہ شاعر: یہ شعر امیر مینائی کی نظم ''نعت'' سے لیا گیا ہے۔

نثر: میں امیرؔ راہ حضرت میں اُڑتا ہوں مجھ سے (تیز) کوئی طائر اُڑ کر کیا چلے گا۔

تشریح:۔ نظم کے اس مقطع میں شاعر اپنا تخلص ''امیر'' استعمال کرتے ہوئے خود سے مخاطب ہیں کہ اے امیر! میرا دل حضور ﷺ کی محبت سے سرشار ہے۔میرے دل میں آپ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے جذبات اس طرح موجزن ہیں کہ میں ہر لمحہ در مصطفیٰ کی طرف کھنچتا چلا جاتا ہوں۔میری یہ آرزو اتنی طاقتور ہے کہ دور ہونے کے باوجود خود انہی گلیوں اور اسی شہر میں پاتا ہوں۔میرا ذہن، میرے خیالات اور میری آرزوئیں سب کی سب در مصطفیٰ سے وابستہ ہیں۔میں شہر نبیؐ جانے کے لئے ہر وقت اس طرح تیار رہتا ہوں کہ پرندے بھی پرواز کے باوجود میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔شہر نبیؐ جانے کا شوق مجھے اس طرح اڑائے لئے جا رہا ہے کہ کوئی پرندہ بھی اس طرح پرواز نہ کر سکتا ہوگا۔

حوالہ شعر: ہے سوئے مدینہ مری پرواز کا یہ رنگ
خود شوکت پرواز مرے رنگ سے ہے دنگ

حاصل شعر: جس دل میں حضور ﷺ کی محبت اور تڑپ ہو پھر کوئی بھی مجبوری اس کے پاؤں کی زنجیر نہیں بن سکتی۔

﴿مشق﴾

س۱: اس نعت کے پہلے شعر میں طیبہ سے کون سا شہر مراد ہے؟

جواب: اس نعت کے پہلے شعر میں طیبہ سے مراد ''مدینہ منورہ'' ہے۔

س۲: پھر، گھر، گر، جیسے ہم آواز الفاظ کو کیا کہتے ہیں۔

جواب: پھر، گھر، گر جیسے ہم آواز الفاظ کو قافیے کہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

س۳: مندرجہ ذیل مرکبات کی تشریح کریں۔

لشکر اندوہ	زیادہ غم اور زیادہ مصیبت۔ جب کسی پر زیادہ غم اور مصیبت آتی ہے تو بولا جاتا ہے۔
نخلِ دل	نخل سے مراد درخت کے پتے ہیں دل میں جب بے شمار خیالات آتے ہیں۔ انہی خیالات کو شاعر نے درخت سے تشبیہ دی ہے۔
حبِ حضرتؐ	رسول پاکؐ سے بے پناہ محبت اور پیار۔
راہ راست	سیدھا راستہ۔ دین اسلام جس پر عمل کر کے انسان کی دنیاوی و اُخروی زندگی کامیاب ہو سکتی ہے۔

س۴: ''دن پھر جانا'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

جواب: دن پھر جانا سے مراد ہے اچھے دنوں کا واپس آنا یعنی خوش بختی کا لوٹ آنا۔ اس لئے شاعر کہتے ہیں کہ ہماری خوش بختی ہے کہ ہم حج کی زیارت کیلئے روانہ ہو رہے ہیں اور ہمیں مدینے کی زیارت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ یعنی ہمارے دن پھر گئے ہیں۔

س۵: اس نعت کا مقطع لکھیں؟

جواب: راہِ حضرتؐ میں، میں اڑتا ہوں امیرؔ
اڑ کے کیا مجھ سے کوئی طائر چلے

س۶: اپنی طرف سے استعارے کی تین مثالیں لکھیں۔

جواب: (الف) کیا میرے حال پہ سچ مچ انہیں غم تھا قاصد
تو نے دیکھا تھا ستارہ سرِ مژگاں کوئی

اس شعر میں ستارہ استعارہ ہے جو آنسو کیلئے آیا ہے اور اس میں وجہ تشبیہ آنسو اور ستارے کی چمک میں مماثلت ہے۔

(ب) چاند! آج تو سکول کیوں نہیں گیا؟
یہاں بیٹے کیلئے چاند کا لفظ بطور استعارہ استعمال کیا گیا۔

(ج) میری گڑیا آج بہت خوش ہے۔
یہاں بیٹی کیلئے گڑیا کا لفظ بطور استعارہ مستعمل ہے۔

☆☆☆☆☆

نظم نمبر 3

﴿برسات کی بہاریں﴾

نظیر اکبر آبادی

نظیر اکبر آبادی ۱۷۳۵ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ اصل نام ولی محمد تھا۔ اُنکے والد کا نام محمد فاروق تھا۔ انہیں عوامی شاعر بھی کہا جاتا ہے۔ موجودہ دور کے نقاد انہیں ترقی پسند شاعر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اُنکے مشاہدے میں گہرائی اور تجربہ وسیع تھا۔ ان کی شاعری میں اس دور کی سیاسی افراتفری، معاشی بدحالی، اخلاقی اقدار کی قدر نہ ہونے اور عوام کے ذہنی پریشانیوں کا خاکہ نظر آتا ہے۔ اُن کی تحریر ماحول کی حقیقت بیان کرتی ہے۔ منظر نگاری اُن کے کلام کی خاص خوبی تھی انہوں نے اپنی شاعری کے لئے عام معاشرتی موضوعات کا چناؤ کیا۔ اردو میں غزل گوئی کو چھوڑ کر عوامی زندگی کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ عوامی زبان کو فروغ دیا۔ اگست ۱۸۳۰ء کو وفات پائی۔

﴿خلاصہ﴾

نظیر اکبر آبادی کو مقامی موسموں سے بہت پیار ہے۔ موسم برسات جہاں ہر طرف سبزے پر بہار ہے۔ ہوا کے دوش پر مست بادل اڑ رہے ہیں اور برسات میں پہلی بارش سے تمام جانداروں اور پودوں میں جان آتی ہے۔ جنگل سرسبز و شاداب ہیں۔ پھول اور پودوں میں جان آگئی ہے اور خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں۔ بجلی کی چمک اور بادلوں کی گرج بھلی لگتی ہے۔ تمام پرندے موسم کے نشے میں آکر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں مصروف ہیں۔ تیتر اپنی مخصوص آواز میں ''سبحان تیری قدرت'' کا ترانہ گا رہا ہے۔ بارش کی وجہ سے زمین پر کیچڑ پیدا ہوتی ہے لوگ کیچڑ میں پھسلتے گئے ہیں۔ ہر طرف تماشے ہیں لوگوں کے کپڑے کیچڑ سے لت پت ہیں۔ تمام لوگ تماشہ بنے ہوئے ہیں اور ہر طرف برسات کی دھوم ہے۔

﴿مرکزی خیال﴾

''برسات کی بہاریں'' ایسی نظم ہے جس میں برسات اور بارش کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ برسات انسان اور دوسرے جانداروں کے لئے خوشی اور مسرت کا پیغام لاتی ہے۔ ہر جاندار پھر سے جی اُٹھتا ہے۔ ہر طرف سبزہ، ہریالی اور سکون نظر آتا ہے۔ گرمی کے ستائے ہوئے لوگ پرسکون ہو جاتے ہیں۔ کائنات کا ہر ذرہ پرسکون ہو جاتا ہے۔ کائنات کی تمام مخلوقات اپنے انداز میں بارش سے لطف اندوز ہوتی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرگزار ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم بیان کرتی ہیں

Scanned with CamScanner

بند نمبر ۱:۔

ہے اس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہاریں
سبزوں کی لہلہاہٹ، باغات کی بہاریں
بوندوں کی جھجھاہٹ، قطرات کی بہاریں
ہر بات کے تماشے، ہر گھات کی بہاریں
کیا کیا مچی ہے یارو! برسات کی بہاریں

شاعر و نظم کا حوالہ:

یہ بند نظیر اکبر آبادی کی مخمس نظم ''برسات کی بہاریں'' سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
لہلہاہٹ	ہلنا/لرزنا	جھجھاہٹ	آواز، مسحور کن جھنکار
قطرہ	بوند		

مفہوم: اس بند سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ برسات کا موسم ہر طرف سبزہ اور ہریالی پھیلاتا ہے۔

تشریح: عوامی شاعر نظیر اکبر آبادی اس بند میں برسات کی خوبصورت منظر کشی کی ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ برسات کا موسم لطف دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خاص مہربانی کرتا ہے اور سخت گرمی کے بعد جب کالے کالے بادل آتے اور موٹی موٹی بوندیں گرتی ہیں تو کیا خوبصورت منظر پیش کرتی ہیں۔ برسات میں چلنے والی ہواؤں میں ایک اپنی ہی خوبصورتی اور رنگ نظر آتا ہے۔ لوگ اس خوبصورت لمحات سے لطف اندوز ہونے کے لئے گھروں سے نکل آتے ہیں۔ ہر جانب لوگوں کے چہرے ہنستے اور مسکراتے نظر آتے ہیں۔ سبزہ اور ہریالی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔ اور انسان کے جسم کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں شکر ادا کرتا ہے ہر جانب خوشی کے گیت گائے جا رہے ہیں۔ نظیر اکبر آبادی اس لئے کہتے ہیں کہ اے دوستو! برسات میں کیا رونقیں پیدا ہو رہی ہیں۔

حوالہ شعر:

پھر چراغ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن
مجھ کو پھر نغموں پہ اکسانے لگا مرغ چمن

بند نمبر ۲:

جنگل سب اپنے تن پہ ہریالی سج رہے ہیں
گل پھول جھاڑ بوٹے کر اپنی دھج رہے ہیں
بجلی چمک رہی ہے بادل گرج رہے ہیں
اللہ کے نقارے نوبت کے بج رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

شاعر کا حوالہ: یہ بند (مخمس) نظیر اکبر آبادی کی نظم ''برسات کی بہاریں'' سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
تن	جسم/بدن	پیغام رسا	پیغام پہنچانے والا
نقارہ	بڑا ڈھول	ہریالی	سبزہ
نوبت	ساز	جھاڑ	کانٹوں والا پودا

مفہوم: جنگل سرسبز و شاداب ہوگئے۔ کانٹے دار پودے بھی بڑھنے لگے اور بادلوں کی گھن گرج اور بجلی کی چمک دمک، آنے والے حالات کا پتہ دے رہی ہے۔

تشریح: اس بند میں نظیر اکبر آبادی برسات کی لطافت اور خوبصورتی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ گرمی کے موسم میں برسات کی ابتدا سے ماحول خوشگوار ہو جاتا ہے۔ ہر طرف خوشی اور مسکراہٹیں بکھر جاتی ہیں۔ گرمی کے ستائے ہوئے درخت سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں۔ جنگل بھی تر و تازہ ہو گئے۔ مرجھائے ہوئے پھولوں کو نئی زندگی ملی اور وہ پھر سے کھل گئے۔ برسات کے موسم میں کالے بادلوں کی آمد کے ساتھ ہی ہر طرف بادلوں کی گھن گرج اور بجلی کی چمک نظر آتی ہے۔ موسلا دھار بارش کی آمد ہے۔ تمام چرند پرند اور انسان انتظار میں ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ کی نعمت اور تحفے سے فیض یاب ہوتے ہیں ہر طرف خوشحالی اور جشن کا سماں ہے۔ اور گویا برسات میں بہار کی آمد ہے۔

حوالہ شعر:

غلغل رعد خوش آتا ہے ہر اک گوش کو یوں
جیسے شادی میں پسند آتی ہے نوبت کی صدا

Scanned with CamScanner

بند نمبر ۳: کیا کیا رکھے ہیں یا رب سامان تیری قدرت

بدلے ہیں رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت

سب مست ہو رہے ہیں پہچان تیری قدرت

تیتر پکارتے ہیں سبحان تیری قدرت

کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

بند نمبر ۳: شاعر کا حوالہ: یہ بند نظیر اکبر آبادی کی نظم ''برسات کی بہاریں'' سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
قدرت	طاقت، اختیار	سبحان	اللہ کی ذات
ہر آن	ہر لمحہ، ہر ساعت	مست	خوش
تیتر	پرندے کا نام		

مفہوم:

اے اللہ تعالیٰ تیری عظمت اور قدرت کائنات پر حاوی ہے۔ تو سب پر کرم اور مہربانی کرنے والا ہے۔ تمام مخلوق تیری ثناء میں مصروف ہے۔

تشریح:

برسات کا موسم شدید گرمی میں آب حیات کا پیغام لاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ شدید گرمی سے نڈھال لوگ جب برسات کی آمد دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پر اُن کا ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی عظمت والا اور طاقت والا ہے۔ وہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ سورج کا طلوع و غروب، دن رات کی تبدیلی چاند کا گھٹنا بڑھنا موسموں کی تبدیلی، سردی گرمی سب اُسکے حکم کے تابع ہیں۔ شدید گرم موسم میں برسات کی آمد اللہ تعالیٰ کی رحمت کو ظاہر کرتی ہیں جو گرم اور تپتی زمین کو ٹھنڈک دے کر انسان کے دلوں کو زندہ کرتا ہے اور اُنکے دلوں سے شدید گرمی میں بے حال ہونے والوں کے دلوں میں خوشدلی، جوش اور جذبات بھر دیتا ہے۔ اس شدید موسم میں جس طرف نظر اُٹھتی ہے انسان، حیوان، چرند پرند موسم کی تبدیلی سے لطف اٹھاتے اور اپنے رب کی تعریف کرتے نظر آتے ہیں۔

بند نمبر ۴:

بولیں: بئے بٹیریں قمری پکارے: گوگو

پی پی: کرے پپیہا بگلے پکاریں: تُو تُو

کیا ہُدہُدوں کی حق حق کیا فاختوں کی ہُو ہُو

سب رٹ رہے ہیں تجھ کو کیا پنکھ کیا پکھیرو

کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

حوالہ شاعر: یہ بند نظیر اکبر آبادی کی نظم برسات کی بہاریں سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

بٹیر	(گندم میں پایا جانے والا ایک پرندہ)	قمری	فاختہ کی قسم کا پرندہ،
رٹنا	بار بار دُہرانا	پنکھ	پَر

مفہوم: شدید گرمی میں بارش کی آمد سے انسان اور حیوانات خصوصاً پرندے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ برسات کے موسم میں جب بادل برسنے لگیں تو صرف انسان موسم کا لطف نہیں اُٹھاتے بلکہ دوسری مخلوق بھی موسم سے لُطف اندوز ہوتی ہے۔ شاعر کہتا ہے شدید گرم موسم میں برسات موسمی تبدیلی کی وجہ سے اور دنیا کا ہر جاندار اس تبدیلی سے لطف حاصل کرتا ہے۔ پرندے اپنے گھونسلوں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتے ہیں۔ اور سب خوشگوار موسمی تبدیلی کو لطف انگیز بناتے ہیں۔ تمام پرندے اپنی اپنی میٹھی اور مسحور کن آواز سے اس موسم کی رنگینی میں اضافہ کر رہے ہیں۔ اس برسات نے ہر جاندار پر جادو کر دیا ہے۔

بند نمبر ۵:

کیچڑ سے ہو رہی ہیں جس جا زمین پھسلنی

مشکل ہوئی ہے واں سے ہر اک کو راہ چلنی

پھسلا جو پاؤں پگڑی مشکل ہے پھر سنبھلنی

جوتی گری تو واں سے کیا تاب پھر نکلنی

کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

Scanned with CamScanner

حوالہ شاعر : یہ بند نظیر اکبر آبادی کی نظم برسات کی بہاریں سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

جس جا	جس جگہ	پگڑی کو	خودکوسنبھالنا
راہ چلنی	راستے پر چلنا	واں	وہاں پر
پھسلنی	توازن قائم نہ رکھ کر گرنا	تاب	طاقت، اختیار

مفہوم: برسات میں کچے راستوں پر چلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ایک بار توازن خراب ہو جائے تو خود کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔اور اگر کیچڑ میں پھنس گئے تو پھر نکلنا بہت مشکل ہے۔

تشریح: شاعر اس بند میں بارش کے بعد عام گزرگاہوں، راستوں اور میدانوں کی منظر کشی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بارش سے موسم تو متعدل ہو جاتا ہے لیکن برسنے والے پانی سے ہر طرف کیچڑ اور پانی نظر آتا ہے جسکی وجہ سے عام پیدل چلنے والے کے لئے سخت مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ توازن برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے اگر انسان پھسل جائے تو خود کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔اور اگر کیچڑ میں پھسل جائے تو پھر اُس سے نکلنا ناممکن ہو جائے۔

بند نمبر۶:۔

گر کر کسی کے کپڑے دلدل میں ہیں معطر
پھسلا کوئی کسی کا کیچڑ میں منہ گیا بھر
اک دو نہیں پھسلتے کچھ اس میں آن اکثر
ہوتے ہیں سینکڑوں کے سر نیچے پاؤں اوپر
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

حوالہ شاعر: یہ بند نظیر اکبر آبادی کی نظم برسات کی بہاریں سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:۔

معطر	خوشبودار
سینکڑوں	بے شمار
دلدل	ایسی زمین جو اندر سے تر ہو اور اوپر سے خشک دکھائی دے

مفہوم:۔ بے شمار لوگ اس کیچڑ اور دلدلی زمین میں پھسل کر کپڑے گندے کرتے ہیں اور بعض کا جسم بھی کیچڑ میں لت پت ہو جاتا ہے اور جسم ولباس سے گندی بو آتی ہے۔

تشریح:۔ شاعر اس بند میں برسات کے بعد حالات مزاحیہ انداز میں پیش کر رہا ہے۔اس میں شاعر دلدل میں دھسنے یا کیچڑ میں پھسلنے والے افراد کی حالتِ زار بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بے شمار افراد احتیاط کے باوجود کیچڑ میں توازن برقرار نہیں رکھ پاتے اور جسم کے ساتھ ساتھ لباس کو بھی گندگی میں لت پت کر دیتے ہیں۔ جب سر کے بل گرتے ہیں تو منہ بھی کیچڑ سے بھر جاتا ہے۔

مطابقت شعر:۔

؎ پگڑی زمین پر تھی کسی کی پڑی ہوئی
کیچڑ میں جوتیاں تھیں کسی کی پھنسی ہوئی

؎ برسات میں ایسے بھی دیکھے اکثر
سر جن کے کیچڑ میں تھے پاؤں اوپر

﴿مشق﴾

س۱:۔ مصرے مکمل کریں۔

الف۔ ہیں اس ہوا میں کیا کیا __برسات کی بہاریں__

ب۔ بجلی چمک رہی ہے بادل __گرج رہے ہیں__

ج۔ کیا کیا __مچی ہیں یارو__ برسات کی بہاریں

د۔ تیتر پکارتے ہیں __سبحان تیری قدرت__

ہ۔ ہوتے ہیں سیکڑوں کے __سر نیچے پاؤں اوپر__

س۲:۔ اس نظم میں بہت سی تشبیہات استعمال ہوئی ہیں۔آپ اپنی پسند کی کوئی سی دو تشبیہات لکھیں۔

جواب: الف۔ ؎ بجلی چمک رہی ہے بادل گرج رہے ہیں
اللہ کے نقارے نوبت کے بج رہے ہیں

awaz e inqilab.com

Scanned with CamScanner

ب۔ گر کر کسی کے کپڑے دلدل میں ہیں مقطر
پھسلا کوئی کسی کا کیچڑ میں منہ گیا بھر

س۳: اس نظم میں کس کس پرندے کی کون کون سی آواز کا ذکر آیا ہے؟

جواب: اس نظم میں قمری کے کوکو، ہد ہد کی حق حق، فاختے کی ہُو ہُو، پپیہے کی پی پی، تیتر کی سبحان تیری قدرت کا ذکر ہے۔

س۴: کیچڑ میں پھسلنے کی کیفیت اپنے الفاظ میں بیان کریں؟

جواب: بارش کی وجہ سے زمین میں پھسلن پیدا ہوگئی ہے۔ ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے۔ لوگوں کا چلنا دشوار ہے اور جب کہیں پاؤں پھسلے تو پھر اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہے۔ سینکڑوں لوگ کیچڑ میں پھنسے ہیں۔

س۵: اس نظم کو کیا کہا جاتا ہے۔ جس کے ایک بند میں چھ مصرے ہوں؟

جواب: مسدس کہا جاتا ہے۔

س۶: درست جوابات کا انتخاب کریں؟

۱۔ نظیر اکبر آبادی پیشے کے اعتبار سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھے۔
الف۔ شاعر　ب۔ **معلم**　ج۔ کلرک　د۔ بنجارا

۲۔ نظیر اکبر آبادی بنیادی طور پر ۔۔۔۔۔۔۔ شاعر ہیں۔
الف۔ درباری　ب۔ فطری　ج۔ **عوامی**　د۔ رومانوی

۳۔ نظم برسات کی بہاریں کس ہیت میں لکھی گئی ہے۔
الف۔ مثنوی　ب۔ مثلث　ج۔ **مخمس**　د۔ مسدس

☆☆☆☆☆

نظم نمبر۴

طلوعِ اسلام

علامہ محمد اقبال

خلاصہ

اقبال مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے مسلمانوں! تمہاری منزل آسمانوں سے بھی آگے ہیں تیرے بلند مقاصد کے سامنے ستارے بھی گردِ کارواں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ دنیا ختم ہونیوالی ہے تو ہی خدا کا آخری پیغام ہے تجھے دنیا کی امامت کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اے مسلمان! تو اسلام کی تعلیمات پر عمل کر۔ سچائی، انصاف اور شجاعت کو شاہین کی طرح اپنے آپ میں خوبیاں پیدا کر۔ شیرِ خدا، ابوذر غفاریؓ، اور سلمان فارسیؓ کی صفات پیدا کر۔ اپنے آپ میں ایمان ویقین پیدا کرنا کہ بے سروسامانی کی حالت میں بھی حضرت جبرائیل جیسی قوت پرواز حاصل ہو جائے۔

طلوعِ اسلام کا تنقیدی جائزہ:

طلوعِ اسلام اپریل ۱۹۲۳ء میں انجمن جماعت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں پڑھ کر سنائی گئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ترکی سے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ دُنیا بھر میں (ترکی، ایران، ہندوستان) میں مسلمان مغربی ممالک کے خلاف جنگ آزادی کا آغاز کر چکے تھے۔ اس نظم سے انسانی ذہن میں ایک اُمید اور یقین کی شمع روشن ہوتی ہے اور یہ احساس بیدار ہوتا ہے۔ صبح روشن کے طلوع ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ بیدار ہونے کی گھڑی آ چکی ہے۔ اس میں مسلمان قوم کی عظمت رفتہ اور عروج کا زمانہ یاد دلا کر صداقت، امانت اور شجاعت کا سبق دے کر اُس قوم کی یاد دلائی جو اپنے ایمان اور یقین کے بھروسے پر دنیا کی طاقتور ترین قوم بن کر اُبھرے۔ اس نظم میں علامہ اقبال نے مسلمانوں کو اُسی اخوت، مساوات، تنظیم، قوت ایمانی، عمل پیہم اور یقین محکم کا سبق دیا کہ وہ اپنی ذات کو پہچان کر اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت کریں اور اپنی خودی سے امتیازی حدود ختم کر کے امر ہو جائیں اور دنیا کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کا پیغام دیں۔

تعارف

شاعر کا مختصر تعارف:۔

علامہ محمد اقبال کو شاعرِ مشرق، قومی شاعر، ترجمانِ حقیقت، حکیم الامت جیسے شاندار القابات سے یاد کیا جاتا ہے وہ سیالکوٹ میں ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ ایف۔اے تک تعلیم سیالکوٹ سے حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے فلسفہ میں ایم۔اے

Scanned with CamScanner

کی ڈگری حاصل کی۔ یورپ سے پی ایچ ڈی اور بیرسٹری کی تعلیم حاصل کی۔ برطانوی حکومت نے آپ کو علمی اور ادبی خدمات کے صلے سر کا خطاب دیا۔ پاکستان کا تصور اقبال نے پیش کیا۔ اقبال کی چند مشہور تصانیف بانگ درا، اقوام مشرق، پیام مشرق، ضرب کلیم، جاوید نامہ۔ زبور عجم، ضرب کلیم اور ارمعان حجاز ہیں۔

شعر نمبر ۱: ؎ **خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو، زباں تو ہے　　یقین پیدا کر اے غافل! کہ مغلوب گماں تو ہے**

شاعر کا حوالہ:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:۔

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مغلوب:	قبضہ میں ہونا	اللہ کی قدرت	اللہ کی تخلیق
دستِ قدرت	اللہ کی قدرت	گماں	شک
خدائے لم یزل	خدا جسکو کبھی فنا نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور تا ابد ہے گا	مغلوب گمان	شک میں گرفتار
کمزور	شکست خوردہ	غافل	بے پروا، غفلت میں رہنے والا

مفہوم:۔ خدا تعالیٰ پوری کائنات کا خالق و مالک ہے اور انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر دُنیا میں اپنی عبادت کے لئے بھیجا۔

تشریح: شاعر علامہ اقبال اس شعر میں مسلمانوں کو جدو جہد اور ایمان کی طاقت پر تیار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انسان کو اللہ نے دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا اور اُس کو عقل وشعور دیا کہ وہ کائنات کی تسخیر کر کے اپنے رب کی نشانیاں ڈھونڈے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کا اقدار کر لے۔ اس کے لئے رسول اور نبی آئے اور انسان کو رب کی طرف مائل کرتے گئے لیکن شیطانی وسوسوں نے انسان (مومن) کے یقین اور ایمان کو کمزور بنا دیا ہے اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ انسان اپنی حقیقت اور دنیا میں اپنی آمد کے اسباب جانے اور شکوک وشبہات کو دور کر کے ایمان کو مستحکم بنائے۔ یقین اور اعتماد کے بل بوتے پر ماضی کی وہ شان پھر حاصل کرے۔

؎ تو نے کیا غضب کیا مجھ کو ہی فاش کر دیا　　میں ہی تو ایک راز تھا سینہء کائنات میں

حوالہ شعر:۔

؎ ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب وکار آفریں کار کشا، کارساز

شعر نمبر ۲:۔ پرے ہے چرخ فام سے منزل مسلماں کی　　ستارے جس کی گرد راہ ہوں، کارواں تو ہے

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:۔

پرے	الگ/دور
کاروان	قافلہ
چرخ	آسمان
گرد راہ	راستے کی دھول

مفہوم:۔ مسلمان ایک بلند اور معزز قوم ہے جس کی منزل آسمان سے بھی آگے ہے۔ اس کی منزل کبھی اختتام پذیر نہیں ہوتی کہ ستارے بھی راستے کی دھول کی مانند پیچھے رہ جائیں لیکن مسلمان بڑھتے جائیں۔

تشریح:۔ شاعر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بلند مقام عطا کیا پھر مومن کو اور پھر اُمت محمدؐ کو تمام اُمتوں کا سردار بنایا۔ اسی لئے اقبال نے مسلمانوں کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا　　تیرے سامنے آسمان اور بھی ہیں

اسی لئے مسلمانوں کے عروج کو بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسلمان کے لئے منزل مقرر نہیں۔ مسلمان کا کام ہر لمحہ آگے بڑھنا اور کامیابیاں حاصل کرنا ہے کہ

؎ عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں　　نظر آتی ہے اُس کو اپنی منزل آسمانوں میں
باغ بہشت سے حکم سفر کیوں دیا مجھے　　کار جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر

حوالہ شعر:

؎ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہے
ابھی عشق کا امتحان اور بھی ہیں

شعر ۳: **مکاں فانی، مکیں آنی، ازل تیرا، ابد تیرا　　خدا کا آخری پیغام ہے تو، جاوداں تو ہے!**

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

فرہنگ:۔

مکان فانی	ختم ہونے والا، فانی دنیا	ازل	ہمیشہ ہے
مکین آنی	موت وزندگی جاری رہے گی	جاوداں	ہمیشہ رہنے والی، لازوال

مفہوم: یہ دُنیا فانی ہے ہر شخص کوایک دن یہاں سے جانا ہے۔صرف اللہ کی ذات لازوال اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

تشریح: اس شعر میں شاعراس فانی دُنیا کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جس طرح مخلوق کی زندگی اور موت میں کوئی شک نہیں اس طرح ایک دن یہ دنیا بھی فنا ہو جائے گی اور اس میں رہنے والی ہر چیز کا خاتمہ ہوگا۔ انسان کی بقاء صرف اسلام ہے کہ شریعت محمد نبیؐ ہی کامیابی کا سرچشمہ ہے۔ جو اسلام پر قائم رہا وہ انسان ازل تا ابد یعنی دُنیا وآخرت میں کامیاب ٹھہرا۔ باقی اسلام تا قیامت باقی رہنے والا مذہب ہے اور مسلمان بھی قیامت تک باقی رہے گا۔ لیکن دُنیا کی فنا کیساتھ سب ختم ہو جائے گا۔ لیکن صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو ہمیشہ سے تھی اور ہمیشہ باقی رہے گی۔

حوالہ شعر: ؎ باغ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے میرا انتظار کر
تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

شعر نمبر۴: **حنابند عروس لالہ ہے خون جگر تیرا**
تری نسبت براہیمی ہے معمار جہاں تو ہے!

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:۔

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
حنابند	مہندی لگانے والے	عروس لالہ	سُرخ پھول، دلہن
خون جگر	محنت / کوشش	نسبت	تعلق، رشتہ
معمار جہاں	دُنیا کی تعمیر کرنے والا	براہیمی	ابراہیمؑ کے ساتھ

مفہوم: اس شعر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نسبت بیان کر کے مسلمان کو محنت ومشقت کرنے کی تلقین کر کے مسلمان کو اس دنیا کو حسین بنانے پر ابھارنے کی بات کی ہے۔

تشریح: اس شعر میں شاعر علامہ اقبال مسلمانوں کو قومی اتحاد واتفاق قائم کر کے مزید کوشش اور محنت کا سبق دے رہے ہیں۔ شاعر اس طرح مسلمان کا تعلق ابراہیمؑ سے بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے خانہ کعبہ تعمیر کیا لیکن رسول اللہؐ

کے بعد رسالت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے اب مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ اسلام کا پیغام عرب اور عجم تک پہنچائیں۔ مسلمان اپنے عمل، استقامت اور اتفاق سے ہی اُس عمل کو کامیابی سے انجام تک پہنچا سکتا ہے۔ جب وہ اسلامی احکامات کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچائے گا تب ہی اسکی ذمہ داری ادا ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا حقدار ٹھہرے گا۔

حوالہ شعر: ؎ قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کردے
؎ ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشعر
؎ خدا رہ جائے گا اور نام اس کا
اور اک بس آخری پیغام اس کا

شعر نمبر۵: **تری فطرت امیں ہے ممکنات زندگانی کی**
جہاں کے جوہر مضمر کا گویا امتحاں تو ہے

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فطرت	مزاج	ممکنات زندگانی	زندگی کی ترقی کے امکانات
امین	امانتدار	جوہر مضمر	چھپی ہوئی خصوصیات
امتحان	آزمائش		

مفہوم: مسلمان پوری امانتداری کے ساتھ دنیا میں اسلام کی اشاعت کا فرض ادا کر رہا ہے۔

تشریح: ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور اُنکے احکامات پر عمل کرے اور پھر دُنیا کے ہر انسان تک احکامات الٰہی پہنچائے۔ اگر اُس نے اس ذمہ داری کو کامیابی سے ادا کیا تو کامیاب ٹھہرا ورنہ سزا کا مستحق ہوگا۔ اے مسلمانو! تو اپنی اہمیت کو سمجھ اور اپنی صلاحیتوں سے بھرپور کام لے کر اپنے مقصد کی تکمیل کر۔ جس کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ دنیا بنائی ہے۔

شاعر کہتے ہیں کہ امانتداری مسلمانوں کی فطرت میں شامل ہے اور مسلمانوں کو اس کی خوبی کی وجہ سے اللہ نے انہیں اپنا نائب بنا کر بھیجا۔ اور ان پر وہ پوشیدہ راز فاش کر دیے ہیں جس میں دنیا اور آخرت کی کامیابی چھپی ہوئی ہے۔ پس اب یہ مرد مومن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پوری سچائی ایمانداری سے دوسروں تک پہنچائے اور اللہ کی دی ہوئی ذمہ داری کو پوری تندہی سے نبھائے۔

Scanned with CamScanner

حوالہ شعر!

تیرے سینے میں ہے پوشیدہ رازِ زندگی کہہ دے
مسلماں سے حدیث سوز ساز زندگی کہہ دے
لئے عطا ہوئی ہے تجھے روز وشب کی بے تابی
خبر نہیں ہے تو خاکی ہے یا کہ سیمابی

حاصل شعر:۔ مسلمان فطری طور پر امانت دار ہے۔زندگی کے راز،ترقی کے امکانات اور دنیا کی پوشیدہ صلاحیتوں کا امتحان ہے۔تو اس نے ثابت کر دیا کہ دُنیا میں کوئی کام ناممکن نہیں۔

شعر نمبر ۶: **جہاں آب وگل سے عالم جاوید کی خاطر نبوت ساتھ جس کو لے گئی،وہ ارمغان تو ہے**

جہان آب وگل سے عالم جاوید کی خاطر
نبوت ساتھ جس کو لے گئی وہ ارمغان تو ہے

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:۔

الفاظ	معنی
عالم جاوید	آخرت۔ ہمیشگی
ارمغاں	تحفہ۔ ہدیہ

نثر:۔ مسلمانوں کا ایمان آخرت کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

مفہوم:۔ اے مسلمانو! اس عالم فانی سے جو مٹی اور پانی جیسے عناصر سے بنی ہوئی ہے۔جب نبوت ہمیشہ کے لئے عالم جاوداں یعنی آخرت کے لئے رخصت ہوئی تو صرف اور صرف تیرا وجود ہی اس کے ہمراہ تھا یعنی تیرے ایمان کا نور۔

تشریح: حضرت اقبال فرماتے ہیں کہ اس فانی اور عارضی دنیا سے نبوت ہمیشہ باقی رہنے والی دنیا کے لئے جو تحفہ ساتھ لے گئی وہ تو ہے۔یعنی حضرت محمد ﷺ جب اس مادی دنیا سے تشریف لے گئے تو یہاں سے ہمیشہ قائم رہنے والے جہان کی خاطر جو تحفہ لے گئے وہ تیرے سوا کوئی نہ تھا۔مطلب یہ کہ اس دنیا کی بہترین دولت اسلام ہے۔اور اگلی دنیا یعنی آخرت کے لئے بھی اس کے سوا کوئی تحفہ نہیں۔دنیا جس میں انسان رہتا ہے فنا ہونے والی ہے۔یہاں پر رہنے والے انسان تھوڑی دیر کا مہمان ہے۔یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا اور ہر چیز مٹ جائے گی لیکن اے مسلمان! تو خدا کا آخری پیغام ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

حوالہ شعر:

مکاں فانی،مکیں آنی،ازل تیرا،ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تو،جاوداں تو ہے
تیرے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر ساز فطرت میں نوا کوئی
تو راز کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی راز داں ہو جا،خدا کا ترجمان ہو جا

حاصل شعر: یہ جہاں فانی ہے اور نبوت اس دنیا سے جس چیز کو بطور سوغات اپنے ساتھ لے گئی وہ تیرے ایمان کا نور ہے۔

شعر۷: **یہ نکتہ سرگزشت ملت بیضا سے ہے پیدا کہ اقوام زمیں ایشیا کا پاسباں تو ہے۔**

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

حل لغت

الفاظ	معنی
نکتہ	باریکی /اصل بات
پاسباں	محافظ
سرگزشت	تاریخ،قصہ
ملت بیضا	ملت اسلامیہ

مفہوم: براعظم ایشیاء کی اقوام کا محافظ اور رکھوالا صرف مسلمان ہے اور تاریخ سے بھی یہ ثابت ہے کہ براعظم ایشیاء میں مسلمانوں کے سوا کوئی نہ اس سرزمین کی حفاظت و رہنمائی کر سکا ہے اور نہ کر سکے گا۔

تشریح: علامہ اقبال بجا طور پر حکیم الامت تھے۔انہوں نے مسلمانوں کو ان کا تابناک ماضی یاد دلا کر بیدار کرنے کی کوشش کی۔شاعر کہتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کی بنیاد اسلام کے سنہری اصولوں پر رکھی گئی ہے۔مسلمانوں کا لفظ اسلام سے نکلا ہے جس کا مطلب تابعدار یعنی اللہ اور رسولؐ کا اطاعت گزار۔

براعظم ایشیاء کی زیادہ تر اقوام مسلمان ہیں اور اسلام ایشیاء میں مسلمانوں کی کوشش اور جدوجہد سے پھیلا۔اور اسلام کے زریں اصولوں پر عمل کرتے ہوئے ہی مسلمانوں نے یہاں آٹھ سو سال حکومت کی۔اور اخوت اور بھائی چارے کی وہ فضا قائم کی جن

Scanned with CamScanner

کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی۔

شاعر کہتے ہیں کہ ایشیاء میں جتنی قومیں آباد ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے صرف جماعت مومنین کو ہی منتخب کیا۔ ان کو مدرس اور معلم قرار دیا۔ اس لئے اے مسلمان! تو ہی ایشیاء کا پاسبان ہے نہ صرف پاسبان بلکہ ان اقوام کی رہنمائی اور امامت کا فریضہ بھی تجھے ہی ادا کرنا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ امن اور سلامتی کی فضا قائم کی اور اخوت کو عام کیا۔ اسی لیے غیر مسلموں کے ساتھ ہی ہمیشہ عدل و انصاف اور بھلائی کا برتاؤ رکھا۔ کبھی ان کی حق تلفی نہ کی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر غیر مسلم بھی جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور مسلمانوں کی رہنمائی قبول کی۔

؎ تیرے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر ساز فطرت میں نوا کوئی

مطابقت شعر:۔ ؎ نبوت کی بدولت　　ملی مومن کو عظمت

حاصل شعر:۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت مومنین ہی کو اس فریضہ کا اہل قرار دیا کہ وہ معلم اور مدرس بن کر ایشیاء کے اقوام کی رہنمائی کریں۔

شعر ۸:۔ **سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا　　لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا**

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم "طلوع اسلام" سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:۔

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
صداقت	سچائی	امامت	پیشوائی
عدالت	انصاف	شجاعت	بہادری

مفہوم:۔ شاعر مسلمانوں سے مخاطب ہیں کہ تو اپنے اندر سچائی، انصاف اور بہادری کی صفات پیدا کرلے۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جس کی وجہ سے تیرے بزرگوں نے پوری دُنیا پر حکومت کی۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس مرتبے کا اہل قرار دیا کہ بالاخر تجھے ہی مستقبل میں دُنیا کی رہنمائی اور قیادت کی ذمہ داری سنبھالنی ہے۔ تجھے اقوام عالم کا امام بننا ہے۔

تشریح: علامہ اقبال مسلمانوں کو ان کی عظمت رفتہ کی یاد دلا کر ان میں جوش و جذبہ پیدا کر رہے ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنی

شاعری کے ذریعے مسلمانوں میں شعور پیدا کیا۔ اور انہیں بیدار کیا تاکہ مسلمان اپنے اسلاف کے تابناک کارناموں سے سبق حاصل کر کے خود میں بھی وہ خوبیاں پیدا کرلیں جو انہیں بام عروج پر پہنچا دیں۔

اس شعر میں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ اے مسلمان! تو پھر سے عدل و انصاف، بہادری اور دلیری کی خوبیاں خود میں پیدا کرے۔ کیونکہ دُنیا میں تیرا اصل کام دوسری قوموں کی امانت اور پیشوائی ہے۔

مطابقت شعر:۔ ؎ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

حاصل شعر: تجھے اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کا امتی بنا کر تجھ پر احسان کیا۔ اور پھر تجھے اس دنیا کی پیشوائی کے لئے منتخب کیا۔ اب تو اپنے اندر عدل و انصاف سچائی اور بہادری و شجاعت جیسی خصوصیات پیدا کرلے۔ تاکہ تو اس فرض کو نبھانے کا اہل ہو سکے۔

شعر۹: **؎ یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمز مسلمانی　　اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی**

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم "طلوع اسلام" سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:

الفاظ	معنی
مقصود،	مقصد
رمز	راز/حقیقت
اخوت	بھائی چارہ
فراوانی	کثرت

مفہوم:

اللہ تعالیٰ نے تیری فطرت میں محبت اور بھائی چارہ رکھ دیا ہے۔ یہی مسلمانیت کا راز بھی ہے کیونکہ محبت اور بھائی چارہ وہ روحانی رشتہ ہے جس میں بندھ کر تو پوری دنیا کی تسخیر کر سکتا ہے۔

تشریح:

علامہ اقبال نے اپنی شاعری سے مسلمانوں میں بیداری اور شعور پیدا کیا۔ اور ان پر واضح کیا کہ مسلمان اپنا اصل مقام اس وقت حاصل کر سکتے ہیں جب وہ اپنا مقصد حیات پہچان لیں۔ علامہ اقبال نے اس شعر میں اخوت اور محنت کو مسلمانیت کی

Scanned with CamScanner

معراج کہا ہے۔ محبت ہی وہ پاکیزہ جذبہ ہے جس کے ذریعے مسلمان پوری دُنیا کی تسخیر کر سکتا ہے۔ کیونکہ اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ یعنی ہمارا دین بھی ہمیں محبت، امن اور سلامتی کا پیغام دیتا ہے۔ اتحاد و اتفاق، دوستی، بھائی چارہ، ایک دوسرے کی اعانت اور باہمی محبت اور ہمدردی وہ خصوصیات ہیں جس کی تلقین دینِ اسلام کرتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

''بے شک تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں''

محبت اور ہمدردی اللہ نے مسلمان کے خمیر میں شامل کر دی ہے۔ مسلمان کی یہ شان ہے کہ وہ کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ حضورؐ نے انسان تو انسان جانوروں کے ساتھ بھی رحم کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

ایک مردِ مومن باطل کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتا ہے لیکن امن کی حالت میں وہ نرم خو اور نرم مزاج ہوتا ہے۔ اصل سکندر وہ ہے جو دلوں کو تسخیر کر لے محبت اور بھائی چارے سے۔ کیونکہ طاقت سے کسی کو زیر تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کو ہمنوا نہیں بنایا جا سکتا۔

حوالہ شعر:

اگر جواں ہوں میری قوم کے غیور و جسور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں

حاصل شعر:

اے مسلمان! تجھے قدرت کی طرف سے جو خصوصیات عطا ہوئی ہیں، وہ تجھے حکمرانی کرنا سکھاتی ہیں اور باہمی محبت اور پیار کا سبق دیتی ہیں تا کہ تو امن، سلامتی اور محبت کا پیغام پوری دنیا میں عام کر دے اور یہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔

شعر نمبر ۱۰: بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا — نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوعِ اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:

الفاظ	معنی
تورانی	ترک قوم
بتانِ رنگ و خون	گروہ بندی

مفہوم:

علامہ اقبال مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ تم لوگ جن فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے ہو۔ ان تمام فرقوں اور گروہوں کے نام و نشاں مٹا کر، ایک ملت کے فرد بن جا۔ تیری شناخت ایرانی، افغانی یا تورانی نہیں بلکہ ملت اسلامیہ کے فرد کی حیثیت سے ہونی چاہیے۔

تشریح:

اس شعر میں علامہ اقبال مسلمانوں کو گروہ بندیوں سے نکل کر ملت واحد بننے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے مسلمان! یہ جو تو نے رنگ و نسل اور فرقہ واریت کے بت بنائے ہیں ان کو مسمار کر دے اور ایک ملت کا فرد بن جا۔ کیونکہ فرقوں میں بٹ جانا تجھے کمزور بناتا ہے۔ یہ بٹوارہ تیرے اتحاد و اتفاق، بھائی چارے اور محبت کے لئے زہر قاتل ہے۔ یہ نا اتفاقی تیری نسلوں کو ختم کر دے گی۔ خود کو ترک، ایرانی اور تورانی کہلانا چھوڑ دے۔

یہ ہندی، وہ خراسانی، یہ افغانی، تو تورانی
تو اے شرمندہ ساحل اچھل کر بیکراں ہو جا

اے مسلمان اتحاد کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تیری شناخت رنگ، نسل اور جغرافیائی حدود سے نکل کر امت مسلمہ کی حیثیت سے ہو۔ حضورؐ نے بھی تمام تفرقات مٹا کر مسلمانوں کا روحانی رشتہ قائم کر دیا تھا۔ جس کی رو سے تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو تو پورا جسم اس درد کو محسوس کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں تفرقے میں نہ پڑو۔''

جو رشتہ اللہ اور رسولؐ نے مسلمانوں کے درمیان قائم کر دیا ہے۔ اس سے منہ موڑنا مسلمان کی شان نہیں۔

بقول شاعر:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

ملت واحد کا تصور اسی صورت میں عام ہو سکتا ہے کہ علاقائی حدود کو یکسر فراموش کر دیا جائے۔ مسلمانوں میں صرف مسلمانیت اور انسانیت کا رشتہ باقی رہے۔ دنیا بھر کے مسلمان ایک اُمت کے افراد ہیں۔

Scanned with CamScanner

حوالہ شعر:

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مرؤت حسن عالمگیر ہے مرداں غازی کا

حاصل شعر:۔

مسلمانوں کا گروہوں میں بٹ جانا لعنت ہے۔ یہ لعنت انہیں کمزور کر دے گی۔اس لئے مسلمانوں کی یک جہتی کے لئے ضروری ہے وہ ان گروہ بندیوں سے باہر نکل آئیں۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونی دریا کچھ نہیں

شعر ۱۱: میانِ شاخساراں، صحبت مرغ چمن کب تک　　ترے بازو میں ہے پرواز شاہین قہستانی

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:

میان شاخساراں ۔ شاخوں کے درمیان، مرغ چمن ۔باغ کے پرندے

مفہوم:۔

اے مسلمان! اپنی خودی کو پہچان ۔ جو کم ہمت قومیں سر اُٹھا کر جی نہیں سکتیں ان کی صحبت اختیار نہ کر۔تو عقاب ہے۔ خود میں عقاب کی شان پیدا کر کے بلند پرواز ہو جا۔

تشریح:۔

علامہ اقبال اپنی نظم ''طلوع اسلام'' میں مسلمانوں کو ان کی پوشیدہ صلاحیتوں سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں شام وسحر مسجد سے نکل کر جاوداں ہونے کی تلقین کرتے ہیں ۔شاہین اقبال کا پسندیدہ پرندہ ہے۔ یہ پرندہ فقر، درویشی، خودداری کا پیکر ہے۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جو اقبال مسلمانوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

اس شعر میں علامہ اقبال مسلمانوں کی غیرت کو بیدار کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔اے مسلمان! تو کب تک اغیار کے درمیان اپنی انفرادیت کو کم کرتا رہے گا۔جبکہ تیرے بازوؤں میں وہ طاقت ہے کہ تو اپنا جہاں خود بنا سکتا ہے۔جس طرح عقاب تمام پرندوں سے مختلف ہے تو بھی تمام قوموں میں ایک منفرد قوم ہے۔اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ انفرادیت اسلام کی وجہ سے عطا کی ہے۔

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

اقبال نے جا بجا ملت اسلامیہ کو یہ تعلیم دی ہے کہ تم اپنے اعمال میں شاہین کی پیروی اختیار کر کے زندگی کو کامیابی سے ہم کنار کرو۔ گِدھوں اور کوؤں کے کردار اپنانے سے پرہیز کرو۔ کیوں کہ اس کا اصل نفرت اور ذلت کے سوا کچھ نہیں ۔اگر دیکھا جائے تو شاہین محض ایک پرندہ نہیں۔ بلکہ یہ حرکت، عمل فقر اور درویشی کی علامت ہے۔ اقبال مردمومن میں بھی یہی خصوصیات چاہتے ہیں۔ اسلام نے انسان کے تصور اور ارادے کو آزاد رکھا ہے تا کہ ہر شخص اپنی عملی اور تخلیقی قوتوں کو بروئے کار لا سکے۔ اقبال بے باکی اور بلند ہمتی کے ساتھ ملت اسلامیہ میں غیرت، خود اعتمادی، عالی نظری اور سخت کوشی چاہتے ہیں۔

قناعت نہ کر عالم رنگ و بو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں

تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا
تیرے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اقبال کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جن اعلیٰ مقصد کیلئے پیدا کیا ان کا حصول سخت محنت اور جدوجہد کے بعد ممکن ہو سکے گا۔ ایک مردمومن غلامی کی زندگی قبول نہیں کرتا۔ اور نہ ہی کم ہمتوں کی صحبت اختیار کرتا ہے۔ مسلمان کی زندگی کا مقصد، اس کے ارادے اور اس کی طرح زندگی سب قوموں سے مختلف ہیں۔

دونوں کی ہے پرواز اسی ایک فضا میں
شاہین کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور

حوالہ شعر:

یہ ہندی وہ خراسانی ۔ یہ افغانی وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل اچھل کر بے کراں ہو جا

حاصل شعر:۔

مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنا مقام پہچان لے ۔اسے مسلمان! خودی میں ڈوب جا۔ شاہین کی طرح سخت کوشی، فقر اور درویشی اختیار کر۔ تیری منزل اور تیری پہچان سب سے مختلف اور عظیم ہے۔

Scanned with CamScanner

شعر نمبر ۱۲:۔ ؎ **گماں آباد ہستی میں یقیں مرد مسلماں کا　　بیاباں کی شب تاریک میں قندیل رہبانی**

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:۔

الفاظ	معنی
ہستی	دنیا
گماں	شک وشبہ
رہبانی	ترک دنیا کرنے والا
قندیل رہبانی	چراغ درویش

مفہوم:۔ شکوک وشبہات سے بھری ہوئی اس دنیا میں مسلمان کے یقین محکم کی مثال ایسی ہے۔ جیسے اندھیری رات میں کسی درویش کا کٹیا کا روشن دیا۔

چراغ: جو کسی منزل کا پتہ دے۔ یعنی مسلمان جہالت کے اندھیرے میں نورِ الٰہی ہے۔

تشریح:

اقبال اپنی شاعری میں یقین محکم پر بہت زور دیتے ہیں۔ یعنی اللہ پر کامل بھروسہ اور یہی کامل بھروسہ ایمان ہے۔ ایمان کے بغیر مسلمانیت کا تصور نہیں۔ جبکہ شکوک وشبہات ایمان کے منافی عمل ہے۔ یہ عمل انسان کو کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ اسی لئے حضورؐ نے فرمایا کہ جو چیز تم کو شک میں ڈال دے اسے چھوڑ دو۔

شاعر کہتے ہیں کہ مسلمان کے ایمان کامل کو دنیا میں وہی درجہ حاصل ہے۔ جو اندھیری رات میں روشن چراغ کو۔ ایمان کی دولت سے مالا مال۔ مسلمان نہ صرف اپنی عاقبت سنوارتا ہے۔ بلکہ وہ دوسروں کی رہنمائی بھی کرتا ہے۔ مسلمان شکوک میں مبتلا لوگوں کے لئے روشن چراغ ہے۔ جو انہیں جہالت کے اندھیروں سے نکل کر اسلامی تعلیمات کی روشنی کی طرف لے آتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ قرآن پاک ہے۔ جو مکمل ضابطہ حیات ہے اور قرآن پاک کی تعلیمات ہی وہ روشنی ہے جو کائنات کے گوشے گوشے کو منور کر سکتی ہے۔ اور مسلمان یہی نور اپنے سینوں میں بسائے دنیا کو تسخیر کرتا ہے۔ یہ نور اسے وہ قوت دیتا ہے جس کی بدولت وہ کفر کے میدان میں بغیر کسی خوف کے نعرہ حق بلند کرتا ہے۔

؎ ہزار خوف ہوں لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

اقبال کی شاعری کا محور کا مرکز قرآن پاک ہے۔ اقبال اللہ تعالٰی اور رسولؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تبلیغ کرتے ہیں۔ فرمانبرداری سے ایک ادنیٰ شخص بلند مرتبہ انسان بن جاتا ہے۔ یقین محکم سے وہ اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس پر کائنات کے سربستہ راز کھل جاتے ہیں۔ پھر وہ دنیا والوں کیلئے مشعل راہ بن جاتا ہے۔

یقین پیدا کر اے ناداں، یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری

حوالہ شعر: نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

حاصل شعر: مسلمان کا یقین اور ایمان کامل دنیا والوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ اسلامی تعلیمات کا چراغ وہ نور پھیلاتا ہے۔ جو جہالت کے اندھیروں کو ختم کر دیتا ہے۔

؎ یقین افراد کا سرمایہ تعمیر ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گر، تقدیر ملت ہے

شعر ۱۳: ؎ **مٹایا قیصر وکسریٰ کے استبداد کو جس نے　　وہ کیا تھا؟ زور حیدرؓ ،فقر بوذرؓ ،صدقِ سلمانیؓ**

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:

قیصر	روم کے بادشاہ کا لقب	کسریٰ	ایران کے بادشاہ کا لقب
استبداد	ظلم	زور حیدرؓ	حضرت علی کی طاقت
فقر بوذرؓ	ابوزر غفاری کی درویشی	صدقِ سلمانیؓ	حضرت سلمان فارسی کی صداقت

مفہوم:

جس قوت اور جذبہ ایمان نے قیصر وکسریٰ کے محلات کو برباد کیا اور ان کے ظلم، جبر اور غرور وتکبر کو خاک میں ملایا تھا وہ کیا تھا۔ مومن اور جانباز مسلمانوں کی کرشمہ سازیاں تھیں۔

awaz-e-inqilab.com

Scanned with CamScanner

اقبال مسلمانوں کو ان کے روشن اور تابناک ماضی کی جھلک دکھاتے ہیں کہ مسلمانوں نے ہر دور میں ظلم کے خلاف آواز اٹھائی۔ تکبر سے اُٹھے ہوئے سر کو الگ کر دیا۔ اللہ کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکایا اور نہ کسی کی یکتائی تسلیم کی۔

قیصر و کسریٰ وہ دو بڑی سلطنتیں تھیں جن کا جاہ و جلال، شان و شوکت اور غرور و تکبر ضرب المثل بن چکی تھی۔ اقبال کہتے ہیں کہ اے مسلمان! تو اس حقیقت سے بے خبر نہ ہوگا کہ قیصر و کسریٰ کی ہیبت و سطوت اور جبر و ستم کو حضرت علیؓ کی بہادری و شجاعت، حضرت ابوذر غفاریؓ کی فقر و درویشی اور حضرت سلمان فارسیؓ کی صداقت و سچائی نے تہہ و بالا کر دیا تھا۔ یہ وہ مومن لوگ ہیں جنہوں نے جذبہ ایمان اور یقینِ محکم کی وجہ سے کئی گنا ساز و سامان سے لیس لشکر کے غرور کو خاک میں ملا دیا کیوں کہ

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا و کارساز

بندہ مومن کا ہاتھ، اللہ کا ہاتھ ہے۔ اللہ کا ہاتھ اسی وقت بنتا ہے جب وہ اپنی تمام تر کوششوں کو اللہ کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ اعلیٰ ترین نصب العین کے لئے سچی لگن، مقصد آفرینی انسان کو ہمیشہ آگے بڑھنے کے لئے سرگرمِ عمل رکھتی ہے۔ اس لئے اقبال کہتے ہیں کہ تو بھی انہی خصوصیات کا امین اور وارث ہے۔ گویا حضرت علیؓ جیسی بے لوث اور حضرت سلمان فارسیؓ جیسی صداقت ہی ملت اسلامیہ کو کفر و باطل کے ظلم و ستم کے خلاف صف آرائی کا اہل بنا سکتی ہے۔

حوالہ شعر: تیری قندیل ہے تیرا دل تو آپ ہے اپنی روشنائی

حاصلِ شعر:-

اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کی فقر و درویشی میں وہ رعب و دبدبہ، ہیبت اور دہشت قائم رکھی ہے جو بڑے بڑے سورماؤں پر گھبراہٹ طاری کر دیتی ہے۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا

شعر۱۴: ہوتے احرارِ ملت جادہ پیما کس تجمل سے تماشائی شگافِ در سے ہیں صدیوں کے زندانی

حوالہ شاعر:- مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوعِ اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:

الفاظ	معنی
احرار	حُر کی جمع، آزادی پسند / مسلمان قوم
جادہ پیما	مسافر
تجمل	شان
شگاف	دراڑ
زندانی	قیدی

مفہوم:

آزادی کے متوالے اس شان سے اسلام کا علم لے کر بڑھے کہ کفر کا اندھیرا چھٹ گیا اور صدیوں سے غلامی کی چکی میں پسنے والے انسانوں کو رہائی ملی۔

تشریح:

اقبال ملتِ اسلامیہ کے پیامی تھے۔ ان کی نگاہیں ملت کے ماضی و مستقبل پر تھیں۔ انہوں نے قوموں کے عروج و زوال کے فلسفے کو پا لیا تھا۔ ان کو معلوم تھا کہ ملت اسلامیہ اپنے مستقبل کو کس طرح اپنے ماضی کی طرح شاندار بنا سکتی ہے۔

اسلام سے پہلے ہر طرف کفر کا غلبہ تھا۔ اسلام کی روشنی پھیلی تو کفر کا اندھیرا سمٹ گیا۔ لیکن کفار کسی طرح اپنی روایات چھوڑنے پر آمادہ نہ تھے یہی وجہ ہے کہ انسان نے انسان کو غلام بنا لیا۔ اور ان غلاموں پر انسانیت سوز مظالم کئے گئے۔ اسلام نے اس رسم کو باطل قرار دیا۔ اور دنیا پر واضح کیا کہ آزادی ہر انسان کا فطری حق ہے۔ اسلام نے انسان کو انسانیت کا درس دیا۔

اقبال کہتے ہیں کہ اسلام کے یہ جانباز سپاہی دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے اور اسلامی تعلیمات کی شمع روشن کر کے دوسروں کی رہنمائی کی۔ اور وہ لوگ جن کی نسلیں صدیوں سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھیں انہیں آزادی دی۔ خودی کا درس دیا انہیں مساوات اخوت اور عدل و انصاف کا حقدار ٹھہرایا۔

شاعر ماضی کی جھلک دکھا کر آج کے مسلمان سے مخاطب ہیں کہ اے مسلمان! تیرا ماضی روشن ہے۔ تیرے آبا و اجداد

Scanned with CamScanner

نے ناممکن کو اللہ کے حکم سے ممکن بنا دیا۔ اب تجھے بھی ان کی پیروی کرنی ہے۔ پوری قوم کو اپنے مقاصد کے حصول کیلئے سرگرم عمل ہونا چاہیئے۔

حوالہ شعر: گردنیں قیصر و کسریٰ کی جھکانے والو
یہی زور آج بھی دنیا کو دکھاتے جاؤ

حاصل شعر: اقبال نے اپنی قوم کی قوت اور اصلیت سے آگاہ ہونے کا درس دیا ہے اور اسے اپنی عظمت رفتہ کا احساس دلا کر ایک روشن زمانے کے حصول کیلئے تیار کیا ہے۔

شعر ۱۵ : ثبات زندگی ایمان محکم سے ہے دنیا میں — کہ المانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تورانی

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

حل لغت: ثبات زندگی۔ پائیدار زندگی، المانی۔ جرمن باشندے، تورانی۔ ترک باشندے، محکم۔ پختہ، مضبوط

مفہوم:

اس دنیا میں پائیدار زندگی کا تصور ایمان محکم کے بغیر ناممکن ہے۔ یقین محکم ہی مسلمان کو تباہی و بربادی سے بچا سکتا ہے۔ کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ترک مسلمانوں نے بے سروسامانی کے باوجود جرمن قوم کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ یہ سب کامیابی اللہ پر ایمان کا نتیجہ ہے۔

تشریح:۔ علامہ اقبال نے مسلمان کے ذوق یقین کو بھارا ہے کہ اگر مسلمان میں ایمان محکم ہے تو یہ زندہ جاوید رہیں گے۔ کوئی طاقت انہیں شکست نہیں دی سکتی۔ لاتعداد سامان حرب صاحب ایمان مسلمانوں کے پاؤں میں لغزش پیدا نہیں کر سکتی۔ جرمن قوم نے ترک قوم کو آزما کر دیکھ لیا ہے کہ مسلمان کو شکست دینا ممکن نہیں ہے۔ مومن کی شان ہی نرالی ہے۔ اس کے قوت بازو کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ اگر مسلمان میں زندہ رہنے یعنی شہادت کی تڑپ ہے۔ دل میں غیرت ہے تو اسے کوئی غلام نہیں بنا سکتا۔ شرط یہ ہے کہ مسلمان صرف اپنے اللہ کے حضور سر جھکائیں۔ مومن وہ ہے جس میں یقین محکم ہے وہ اپنے اللہ پر پختہ یقین رکھتا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے ایسے محبوب بندے کو کبھی مایوس نہیں کرتا۔ یورپ کی قومیں جو ترک قوم کے خلاف حملہ آور ہوئیں انہوں نے بڑے طمطراق سے حملہ کیا تھا لیکن بالآخر بُری طرح شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئیں۔

مسلمان قوم میں ایک خاصیت پائی جاتی ہے۔ یہ خاصیت قومی غیرت ہے۔ اس کے دل میں اللہ کی اطاعت، حب رسول ؐ اور شہادت کا جو جذبہ موجزن ہے وہ دنیا کی کسی قوم میں نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مٹھی بھر مسلمان فوج نے بڑے بڑے لشکر

جرار کو شکست فاش دی ہے۔ آج بھی مسلمان جذبے سے سرشار ہو کر اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

حوالہ شعر: یہ کون سر پر کفن لپیٹے چلا ہے الفت کے راستے پر
فرشتے حیرت سے تک رہے ہیں یہ کون ذی احترام آیا

حاصل شعر:۔

مسلمان کا اللہ پر یقین یعنی ایمان محکم وہ دولت ہے جو دنیا میں کسی قوم کے پاس نہیں۔ یہی وہ جذبہ ہے جسکی بدولت وہ بڑی سے بڑی قوت کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔

شعر ۱۶: جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا — تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ روح الامیں پیدا

حوالہ شاعر:۔ مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:۔

انگارۂ خاکی	انسان
روح الامین	حضرت جبرائیل
بال و پر	اڑنے کی صلاحیت (عظمت)

مفہوم:۔ جب مسلمان کے جسم خاکی میں ایمان کی چنگاری بھڑک اٹھتی ہے تو پھر اس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ پھر تو یہ خود جبرائیل امین بن جاتا ہے۔

تشریح:

اس شعر میں علامہ اقبال ایک مرد مومن کی فطرت بیان کرتے ہیں کہ جب وہ اپنے مقام سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اپنی ہستی کا شعور حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس کی خودی بیدار ہو جاتی ہے اور اس میں وہ جرأت اور بے خوفی جنم لیتی ہے کہ اسے نہ جابر و قاہر حکمران خوفزدہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی موت اس کو ڈرا سکتی ہے۔ اور ایمان کی قوت سے حق اور صداقت کا پرچم بلند کرتا ہے اور شر کی قوتوں کے مقابلے میں پوری قوت کے ساتھ اس طرح ڈٹ جاتا ہے کہ انہیں پسپا ہونا پڑتا ہے۔

علامہ اقبال دراصل عمل اور جدوجہد کا پیغام دیتے ہیں کہ جب تک مسلمان میں جوش و جذبہ اور آگے بڑھنے کی لگن نہ ہوگی اس کی تمام قوتیں بے فائدہ ہیں۔

Scanned with CamScanner

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اقبال مسلمان کی شان اور مقام کے بارے میں کہتے ہیں کہ مسلمان میں جب یقین اور اعتماد جنم لیتا ہے تو اس کی قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ اسے جبرائیل امین جیسی قوت پر زوال حاصل ہوتی ہے۔ قوت ایمانی دراصل مسلمان کو بلند پروازی اور عظمت عطا کرتی ہے۔

حوالہ شعر:

؎ عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں

نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں

؎ کافر ہے تو شمشیر پر کرتا ہے بھروسہ

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

حاصل شعر:

علامہ اقبال دراصل امت مسلمہ میں غیرت کو خود اعتمادی عقاب نظری اور سخت کوشی چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے اشعار کے ذریعے ان کو خوابیدہ صلاحیتوں کو جگاتے ہیں۔ انہوں نے مردِ مومن کا جو معیار بنایا ہے اس کے مطابق جب اس کے جسم خاکی میں خود اعتمادی اور ایمان محکم کی چنگاری بھڑکتی ہے تو بڑی قوت اس کے سامنے زمین بوس ہو جاتی ہے۔

﴿مشق﴾

س۱۔ نظم کے پہلے حصے کے پانچویں شعر میں کون سی خاص بات بیان کی گئی ہے؟

جواب: نظم کے پہلے حصے کے پانچویں شعر میں توحید کی بات بیان کی گئی ہے تاکہ انسان اپنے رب کو پہچانے۔

س۲۔ نظم کے دوسرے حصے کے پہلے شعر میں کس بات کو فطرت کا مقصد قرار دیا گیا ہے؟

جواب: نظم کے دوسرے حصے کے پہلے شعر میں اقبال نے مسلمانوں کا آپس میں اتفاق واتحاد بھائی چارہ اور آپس کی محبت کو فطرت کا مقصد قرار دیا ہے۔

س۳۔ قیصر وکسریٰ کے ظلم کو کس چیز نے مٹا دیا تھا؟

جواب: قیصر وکسریٰ کے ظلم کو حضرت علیؓ، ابوذر غفاریؓ اور سلمان فارسیؓ نے مٹا دیا تھا۔

س۴۔ نظم کے دوسرے بند کے قوافی لکھیں۔

جواب: مسلمانی، زندانی، تورانی، افغانی، قہستانی، فروانی

س۵۔ اقبال کا کوئی ایسا شعر لکھیں جس میں انکا تخلص موجود ہو۔

اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے

کچھ اس میں تمسخر نہیں، واللہ نہیں ہے

س۶۔ مصرعے مکمل کریں۔

الف۔ خدا کا آخری پیغام ہے تو ۔۔۔۔۔۔۔ (جاوداں ہے تو)

ب۔ لیا جائے گا تجھ سے کام ۔۔۔۔۔۔۔ (دنیا کی امامت کا)

ج۔ حنابندِ عروس لالہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ (خون جگر تیرا)

د۔ جب اس انگارۂ خاکی میں ۔۔۔۔۔۔ (ہوتا ہے یقیں پیدا)

س۷۔ تشبیہ کی تعریف کریں۔ اور دو مثالیں دیں۔

جواب: کسی چیز کو خوبی کی بناء پر دوسری چیز کی مانند قرار دینا تشبیہ کہلاتی ہے، شیر جیسا بہادر چاند جیسا چہرہ وغیرہ۔

awaz e inqilab.com

Scanned with CamScanner

حصہ غزلیات

(میر تقی میرؔ)

تعارف: مرتقی میر کا اصل نام محمد تقی اور میر تخلص تھا۔ ان کے والد کا نام محمد علی تھا۔ آپ ۱۷۲۵ء میں آگرے میں پیدا ہوئے۔ آباؤ اجداد کا تعلق حجاز مقدس سے تھا۔ میر بچپن ہی میں یتیم ہو گئے۔ کوئی پُرسان حال نہ رہا تو دہلی چلے گئے۔ ان کے زمانے میں دہلی تین مرتبہ بیرونی حملہ آوروں کے ہاتھوں برباد ہوئی۔ ان بربادیوں نے ان کے غم میں اضافہ کیا جن سے دل برداشتہ ہو کر وہ لکھنو چلے گئے۔

میر کو خدائے سخن کہا جاتا ہے۔ سودا، غالبؔ، حالیؔ، حسرتؔ غرض بڑے بڑے شاعروں نے میر کو استاد تسلیم کیا ہے۔ ان کی عظمت کا راز ان غزل گوئی میں پوشیدہ ہے۔ میر کے جذبات سچے، طرز بیان سادہ اور لہجہ دردمند ہے۔ آپ کی تصانیف میں چھے دواوین، فارسی دیوان، تذکرہ نکات الشعرا اور آپ بیتی، ذکر میر کے علاوہ ۳۷ مثنویاں اہم ہیں۔ یہ عظیم شاعر ۱۸۱۰ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے اور لکھنو میں آسودۂ خاک ہیں۔

﴿غزل نمبر۱﴾

شعر نمبر۱: ؎ اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا　　لہو آتا ہے جب نہیں آتا

حوالہ شاعر:۔ یہ شعر میر تقی میر کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

تعارف میرؔ: میرؔ ۱۷۲۳ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام علی متقی تھا۔ میرؔ بچپن میں یتیم ہوئے۔ ساری زندگی غموں میں گزری اس لئے میر کے اشعار میں بھی غم کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔ میر کے جذبات سچے، طرز بیان سادہ اور دردمند لہجہ ہے۔ میرؔ کو خدائے سخن کہا جاتا ہے۔ غالب، حالیؔ، حسرتؔ اور ذوق انہیں اپنا استاد تسلیم کرتے ہیں۔ ۱۸۱۰ء کو یہ عظیم شاعر وفات پائے۔

فرہنگ:۔

اشک	آنسو
لہو	خون

مفہوم: آنکھوں سے اشک جاری ہیں اور جب خشک ہو جائیں تو لہو جاری ہو جاتا ہے۔

تشریح: شاعر میر تقی میرؔ کی ساری زندگی مختلف مصائب اور حادثات کا شکار ہے۔ ان حادثات نے ان کی آنکھوں کو آنسوؤں کا

عادی بنا دیا ہے۔ رونا اور آنسو بہانا اسکا مقدر بن گیا ہے۔ اس کا محبوب اس سے جدا ہو گیا اس کی آنکھوں سے پھر آنسو جاری ہو گئے اور مسلسل آنسو بہاتے بہاتے جب آنسو خشک ہو جائیں تو غم کی زیادتی سے خشک آنکھوں سے لہو جاری ہو جاتا ہے۔ یہاں شاعر نے آنکھوں کی سرخی کو لہو جاری ہونے سے تشبیہ دی جب غم کو برداشت کرتے کرتے آنکھیں سرخ پڑ جائیں۔

؎ میں وہ رونے والا جہاں سے چلا ہوں　　جیسے ابر ہر سال روتا رہے گا
؎ رو رو کے تیرے غم میں صحرا بسا گیا ہوں　　اب آنکھ کے کنارے بھی غم نہیں رہے ہیں

حوالہ شعر: ؎ جو اس طور سے میرؔ روتا رہے گا
تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا

حاصل شعر:۔ تکالیف کے بعد آخر انسان کو صبر آ جاتا ہے۔

شعر نمبر۲: ؎ ہوش جاتا نہیں رہا لیکن　　جب وہ آتا ہے تب نہیں آتا

حوالہ شاعر:۔ یہ شعر میر تقی میر کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:۔

ہوش	بیداری، حواس قائم رہنا

تشریح:۔ شاعر کہتا ہے کہ میں حواس میں رہتا ہوں لیکن وہ آتا ہے تب مجھے ہوش نہیں آتا یعنی میرا محبوب سامنے آتا ہے تو میں اپنے حواس کھو بیٹھتا ہوں۔ اسکی موجودگی مجھے ہر چیز سے بیگانہ کر دیتی ہے۔ میں اسکے حسن کی چکا چوند سے بیگانہ ہو کر اسکے وصال کے خوبصورت لمحات سے لطف اندوز نہیں ہو پاتا کیونکہ وہ بے تابی اور دل کی کیفیت میرے اختیار سے بڑھ جاتی ہے اور میں بے اختیار ہو جاتا ہوں۔

؎ وہی جو خنجر بکف نظر آیا　　میر، سو جان سے نثار ہوا

حاصل شعر:۔ عشق میں انسان خود سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔

حوالہ شعر
؎ حال دل ہم بھی سناتے لیکن　　جب وہ رخصت ہوا تب یاد آیا
دکھائی دئے یوں کہ بے خود کیا　　ہمیں آپ سے بھی جدا کر چلے

awaz-e-inqilab.com

Scanned with CamScanner

شعر نمبر۳:- ؎ صبر تھا اک مونسِ ہجراں — سو وہ مدت سے اب نہیں آتا

حوالہ شاعر:- یہ شعر میر تقی میر کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

مونس	ہمدرد	مدت	عرصہ، بس
ہجراں	تنہائی، جدائی	مونس ہجراں	جدائی کا ساتھی

نثر: صبر ایک مونسِ ہجراں تھا لیکن وہ بھی اب مدت سے نہیں آتا۔

تشریح: شاعر اپنی زندگی میں مشکلات اور محرومیوں کا شکار ہے۔ اب تکالیف کا شکوہ کرتے ہوئے شاعر کہتے ہیں کہ میں ہر مشکل اور سختی میں صبر سے کام لیتا رہا۔ صبر میری تنہائی کا ساتھی ہے لیکن اب محبوب سے جدائی کا دکھ اور عشق میں ناکامی کا غم میری برداشت سے باہر گیا ہے۔ اب میں خود کو تسلی دینے اور دکھ درد کو برداشت کرنے میں بے اختیار پاتا ہوں کیونکہ محبوب کی جدائی اب میرے لئے ناقابل برداشت ہوگئی ہے۔ اور اب میں ہر لمحہ خود کو بے قرار اور بے سکون پاتا ہوں۔

حاصل شعر: صبر اور برداشت کا دامن آخر ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔

حوالہ شعر: چارۂ دل سوائے صبر نہیں — سو تمھارے سوا نہیں ہوتا

شعر نمبر ۴: ؎ دل سے رخصت ہوئی کوئی خواہش — گریہ کچھ بے سبب نہیں آتا

حوالہ شاعر:- یہ شعر میر تقی میر کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

حل لغت:

بے سبب	بلاوجہ
گریہ	رونا، فریاد کرنا

نثر: کوئی خواہش دل سے رخصت ہوئی میرا رونا بے سبب نہیں ہے۔

تشریح: شاعر کروٹ بدلتے ہوئے حالات کا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حالات کی ستم ظریفی نے انہیں پھر ایک سخت فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے اس فیصلے سے ان کا دل افسردہ ہے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہے کیونکہ وصل محبوب ان کی دیرینہ آرزو تھی اور میں اسکے دیدار ملاقات کیلئے پُراُمید تھا لیکن حالات کی کروٹو اور محبوب کے رویے نے میری اس خواہش کو مایوسی میں بدل دیا اور میں اپنے محبوب کی ملاقات اور اس کے وصل کی خواہش کو دل سے نکال چکا ہوں جو میرے درد اور غم کے باعث بنا ہے۔

حوالہ شعر: ؎ یاد بھی اس کی یہ کہتی ہوئی دل سے نکلی — ایسی اجڑی ہوئی بستی میں بھلا کیا رہنا
؎ زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو و گرنہ ظالم — کیا قسم ہے تیرے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں

حاصل شعر: دل کا درد آنسو بہانے سے کم ہو جاتا ہے۔

شعر نمبر۵: ؎ حوصلہ شرط عشق ہے ورنہ — بات کا کس کو ڈھب نہیں آتا

حوالہ شاعر:- یہ شعر میر تقی میر کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

حوصلہ	ہمت	ڈھب	طریقہ
عشق	محبت	اے ہمدم	اے دوست، اے ساتھی، اے محبوب

نثر: حوصلہ عشق کے لئے شرط ہے ورنہ بات کرنے کا ڈھب کس کو نہیں آتا۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ ہمت اور برداشت عشق کرنے والوں کے لئے اولین شرط ہے۔ عاشق کو محبوب کی بے وفائی سے ملنے والے دکھ اور غم کا پرچار کرنے کی بجائے خاموشی اختیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ محبوب کے رویئے سے محبوب کی بدنامی ہوتی ہے اور ایک سچا عاشق ہمیشہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ اسکے محبوب کی بدنامی اور رسوائی نہ ہو۔ ورنہ بات کرنے کے طریقے سے میں بھی واقف ہوں۔ میں محبوب کے رویئے اور بے وفائی پر احتجاج کر سکتا ہوں لیکن محبوب کی عزت نفس کو لوگوں کے سامنے مجروح نہیں کرنا چاہتا اسی لئے خاموشی اختیار کی ہے۔

متصل شعر:- ؎ کسی کے قُرب نے اتنا وقار تو بخشا — کہ اپنے لہجے سے ہم بے ہنر نہیں لگتے
؎ کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم — تو مجھ سے خفا ہے تو زمانے کے لئے آ (فراز)

حوالہ شعر: ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں — ورنہ کیا بات کر نہیں آتی

حاصل شعر: عاشق محبوب کی رضا چاہتا ہے۔

شعر نمبر۶ : ؎ جی میں کیا کیا ہے اپنے اے ہمدم — پر سخن تا بہ لب نہیں آتا

حوالہ شاعر:- یہ شعر میر تقی میر کی غزل سے لیا گیا ہے۔

نثر: اے ہمدم اپنے جی میں کیا کیا ہے پر سخن تا بہ لب نہیں آتا۔

Scanned with CamScanner

فرہنگ:

ہمدم	ساتھی ،دوست	سخن	بات
جی میں	دل میں	تا بلب	ہونٹوں تک

نثر: شاعر اپنے دل کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے محبوب سے کہتا ہے کہ میرا دل محبوب کی محبت سے سرشار ہے۔اور جذبات کا اظہار کرنا چاہتا ہے لیکن محبوب کی ناراضگی کا بھی خیال ہے کہ کہیں وہ اپنے جذبات کے سامنے بیان کرے اور اسے صدمہ ہو اسلئے وہ ان تمام احسانات کو زبان تک لانے سے روکے ہوئے ہے اور صبر و برداشت سے کام لیتا ہے۔

متصل شعر:۔

ان کا یہی سننا ہے کہ وہ کچھ نہیں سنتے　　میرا یہی کہنا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
تم مخاطب بھی ہو قریب بھی ہو　　تم کو دیکھوں کہ تم سے بات کروں

حاصل شعر: محبت کے اظہار کے لئے الفاظ چاہیے۔

شعر نمبر۷: دور بیٹھا غبار میر ان سے　　عشق بن یہ ادب نہیں آتا

حوالہ شاعر:۔ یہ شعر میر تقی میر کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
غبار	گرد	ادب	احترام
بن	بغیر		

نثر: غبار میر اس سے دور بیٹھا ہے یہ ادب عشق کے بغیر نہیں آتا۔

تشریح: شاعر اپنے محبوب کی عزت اور نیک نامی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں اپنے محبوب سے فاصلہ رکھتا ہوں اور اس سے زیادہ قربت کی کوشش نہیں کرتا۔اپنے محبوب کی ناراضگی کے ڈر سے اتنا فاصلہ قائم رکھتا ہوں کہ میرے پاؤں کی گرد بھی وہاں تک پہنچنے سے پہلے خاک کا حصہ بن جائے۔اس لئے دور سے ہی اپنے محبوب کا دیدار کر لیتا ہوں۔کہ کہیں ایسی بات یا حرکت سرزد نہ ہو جائے۔یہی عشق و محبت کے آداب میں جو احترام اور بردباری کی بنیاد پر قائم ہیں اور عاشق اصول محبت سے انحراف نہیں کرتا۔

متصل شعر: ہمیں بدنام زمانے میں تیری خو نے کیا　　دل فریفتہ جو کچھ کیا سو تو نے کیا
یہ غبار میر تو صاحب غبار میر ہے　　بیٹھ جاتا ہے غبار ماہ و سال اس کے لئے

حاصل شعر: عشق انسان کو باکردار اور بااصول ہونے کا درس دیتا ہے۔

﴿غزل نمبر۲﴾

شعرا: فقیرانہ آئے صدا کر چلے　　میاں! خوش رہو ہم دعا کر چلے

شاعر کا حوالہ: یہ شعر میر تقی میر کی غزل ۲ سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

فقیرانہ	عاجزی سے
صدا	پکار، آواز

مفہوم: انتہائی عاجزی سے محبوب کو ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دے کر لوٹ گئے۔

مرکزی خیال: اس فانی دنیا میں آنے والا ہر انسان ایک دن موت کا مزا چکھے گا۔

تشریح: میر کی زندگی غموں اور دکھوں میں گزری۔اس لئے شاعر میر تقی میر اپنی غزل کے مطلع میں دل کے غم اور اداسی کا ذکر کرتا ہے۔ کہ اس کا دل فانی دنیا سے بھر گیا ہے۔اس چند روز کی زندگی میں وہ خوشی کے چند لمحات تلاش نہ کر سکا اور اس دنیا کے فانی ہونے کا اسے یقین ہے۔جیسے ایک بے بس انسان راستوں میں اپنی ضرورت کے لئے پکارتا ہے اور واپس لوٹ جاتا ہے اسی طرح انسان بھی ایک مختصر زندگی کے لئے دنیا میں آیا اور ایک دن لوٹ جائے گا۔زندگی اور موت کا یہ سلسلہ تا ابد چلتا رہے گا۔ہم بھی تقریباً اپنی زندگی کے لمحات مکمل کر چکے اب تمہاری باری ہے۔ہم تو تمہیں دعا دے سکتے ہیں۔کہ ہمیشہ اس دنیا میں خوش و خرم رہو۔

حوالہ شعر: جوں شررائے ہستی ء بے بود یاں　　بارے ہم بھی اپنی باری بھر چلے

شعر نمبر۲: جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم　　سو اس عہد کو اب وفا کر چلے

شاعر کا حوالہ: یہ شعر میر تقی میر کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

تجھ بن	تیرے بغیر	جینا	زندگی گزارنا
عہد	وعدہ	وفا کرنا	پورا کرنا

Scanned with CamScanner

تشریح:۔ شاعر میر تقی میرؔ زندگی کے میدان میں ایک ناکام انسان تھا۔ تمام عمر غم اور اداسی میں گزاری۔ اس شعر میں شاعر میر تقی میر اپنے محبوب کے عشق میں مبتلا ہو کر اس کے بغیر نہ جینے کا وعدہ کیا تھا۔ شاعر محبوب کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔ کہ اب وعدے کو پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ تمہاری جدائی اور تم سے دوری میرے لئے ناقابل برداشت ہے اور اب میں تمہاری ابدی جدائی اختیار کر رہا ہوں۔ پس اب تمہارے جانے کے بعد میں بھی اس فانی دنیا سے جانے کی تیاری کرنے لگا ہوں۔

حوالہ شعر: محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا — اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے۔

تجھ سے بچھڑ کر زندہ ہوں — جان بہت شرمندہ ہوں

شعر نمبر۳: **نہ دیکھا غم دوستاں شکر ہے — ہمیں داغ اپنا دکھا کر چلے**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر میر تقی میر کی غزل ۲ سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

غم دوستاں	اپنوں کا غم، محبوب کی جدائی
داغ	زخم، غم

مفہوم:۔ البتہ ہم ہی اپنا داغ دکھا کر چلے گئے شکر ہے ہم نے دوستوں کا غم نہ دیکھا۔

تشریح: شاعر کا دور برصغیر کے مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا دور تھا۔ دہلی شہر تباہ ہو گیا تھا۔ میرؔ کی زندگی غم اور مشکلات سے بھری تھی۔ چنانچہ شاعر اپنے مصائب اور مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میری اپنی زندگی میں غم و پریشانیاں کیا کم تھیں کہ میں دوسروں کے داغ اور زخم اٹھاتا۔ مطلب اس خود غرض دنیا نے مجھے کیا دیا کہ میں دنیا کے لئے خود کو ہلکان کروں۔ میرے اپنے زخم و غم اتنے زیادہ تھے کہ میں اور غم و زخم برداشت نہیں کر سکتا تھا اور دنیا کی محفل کو چھوڑ کر چلا گیا اور مزید غموں کا سامنا نہ کیا۔

حاصل شعر: ہر شخص کو اپنے غم اور پریشانیوں کا خود سامنا کرنا ہے۔

حوالہ شعر:۔ ہم نے ہر ایک شخص کے دامن کو سی لیا — ہم خوش نہیں کوئی اپنا سہارا نہیں بنا (عابد ودود زرّوبوی)

شعر نمبر۴: **شفا اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی — کہ مقدور تک تو دوا کر چلے**

حوالہ شاعر: مندرجہ بالا شعر میر تقی میرؔ کی غزل ۲ سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

شفا	صحت	تقدیر	قسمت
مقدور بھر کوشش	بھرپور کوشش کرنا		

مفہوم: مقدور بھر تو کوشش کی لیکن شائد اپنی قسمت میں شفایاب ہونا نہیں تھا۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ عشق محبت کی انتہا ہے اور جو اس میں مبتلا ہوا اس کا کوئی علاج ممکن نہیں۔ شاعر بھی اپنے محبوب کے عشق میں مبتلا ہے۔ یہ جاننے کے باوجود کہ عشق لاعلاج مرض ہے۔ چاہے اسے خود سے کتنا دور کرو یہ دل میں اور جگہ بناتا جاتا ہے۔ ہر طرح سے شاعر نے محبوب کو بھولنے کی کوشش کی لیکن جتنا شاعر محبوب کو بھولنے کی کوشش کرتا ہے۔ اتنا ہی محبوب زیادہ شدت سے یاد آتا ہے۔

مطابقت شعر: وہ جو خنجر بکف نظر آیا — میرؔ سو جان سے فدا ہوا

الٹی ہو گئی سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا — دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

شعر نمبر۵ : **وہ کیا چیز ہے؟ آہ! جس کے لیے — ہر اک چیز سے دل اٹھا کر چلے**

حوالہ شاعر: یہ شعر میر تقی میر کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

مشکل الفاظ:

لفظ	معنی	لفظ	معنی
دل اٹھانا	ناامید ہونا	بیزار ہونا	اچاٹ ہونا

مفہوم: آہ، وہ اایسی کیا چیز ہے جس کے لئے دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔

تشریح: شاعر میر تقی میرؔ ساری زندگی نامراد اور غم زدہ رہا۔ اسی لئے وہ اس دنیا سے بیزار ہو گا۔ شاعر کہتا ہے میں نے محبوب کی محبت میں ڈوب کر دنیا چھوڑ دی۔ دنیا سے تعلق ختم کر لیا جس کا صلہ محبوب نے کیا دیا۔ یہ کہ میری طرف توجہ نہ کیا اور مجھ سے بیوفائی کی۔ اب میرا اس دنیا میں دل نہیں لگتا۔

مفہوم: عاشق ہمیشہ محبوب سے بھرپور توجہ کی امید رکھتا ہے۔

حوالہ شعر: الٹی ہو گئی سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا — دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

Scanned with CamScanner

شعر نمبر ۶: دکھائی دیے یوں کہ بے خود کیا　ہمیں آپ سے بھی جدا کر چلے

حوالہ شاعر: یہ شعر میر تقی میر کی دوسری غزل لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

الفاظ	معانی
بے خود کرنا	مست کرنا، مدہوش کرنا
آپ سے	یعنی خود سے

تشریح:۔
شاعر اس شعر میں محبوب کی خوبصورتی اور حسن کا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ محبوب کا حسن بے مثال ہے۔ محبوب کے حسن نے مجھ پر سحر طاری کر دیا ہے۔ میں محبوب کی ایک جھلک دیکھ کر اس کے عشق میں مبتلا ہو گیا ہوں اور خود کو بھول گیا ہوں۔ اب میں ہر لمحہ محبوب کا دیدار چاہتا ہوں لیکن افسوس کہ وہ اپنی جھلک دکھا کر میرے دل میں اپنی یادیں چھوڑ گیا ہے اور اب میں دنیا سے لاتعلق ہو کر صرف محبوب کی تلاش میں ہوں۔ لیکن تادم ناکام ہوں۔ محبوب نے میرے دل پر ایسا قبضہ جمایا ہے کہ میں اپنی ذات کو بھول گیا ہوں۔

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی　کچھ ہماری خبر نہیں آتی　(غالبؔ)

حوالہ شعر:
ہم کو اپنی خبر نہیں غالبؔ　تم زمانے کی بات کرتے ہو
ہوش جاتا نہیں رہا لیکن　جب وہ آتا ہے تب نہیں آتا

حاصل شعر: محبوب کی ایک جھلک عاشق پر بے خودی کی حالت پیدا کر رہی ہے۔

شعر نمبر ۷: جبین سجدہ کرتے ہی کرتے گئی　حق بندگی ہم ادا کر چلے

شاعر کا حوالہ: یہ شعر میر تقی میرؔ کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

جبین	ماتھا، عاجزی حق بندگی، مخلوق ہونے کا حق

فہوم: بندگی کا حق ادا کرنے کے لئے ہماری جبین سجدوں پر سجدے کرتی گئی اور آخر کار بندگی کا حق ادا ہی کر دیا۔

تشریح: شاعر اس شعر میں کہتا ہے کہ محبوب نے مجھے اپنی محبت کا اسیر بنا لیا اور جب میں نے ایک بار محبوب کی محبت قبول کر لی تو ہر لمحہ

میری محبت میں اضافہ ہوتا رہا۔ یہ محبت اتنی بڑھی کہ محبوب کے سوا کچھ دکھائی نہ دیا۔ حقیقی عشق کی رو سے جب دل میں ایمان کی روشنی ہو اور محبوب کے سامنے سجدہ ریز ہوں تو خالص عبادت رب اور بندے کے درمیانی فاصلہ کم کر دیتا ہے اور وہ رب کی محبت میں اتنا گم ہو جاتا ہے کہ عبادت اور سجدوں سے اپنی بندگی کا حق ادا کر دیتا ہے۔ اب جبکہ محبوب کی محبت میں انسان عاجزی اختیار کرے تو عاشق بھی محبوب کی محبت اور خوشنودی کا طلب گار بن جاتا ہے۔

حوالہ شعر: پرستش کی یاں تک کہ اے بت تجھے　نظر میں سبھوں کی خدا کر چلے

حاصل شعر: محبوب کی توجہ پانے کے لئے انسان کوئی بھی عمل کرنے کو تیار ہوتا ہے۔

شعر نمبر ۸: **کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میرؔ　جہاں میں تم آئے تھے کیا کر چلے**

حوالہ شاعر: یہ شعر میر تقی میر کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

تشریح: شاعر میر تقی میرؔ غزل کے مقطع میں کہتے ہیں کہ انسان کو ایک خاص مقصد کے تحت بھیجا گیا ہے اور انسان کی زندگی کا اصل مقصد ایمان اور کلمہ پر ایمان لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور رسول ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اقرار کر کے انکی سنت پر عمل کرنا ہے جو شخص حقوق و فرائض کے اس عمل سے کامیاب ہوا وہ دنیا او ور آخرت میں کامیاب ہوگا۔ اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ اگر مجھ سے پوچھا گیا میرؔ تو بتا! تو نے اپنی زندگی کس طرح گزاری تو میں کیا جواب دوں گا؟ کہ مجھے جس مقصد کے لئے اس دنیا میں بھیجا گیا تھا وہ میں نے کسی طور پر پورا نہیں کیا۔

حاصل شعر: ہر انسان سے اسکے اعمال کی پوچھ گچھ ہوگی۔

حوالہ شعر: جس کام کو جہاں میں تو آیا تھا اے نظیرؔ　خانہ خراب تجھ سے وہی کام رہ گیا

﴿مشق﴾

سوال نمبر ۱: پہلی غزل کا مطلع لکھیں۔

مطلع سے مراد طلوع ہونا، نکلنا، یعنی پہلا شعر،
غزل کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوں مطلع کہلاتا ہے۔

اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا
لہو آتا ہے جب نہیں آتا

Scanned with CamScanner

سوال نمبر۲: دوسری غزل کا مقطع لکھیں۔

جواب: کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میرؔ　　جہاں میں ہم آئے تھے کیا کر چلے

سوال نمبر۳: پہلی غزل کے قوافی لکھیں۔

جواب: قوافی قافیہ کی جمع یعنی ہم آواز الفاظ۔

قافیہ، کب، جب، تب، اب، سبب، ڈھب، لب، ادب

سوال نمبر۴: دوسری غزل کی ردیف لکھیں؟

جواب: دوسری غزل کی ردیف ہے "کر چلے"

سوال نمبر۵: واحد جمع لکھیں۔

واحد	سبب	دوا،	سجدہ،	ادب	آہ
جمع	اسباب،	ادویات،	سجود	آداب	آہیں

سوال نمبر۶: مذکر کو مونث اور مونث کو مذکر میں بدل کر جملوں کو دوبارہ لکھیں۔

الف۔ نوکر نے راجا کو سلام کیا۔

جواب: نوکرانی نے رانی کو سلام کیا۔

ب۔ ماں نے بیٹی کو نصیحت کی۔

جواب: باپ نے بیٹے کو نصیحت کی۔

ج۔ ماں نے بہو سے پانی مانگا۔

جواب: باپ نے داماد سے پانی مانگا۔

د۔ مالی پودوں کو پانی دے رہا ہے۔

جواب: مالن پودوں کو پانی دے رہی ہے۔

ہ۔ حجن نے خادمہ کو انعام دیا۔

جواب: حاجی نے خادم کو انعام دیا۔

(خواجہ حیدر علی آتشؔ)

تعارف:

خواجہ حیدر علی آتشؔ ۱۷۷۸ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے والد کا نام علی بخش تھا۔ بچپن میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ انہیں دبستان لکھنؤ کا نمائندہ شاعر کہا جاتا ہے۔

آتشؔ کی زبان نہایت سادہ اور سلیس ہے۔ ان کی شاعری میں فقیرانہ اور آزادانہ شان پائی جاتی ہے۔ ان کے کلام سے کسی قسم کی مایوسی کا احساس نہیں ہوتا۔ آتشؔ نے غزل میں دو دیوان لکھے۔ انھوں نے ۱۸۴۶ء کو وفات پائی اور لکھنؤ میں دفن ہوئے۔

﴿غزل نمبر۱﴾

شعر۱: سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا　　**کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا**

حوالہ شاعر: یہ شعر خواجہ حیدر علی آتشؔ کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

تعارف شاعر: (شاعر کا مختصر تعارف لکھیں)

فرہنگ:

الفاظ	معانی
جہاں	دنیا
فسانہ	داستان، ذکر، کہانی
غائبانہ	پیٹھ، پیچھے
خلق خدا	اللہ تعالیٰ کی مخلوق مراد انسان

نثر: تو سن جہاں میں تیرا کیا افسانہ ہے۔ خلق خدا تجھ کو غائبانہ کیا کہتی ہے۔

مفہوم: ہر انسان کے ساتھ دوسروں کا رویہ ظاہر و باطن میں الگ ہوتا ہے۔

تشریح: شاعر کو اپنے محبوب سے بہت سارے گلے اور شکوے ہیں۔ عام طور پر محبوب کی بے رخی کو برداشت کیا جاتا ہے اور اس کی جفا کے باوجود دل پر صبر کا پتھر رکھ لیا جاتا ہے۔ لیکن شاعر اس شعر میں محبوب کے ہرجائی پن اور بے وفائی کو سب کے سامنے ظاہر کرنا چاہتا ہے کیونکہ اس کا محبوب اپنے حسن پر مغرور ہے اور ہر محفل میں خود کو مختلف پیش کر کے تعریف سمیٹنا چاہتا ہے اور سب سے بے توجہی برتا ہے۔ لوگ اس کے اس ہرجائی پن سے شکوہ کناں ہیں اور بے مروتی پر یقین کرتے ہیں۔ اسی لئے شاعر محبوب کو تنقید کا

Scanned with CamScanner

نشانہ بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ سب لوگ اس کی غیر موجودگی میں اسے برا بھلا کہتے ہیں۔لہذا اسے اپنے رویے کی اصلاح کرنی چاہئے۔

حوالہ شعر:

ے غالبؔ برا نہ مان جو واعظ برا کہے　　ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے

شعر۲: **زیر زمین سے آتا ہے جو گل سو زر بکف**　　**قاروں نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا**

حوالہ شاعر: یہ شعر خواجہ حیدر علی آتش کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

زیر زمین	زمین کے نیچے	گل	پھول
زر بکف	ہاتھ پر سونا لیے		

مفہوم: زمین سے ہر نکلا ہوا پھول سنہری سفوف لئے ہوتا ہے جیسے وہ وہی سونا یعنی قارون کا خزانہ لوٹا رہا ہو۔

تشریح: شاعر اس شعر میں بیان کرتا ہے کہ زمین سے اگنے والے پھول اپنے دامن میں سنہری سفوف لئے ہوتے ہیں۔یعنی یہی سنہری سفوف جو پھول کے زردانے ہیں۔جن کو شاعر نے تلمیح کے طور پر قارون کے اس خزانے سے تشبیہ دی ہے۔جسے اللہ تعالیٰ نے اس کی نافرمانی اور کنجوسی کی وجہ سے زمین میں دفن کر دیا تھا۔اس لئے شاعر کے کہنے کے مطابق کہیں اسی سونے کا اثر ان کلیوں میں ظاہر تو نہیں جس کی وجہ سے یہ پھول سنہرا نظر آتا ہے۔اس شعر میں صفت حسنِ تعلیل کا استعمال ہوا ہے۔یعنی کسی واقعے کی ایسی وجہ بیان کرنا جو دراصل اس کی وجہ نہیں ہو۔یعنی محبوب کا حسن و جمال اس میں منتقل ہو گیا ہے۔کیونکہ سونا حسن اور مالی استحکام کا نشان ہے اور محبوب بھی حسین و جمیل بن کر ہی عاشق کو متاثر کرتا ہے۔

حاصل شعر: سنہری رنگ خوبصورتی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

حوالہ شعر:

ے تم کو آشفتہ مزاجوں کی خبر سے کیا کام　　تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئے گیسو اپنا

ے ہو گئے دفن ہزاروں ہی گل اندام اس میں　　اس لئے خاک سے ہوتے ہیں گلستان پیدا

شعر۳: **ے چاروں طرف سے صورت جاناں ہو جلوہ گر**　　**دل صاف ہو ترا، تو ہے آئینہ خانہ کیا**

حوالہ شاعر: یہ شعر خواجہ حیدر علی آتش کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

صورت جاناں	محبوب کی صورت	شیش محل	شیشے سے بنا مکان
جلوہ گر ہونا	دکھائی دینا		

مفہوم: دل صاف ہو اور اس میں صرف محبوب کی تصویر صاف نظر آتی ہے۔صاف دل کے آگے آئینہ خانہ بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا

تشریح: شاعر اس شعر میں دل کے اخلاص اور پاکیزگی کا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جب عاشق دنیاوی لالچ کی بجائے صرف محبوب کی محبت کو سب کچھ جانے، اسکے دل میں صرف محبوب کی چاہت اور خواہش ہو تو ایسے عاشق کے دل میں بھی ہر لمحہ محبوب کی یاد رہتی ہے۔حقیقی عاشق کا دل ایمان کی روشنی سے روشن ہو تو اس کا دل ہر لمحہ محبوب الٰہی کے ذکر میں مصروف رہتا ہے اور ایسے عاشق کی محبت کا احساس ہر لمحہ ہو سکتا ہے۔اس کے لئے کسی شیشے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنی دل ہی میں محبوب کا جلوہ اور تصویر صاف نظر آتی ہے۔

حاصل شعر:۔ سچا عاشق محبوب کا دیدار دل ہی میں کر سکتا ہے۔

حوالہ شعر: ے دل کے آئینے میں ہے تصویر یار　　اک ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

شعر۴: **ے صیاد! اسیر دام رگ گل ہے عندلیب**　　**دکھلا رہا ہے چھپ کے اسے دام و دانہ کیا**

حوالہ شاعر: یہ شعر خواجہ حیدر علی آتش کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

صیاد	شکاری	اسیر دام	جال میں قید
رگ گل	پھول کے اندر دھاگے، ریشے	عندلیب	بلبل
دام و دانہ	غلہ، جال اور خوراک		

مفہوم: شکاری بلبل کو دانہ ڈال کر جال میں پھانسنے کی کوشش کرتا ہے۔تاکہ اسے قیدی بنائیں۔

تشریح: شاعر اس شعر میں انسان کی حریصانہ فطرت کا ذکر کر رہا ہے کہ کس طرح انسان اپنے مفاد کے لئے دوسرے انسان کو استعمال کرتا ہے۔شاعر کہتا ہے کہ جب کوئی شکاری بلبل کا شکار کرنے کے لئے جال پھیلاتا ہے تو لامحالہ بلبل کو متوجہ کرنے کے لئے دانہ بھی درمیان میں ڈالے گا۔ اسی طرح انسانی فطرت ہے کہ زیادہ سے زیادہ دنیاوی اسباب اکٹھے کرے۔اس مقصد کے لئے لالچی لوگ ہر طریقہ استعمال کرتے ہیں۔خود غرض لوگ اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے دوسرے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور اپنا

Scanned with CamScanner

مقصد پورا کرتے ہیں۔لیکن جو لوگ غرض و حرص سے پاک ہوں وہ شکاری کے فریب میں نہیں آتے۔

اس شعر کا ایک پہلو یہ بھی نکلتا ہے کہ شاعر اپنے محبوب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ مجھے اپنے حسن کے جال میں پھنسانے کیلئے بناوٹ، سینگار یا تزئین و آرائش کی ضرورت نہیں۔ میں تو پہلے ہی سے تیرے حسن کے جال میں پھسا ہوا ہوں۔لہذا تمہیں خود کو مزید سنوارنے سجانے کی ضرورت نہیں۔

حاصل شعر: دوسروں کو سبز باغ کا دکھا کر اپنا مفاد حاصل کرنا انسان کی فطرت ہے۔

حوالہ شعر: ؎ بلبلوں کے لئے ہے دام رگ گل کافی　　جال پھیلا کے نہ صیاد گلستان روکے

شعر۵: **؎ طبل و علم ہی پاس ہے اپنے نہ ملک و مال　　ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا**

حوالہ شاعر: یہ شعر خواجہ حیدر علی آتش کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

طبل	نقارہ، ڈھول
علم	جھنڈا ، نشان/ملک و مال ، حکمرانی اور دولت

نثر: اپنے پاس نہ طبل و علم ہے نہ ہی ملک و مال، زمانہ ہم سے خلاف ہو کے کیا کرے گا۔

مفہوم:۔ دنیاوی شان و شوکت، مال دولت اور حکمرانی کا نشہ انسان کے آرام اور سکون کے لئے زہر قاتل ہے۔

تشریح: اس شعر میں شاعر اپنی دنیا کی بے غرض اور درویش پن کا بیان کرتا ہے کہ دولت کی محبت انسانی کردار کو کمزور بناتی ہے دلوں میں حسد اور لالچ پیدا کرتی ہے۔دنیاوی شان و شوکت کا حصول ایک دوسرے کے خلاف نفرت پیدا کرتی ہے اور دشمنی کو جنم دیتی ہے۔اسی لئے شاعر کہتے ہیں کہ میں ایک عاجزی پسند انسان ہوں۔تعلق توڑنے کی بجائے تعلق جوڑنے پر یقین رکھتا ہوں پھر زمانہ میرے خلاف کیوں ہوگا۔میرے پاس نہ تو دنیاوی شان و شوکت ہے نہ کہیں کی حکمرانی ہے نہ دنیا کے امیر لوگوں میں شمار ہوتا ہوں۔اس مفلسی کی زندگی میں خوش ہوں اور دنیاوی اسباب سے دوری مجھے آسودگی دیتی ہے۔

حوالہ شعر: ؎ ہر شب شب برات ہے، ہر روز روزِ عید　　سوتا ہوں ہاتھ گردن مینا میں ڈال کر

؎ ان بتوں کو ہم فقیروں سے کہو کیا کام ہے　　یہ تو طالب زر کے ہیں اور یاں خدا کا نام ہے

شعر۶: **؎ ترچھی نگاہ سے طائر دل ہو چکا شکار　　جب تیر کج پڑے گا، اڑے گا نشانہ کیا**

حوالہ شاعر: یہ شعر خواجہ حیدر علی آتش کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

ترچھی نگاہ	ٹیڑھی نظر	طائر	پرندہ
تیر کج	ٹیڑھا تیر		

نثر: ترچھی نگاہ سے طائر دل شکار ہو چکا۔حالانکہ جب تیر کج پڑے گا تو نشانہ کیا اڑے گا۔

مفہوم:۔ عاشق محبوب کی ترچھی نگاہ پر مر مٹا ہے۔

تشریح: شاعر اس شعر میں محبوب کی جادو بھری آنکھوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ محبوب کی آنکھیں بڑی مسحور کر دینے والی ہیں۔جب میں محبوب کی آنکھوں کو دیکھتا ہوں۔میں سحر زدہ ہو جاتا ہوں جب تیر کمان سے سیدھا نکلتا ہے تب نشانے پر لگتا ہے کر نشانے پر لگے گا لیکن محبوب کی جادوئی آنکھوں کی خوبی یہ ہے کہ وہ آنکھوں کے تیر سے زخمی کرتی ہے اور ہمیشہ ترچھی نگاہ زیادہ اثر دکھاتی ہیں۔اور محبوب نے بھی اپنی ترچھی نگاہوں سے میرے دل کو زخمی کیا ہے۔

حوالہ شعر: ؎ دیکھ مت ترچھی نظر سے عاشق دلگیر کو　　کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

شعر۷: **؎ یوں مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے　　آتش غزل یہ تو نے کہی عاشقانہ کیا**

فرہنگ:

مدعی	حریف، رقیب، دعویدار	حسد	جلن، کینہ کسی کی برائی چاہنا
داد	تعریف	عاشقانہ	عشق سے بھرپور

نثر: اے آتش! تو نے کیا عاشقانہ غزل کہی ہے۔مدعی حسد سے درد نہ دے تو نہ دیں داد دے یا نہ دے تو نے آتش یہ کیا عاشقانہ غزل کہی ہے۔

تشریح: شاعر اس شعر میں اپنی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آتش تو نے ایسی محبت بھری غزل کہی ہے۔اور اس میں بہترین انداز میں دل کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کی ہے۔اپنے عاشقانہ احساسات کو بڑی سادگی اور واضح انداز میں بیان کیا۔اگر کوئی حسد کرنے والا اسکی تعریف نہ کرے تو یہ اسکی غلط سوچ ہوگی۔

حاصل شعر: شاعر بعض اوقات اشعار میں اپنے حریفوں کے حسد کو ظاہر کرتے ہیں۔

حوالہ شعر: ؎ دوست بن کر بھی نہیں ساتھ نبھانے والا　　وہی انداز ہے ظالم کا زمانے والا

؎ اب تلک روح رقص میں ہے مری　　کیا ترنم ترے بیان کا تھا

Scanned with CamScanner

﴾غزل ۲﴿ (خواجہ حیدر علی آتش)

شعر ا: ہوائے دورِ مئے خوشگوار، راہ میں ہے　　خزاں چمن سے ہے جاتی، بہار راہ میں ہے

شاعر کا حوالہ: یہ شعر سید حیدر علی آتش کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

الفاظ	معانی
خزاں	پت جھڑ کا زمانہ / بے رونقی کا موسم
دورِ مئے	شراب کا زمانہ / خوشحالی کا دور دورہ

مفہوم: بے رونقی کا دور ختم ہو گیا۔ اب خوشحالی کا زمانہ آنے والا ہے۔ اب ہر طرف خوشیاں ہوں گی۔

تشریح: اس شعر میں شاعر انسان کو امید کا پیغام دیتا ہے۔ شاعر کہتا ہے مصائب و آلام سے نہ گھبراؤ بلکہ ان مشکلات کا سامنا کرو۔ زندگی سے ہمیشہ اچھائی کی امید رکھو۔ اپنی ہمت سے غم اور درد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ حالات سب ساز گار ہوں گے اور ہر طرف خوشی اور مسرت کا دور دورہ ہوگا۔ ہر طرف ہنسی اور مسرتیں ہوں گی۔

حوالہ شعر: ؎ وقت اچھا بھی آئے گا ناصر　　غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی

حاصل شعر: ہمت مرداں مدد خدا کے مصداق امید و یقین قائم رکھیں۔

شعر ۲: عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر ہستی میں　　نہ کوئی شہر، نہ کوئی دیار، راہ میں ہے

شاعر کا حوالہ: یہ شعر سید حیدر علی آتش کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:۔

الفاظ	معانی
عدم	آخرت
ہستی	زندگی، دنیا
دیار	وطن، ملک
کوچ	سفر

مفہوم:۔ آخرت کے لئے اسی دنیا میں تیاری کرنی ہے کیوں کہ پھر موقع نہیں ملے گا۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ ہستی میں عدم کے کوچ کی فکر لازم ہے کہ راہ میں نہ کوئی شہر ہے، نہ کوئی دیار ہے کہ ہر شخص کو ایک دن اس دنیا سے رخصت ہونا ہے لیکن کسی بھی سفر سے پہلے مسافر راستے کی ضروریات کی فکر کرتا ہے اور آخرت کے سفر کے لئے زادِ راہ اس کے اعمال ہیں۔ جسکی اسے فکر کرنی ہے۔ اس دنیا میں اچھے اعمال اس کے سفر کی ضرورت ہیں اگر اس نے نیک اعمال کیے تو آخرت میں کامیاب ہوگا۔ ورنہ اس دنیا سے جانے کے بعد کچھ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ایسا سفر ہے کہ راستے میں کوئی منزل یا ملک نہیں آتا۔ جہاں سے بندہ اپنی ضرورت کے مطابق کچھ اشیاء لے سکے۔ اس لئے یہ تیاری یہیں دنیا میں پر ضروری ہے۔

حاصل شعر: اس دنیا میں کیے گئے اعمال کی جزا و سزا آخرت میں ملے گی۔

حوالہ شعر: ؎ جائے گا جب یہاں سے کچھ بھی نہ پاس ہوگا　　دو گز کفن کا ٹکڑا تیرا لباس ہوگا

شعر ۳: ؎ نہ بدرقہ ہے نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے　　فقط عنایت پروردگار راہ میں ہے

شاعر کا حوالہ: یہ شعر سید حیدر علی آتش کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

رفیق	ساتھی، دوست	عنایت	مہربانی
فقط	صرف	راہ میں	راستے میں

نثر: راہ میں اپنے ساتھ نہ بدرقہ ہے نہ رفیق۔ فقط عنائیت پروردگار ہے۔

تشریح: شاعر اس شعر میں انسان کے آخری سفر کی بات کرتا ہے کہ جب انسان موت کا سامنا کرتا ہے تو کوئی اسکا دوست یا ساتھی نہیں ہوتا۔ اسے یہ سفر اکیلے کرنا ہے۔ اگر کوئی اسکا ساتھ دینے والا ہے۔ تو وہ فقط اسکے نیک اعمال ہیں۔ جو اسکی شفاعت کا سبب بنیں گے یا پھر اللہ تعالیٰ کا کرم اور مہربانی ہی اس کے ساتھ ہوگی اور جزا و سزا کے اس میدان میں اس کو کامیاب کرائے گی۔ اس لئے ہمیشہ اپنے رب پر یقین اور امید قائم رکھو اور نیک اعمال کرو۔

حوالہ شعر: ؎ یاراں کی طرح لطف کرم عام کیے جا　　دنیا میں جو آیا ہے تو کچھ نام کیے جا

حاصل شعر: روزِ حشر صرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور نیک اعمال ہی کام آئیں گے۔

Scanned with CamScanner

شعر۴: ؎ **تلاش یار میں کیا ڈھونڈیے کسی کا ساتھ** **ہمارا سایہ ہمیں، ناگوار راہ میں ہے**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر سید حیدر علی آتش کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ: تلاش یار۔ دوست کی تلاش، ناگوار۔ ناپسندیدہ

نثر: تلاش یار میں کسی کا ساتھ کیا ڈھونڈیے ہمیں ہمارا سایہ راہ میں ناگوار ہے۔

مفہوم: عاشق اپنے محبوب کا اپنی طرف توجہ ہی پسند کرتا ہے۔

تشریح: شاعر اس شعر میں اپنے عزم اور ہمت کا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے ارادوں میں خلوص اور سچائی ہے۔ میں اپنا مقصد پانے کے لئے اپنی ساری توانائیاں صَرف کردوں گا۔ مجھے اپنے محبوب کو کسی بھی حالت میں تلاش کرنا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے مجھے دوسرے سہارے کی ضرورت نہیں۔ شاعر اپنے ساتھی کے متعلق بھی بے یقینی کا شکار ہے۔ کہ اگر میرا رفیق میرے ساتھ تلاش، محبوب میں نکلا تو کہیں وہ میرا رقیب ومخالف نہ بن جائے۔ شاعر اپنے سایہ اور ساتھی کو بھی ناپسندیدہ قرار دیتے ہوئے خود سے دور رکھنے کا خواہش مند ہے۔

حوالہ شعر: ذکر اس پری وش کا اور پھر بیان اپنا بن گیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا

شعر۵: ؎ **سفر ہے شرط، مسافر نواز بہتیرے** **ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں ہے**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر سید حیدر علی آتش کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ: مسافر نواز۔ مسافروں کی عزت کرنے والے، بہتیرے۔ بہت سارے

شجر سایہ دار۔ سایہ دار درخت ہزار ہا۔ بے شمار

مفہوم: منزل پانے کے لئے سفر کرنا شرط ہے باقی اللہ تعالی مدد بہم پہنچائے گا۔

تشریح: شاعر اس شعر میں منزل پانے کے لئے سفر کو ضروری شرط قرار دیکر کہتے ہیں کہ اگر منزل تک پہنچنا ہو تو اس کے لئے سچی لگن اور مسلسل تگ ودو سے کام لینا ہوگا اور اللہ تعالی پر توکل کر کے قدم بڑھانا ہوگا اگر تمام تر مصائب اور رکاوٹوں کے باوجود بھی مسافر کی ہمت اور حوصلے میں فرق نہ آئے تو اللہ تعالی اس کے لئے آسانی بہم پہنچائے گا اور منزل تک پہنچنے کے لئے اس کی بھرپور مدد کرے گا لیکن اس کے لئے لازم ہے کہ وہ ہمت نہ ہارے اور منزل پر پہنچنے تک حوصلے سے کام لے۔

شعر کا حوالہ: ؎ موت اک ماندگی کا وقفہ ہے یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

؎ کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

حاصل شعر: باہمت لوگ منزل پر پہنچ کر ہی رہتے ہیں۔

شعر۶: ؎ **مقام تک بھی ہم اپنے پہنچ ہی جائیں گے** **خدا تو دوست ہے دشمن ہزار راہ میں ہیں**

تشریح: شاعر اس شعر میں اللہ تعالی کے کرم اور مہربانی کا امیدوار ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اگر ہم مسلسل عمل کریں اور حوصلہ نہ ہاریں تو کوئی وجہ نہیں کہ اللہ کے کرم سے اپنی منزل پر نہ پہنچیں۔ اس منزل کے راستے میں خطرات ہیں۔ بے شمار دشمن ہیں جو ہمیں منزل سے بھٹکائیں گے۔ لیکن ہمیں ہر خطرے کا مقابلہ کرنا ہے۔ حوصلہ نہیں ہارنا کیونکہ اللہ تعالی ہی رحیم وکریم ہے اور ہر سفر میں ہمارا ہم سفر ہے۔

حوالہ شعر: ؎ کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

حاصل شعر: اللہ کی رضا کے بغیر کوئی کام ممکن نہیں پس ہمیشہ رب سے امید رکھو۔

شعر۷: ؎ **تھکیں جو پاؤں تو چل سر کے بل، نہ ٹھہر آتش** **گل مراد ہے منزل میں، خار راہ میں ہے**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر سید حیدر علی آتش کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ: سر کے بل چلنا۔ حوصلہ نہ رہنا، ہمت قائم رکھنا، گل مراد۔ خواہشات کی تکمیل

نثر: آتش! جو پاؤں تھکیں تو سر کے بل چل۔ ٹھہرنا نہیں راہ میں خار ہے، گل مراد منزل میں ہے۔

تشریح: شاعر زندگی کے احوال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ زندگی میں عروج وزوال آتا رہتا ہے اس لئے انسان کو ہر لمحہ باہمت ہونا چاہئے۔ اگر زندگی کے دوڑ میں انسان کو خطرات ومشکلات کا سامنا ہو تو اسے ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ بلکہ ان آزمائشوں کا جواں مردی سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ اگر کوئی تھک جائے تو سر کے بل چلے لیکن مایوس نہ ہو کیونکہ مایوسی گناہ ہے اور حوصلہ ہارنے والے بعض اوقات زندگی ہار جاتا ہے۔ اس زندگی میں ہر عمل نیک ہو تو نیکی کے کام کرنے والوں کے راستے میں پتھر تو آتے ہیں یہی منزل تو بہت سختیوں کے بعد ہاتھ آتی ہے۔ ہر پھول کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں۔

حوالہ شعر: ؎ ارادے جن کے پختہ ہوں، نظر جن کی خدا پر ہو تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

؎ ہرچند راہ میں تھے کانٹے بچھے ہوئے جس کو تری طلب تھی گزرتا چلا گیا

حاصل شعر: انسان کو اپنے ارادے اور ہمت سے کام لینا چاہیئے۔

Scanned with CamScanner

﴿مشق﴾

س ۱: پہلی غزل کے قوافی لکھیں۔

جواب: پہلی غزل کے قوافی ،افسانہ، غائبانہ،خزانہ، خانہ، دانہ، زمانہ،نشانہ، عاشقانہ

س ۲: دوسری غزل کی ردیف لکھیں۔

جواب: دوسری غزل کی ردیف: ''راہ میں ہے'' ہے۔

س ۳: پہلی غزل کے دوسرے شعر میں قارون کا ذکر کس حوالے سے آیا ہے؟

جواب: پہلی غزل کے دوسرے شعر میں قارون کے خزانے کا ذکر اسلئے کیا گیا ہے کہ بخل اور کنجوسی کی وجہ سے وہ مال و دولت اللہ کے احکامات کے مطابق لوگوں پر خرچ نہ کرتا بلکہ جمع کرتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورۃ القصص میں اسی قارون کا واقعہ ذکر کیا کہ اسے اپنے بخل کے سبب لوگوں کی عبرت کے لئے مال دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ اسی لئے پھولوں کے اُگنے کے وقت ان میں سونے کے رنگ کا سفوف کا اثر کہیں قارون کے مال کا تو نہیں؟

س ۴: پہلی غزل کے پانچویں شعر کو نثر میں تبدیل کریں۔

جواب: میرے پاس نہ طبل ہے نہ علم، نہ میں بادشاہ ہوں نہ میرے پاس مال و دولت ہے۔ اگر یہ دنیا والے میری مخالفت کریں تو کیوں کریں؟

س ۵: دوسری غزل کے دوسرے شعر میں کونسی خاص بات بیان کی گئی ہے۔

جواب غزل نمبر ۲ کے دوسرے شعر میں شاعر نے موت سے پہلے آخرت کے سفر کے لئے تیاری کرنے اور نیک اعمال کرنے کی ہدایت کی ہے۔

س ۶: دوسری غزل کی پانچویں شعر کی تشریح کریں۔

جواب: تشریح ہو چکی ہے۔

س ۷: مندرج ذیل کس قسم کے مرکبات ہے؟

زیر زمین	طبل و علم	رگ گل	دام و دانہ	شجر سایہ دار
مرکب اضافی	مرکب عطفی	مرکب اضافی	مرکب عطفی	مرکب توصیفی

س ۸: مصرے مکمل کریں۔

الف۔ کہتی ہے تجھ کو خلق خدا۔۔۔۔۔۔(غائبانہ کیا)

ب۔ طبل و علم ہی پاس ہے اپنے۔۔۔۔(نہ ملک و مال)

ج۔ یوں مدعی حسد سے نہ دے داد۔۔۔(تو نہ دے)

د۔ عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر۔۔۔(ہستی میں)

ہ۔ خدا تو دوست ہے دشمن۔۔۔۔۔(ہزار راہ میں ہے)

س ۹: سبق میں سے پانچ ذو معنی الفاظ تلاش کریں اور انہیں الگ الگ جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ دونوں معنی واضح ہو جائیں۔

جواب:۔ پانچ ذو معنی الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

آب (پانی) :۔ قسمت میں لکھا ہوا آب و دانہ انسان کو ہر حال میں ملتا ہے۔

آب (چمک) :۔ کوہ نور کی آب و تاب قابل دید ہو گی۔

صنم (بت) :۔ ہندو صنم کی پوجا کرتے ہیں۔

صنم (محبوب) :۔ ؎ نہ ادھر کے نہ ادھر کے رہے　　نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

دیر (مندر)۔ اللہ کو دیر میں تلاش کرنا نادانی ہے۔

دیر (قاصر)۔ روزانہ دیر سے سکول آنا سہیل کی عادت ہے۔

دانہ (عقلمند) نعمان اپنے وقت کے دانا حکیم تھے۔

دانہ (پھنسی) گرمی کے موسم میں صفائی کا نہ خیال نہ رکھنے سے جسم پر داغ نکل آئے۔

سونا (ایک قیمتی دھات): سونا بہت مہنگا ہو گیا ہے۔

سونا (نیند) زیادہ سونا صحت کے لئے ٹھیک نہیں۔

Scanned with CamScanner

(اسداللہ خان غالبؔ)

اردو ادب کے مایہ ناز شاعر مرزا غالبؔ ۲۷ دسمبر ۱۷۹۷ کو آگرہ میں پیدا ہوئے، باپ کا نام مرزا عبداللہ بیگ اور چچا کا نام مرزا نصر اللہ بیگ تھا، بچپن میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والد کی وفات کے بعد ان کی سرپرستی نانا نے کی۔
مرزا غالب تمام عمر اپنی فارسی شاعری پر نازاں رہے لیکن وجہ شہرت اردو دیوان بنا۔ دیوان غالبؔ اردو شاعری میں ایک نئے طرزِ احساس کا حامل مجموعہ ہے آخری ایام روپے پیسے کی ریل پیل نہ رہی جس کی وجہ سے مرزا غالبؔ کے بیشتر دن فاقہ مستی کی نذر ہو گئے۔ غموں کے بوجھ تلے دب کر غالبؔ روتا بلکہ بے بس ہو کر ہنس دیتا ہے اس لئے اس کی شاعری میں اداسی نہیں بلکہ موضوعات کی رنگا رنگی انداز بیان کی جدت شوخی و ظرافت اور انانیت جیسی بیش بہا خوبیاں پائی جاتی ہے۔ وہ ۱۵ فروری ۱۸۶۹ء کو انتقال کر گئے اور دہلی کی بستی نظام میں دفن ہوئے۔

﴿غزل ۱﴾

شعر۱: ؎ **پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا** **دل جگر تشنۂ فریاد آیا**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر اسداللہ خان غالبؔ کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

الفاظ	معانی
دیدۂ تر	آنسوؤں میں بھیگی آنکھیں
جگر	کلیجہ / طاقت / حوصلہ
فریاد	آہ و نالہ
تشنہ	پیاسا

مفہوم: مجھے پھر آنسوؤں سے بھری آنکھیں اور فریاد کرتا ہوا خالی دل اور پیاسا جگر یاد آیا۔

تشریح: شاعر اسداللہ غالبؔ بڑی سادگی کے ساتھ اپنے دل کے اُجاڑ پن کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں اپنے دل کا بوجھ اپنے محبوب کے ساتھ بانٹنا چاہتا تھا۔ اس دوران آنسوؤں کو روکنا ناممکن ہو گیا۔ کیونکہ دوسروں کے ساتھ اپنا غم اور درد بانٹتے وقت انسان کو اپنی یادوں اور زخموں پر قابو پانا مشکل ہوتا ہے۔ یعنی جب بھی انسان ضرورت محسوس کرتا ہے۔ تو اس شے کے حاصل کرنے پر ہی ضرورت مکمل ہوتی ہے ورنہ پھر ضرورت پکار اٹھتی ہے۔ اس لئے جب مجھے محبوب کی یاد ستانے لگی ہے۔ تو اب محبوب کا دیدار

ہی دل و جگر کی پیاس بجھا سکتا ہے ورنہ دل ہر لمحہ غم میں ڈوبا رہے گا۔

حوالہ شعر: ؎ پھر اسی بے وفا پہ مرتے ہیں پھر وہی زندگی ہماری ہے

مرکزی خیال: عاشق کے لئے محبوب کی یاد دل سے نکالنا مشکل ہوتا ہے۔

شعر۲: ؎ **دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز** **پھر ترا وقت سفر یاد آیا**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر اسداللہ خان غالبؔ کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ: دم لینا۔ آرام کرنا، ٹھہرنا، قیامت ۔ جدائی، مصیبت، بے چینی (مجازی معنی)، ترا۔ تیرا، وقت سفر۔ سفر کا وقت

نثر: قیامت نے ہنوز دم نہ لیا تھا کہ تیرا وقت سفر پھر یاد آیا۔

تشریح: شاعر اپنے محبوب کی جدائی میں بہت غم زدہ ہے اور کہتا ہے کہ محبوب کو رخصت کرتے وقت دل کی بہت دردناک حالت تھی اور وہ لمحات شاعر کو بار بار یاد آتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ محبوب کی یاد لمحہ بہ لمحہ کم ہوتی گئی۔ اور اس میں کچھ کمی آئی جسے شاعر قیامت کے دم لینے سے تعبیر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ کچھ لمحوں کے سکون کے بعد پھر شدت سے محبوب کی یاد آئی اور میرے دل کو دوبارہ اسی طرح غم زدہ کیا جسے محبوب کی جدائی کے وقت دل کی حالت تھی۔

حوالہ شعر: ؎ **یاد اسکی اتنی خوب نہیں میر باز آ** **ناداں پھر وہ جی سے بھلایا نہ جائے گا**

مرکزی خیال: عاشق کے لئے محبوب کی جدائی سب سے بڑا امتحان ہے۔

شعر۳: ؎ **زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی** **کیوں ترا راہ گزر یاد آیا**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر اسداللہ خان غالبؔ کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ: یوں بھی۔ اس طرح سے بھی، ترا۔ تیرا، راہ گزر۔ گزرنے کا راستہ

نثر: یوں بھی زندگی گزر ہی جاتی ترا راہ گزر کیوں یاد آیا۔

تشریح: عاشق کو محبوب کے گھر کی طرف جانے والے راستے بھی محبوب ہیں اس لئے وہ ان راستوں کی طرف اس امید پر جاتا ہے۔ کہ شائد کبھی محبوب سے ملاقات ہو جائے۔ وہ محبوب سے ملاقات کے لئے اُن گلیوں کو اپنی راہ گزر بنا لیتا ہے۔ جو محبوب کے گھر سے ہو کر گزرتی ہیں۔ لیکن ناکامی کی صورت میں محبوب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تیری گلی تک پہنچنے کے باوجود تجھ تک نہ پہنچ سکے۔

Scanned with CamScanner

اس سے بہتر تھا کہ تجھے اپنا محبوب ہی نہ بناتے۔ یہاں سے دور اپنے گھر میں بھی ایسی زندگی گزر رہی جاتی۔

حوالہ شعر: ؎ جو خواہش نہ ہوتی تو کاہش نہ ہوتی　　　ہمیں جی سے مارا تیری آرزو نے

شعر۴: ؎ کیا ہی رضوان سے لڑائی ہوگی　　　گھر ترا خلد میں گر یاد آیا

شاعر کا حوالہ: یہ شعر اسداللہ خان غالب کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

رضوان	داروغہ، فرشتہ جو جنت کے دروازے پر ہوگا	ترا	تیرا
خلد	جنت	گر	اگر

نثر: خلد میں اگر ترا گھر یاد آیا تو رضوان میری ہی لڑائی ہوگی۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ عشق میں عاشق ہمیشہ محبوب کے ملن کی آرزو کرتا ہے۔ جہاں محبوب جاتا ہے۔ عاشق اسکا پیچھا کرتا ہے۔ اگر عاشق کو جنت دی جائے لیکن وہاں محبوب کی قربت نہ ہو۔ تو وہ جنت لینے سے انکار کر دیتا ہے۔ حالانکہ داروغہ (جنت فرشتہ) جنت کی تعریف کرتا ہے اور وہ جگہ ہے بھی تعریف کے قابل۔ لیکن عاشق کو محبوب کا گھر پیارا ہے کیونکہ وہ محبوب کی جگہ ہے اسی بات پر عاشق اور داروغہ کے درمیان لڑائی ہوگی۔ کیونکہ عاشق ہر طرح سے محبوب کی قربت حاصل کرنے کے لئے جنت کی بجائے محبوب کے جھونپڑے (کچے گھر) کو بھی قبول کرنے کو تیار ہے۔

حوالہ شعر: ؎ مگر خیال تری گزر کو جاتا ہے　　　کیا جگہ کوچہ محبوب ہے سبحان اللہ

حاصل شعر: عاشق اپنے محبوب کے عشق میں کچھ بھی کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔

شعر۵: ؎ کوئی ویرانی سی ویرانی ہے　　　دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

شاعر کا حوالہ: یہ شعر اسداللہ خان غالب کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

ویرانی	خاموشی، تنہائی
دشت	صحرا، بیابان

مفہوم: گھر میں دشت کی سی ویرانی ہے۔

تشریح: شاعر مرزا غالب انتہائی ویران دشت کو گھر سے تعبیر کرتے ہیں گھر میں خوفزدہ ہے۔ گھر کی ویرانی دشت کی تنہائی اور ویران سے بڑھ کر ہے۔ شاعر کو کسی ایسی جگہ کی تلاش ہے جو اس سے بھی زیادہ ویرانی ہو لیکن صحرا میں طویل ریتلے میدانوں کو اس نے گھر سے زیادہ ویران و سنسان پایا۔

حوالہ شعر: ؎ دل وہ برگ خزاں ہے کہ ہوا لے جائے　　　غم وہ آندھی ہے کہ صحرا بھی اڑا لے جائے

حاصل شعر: دل ویران اور اداس ہو تو پوری دنیا اداس نظر آتی ہے۔

شعر۶: ؎ میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسؔد　　　سنگ اٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

شاعر کا حوالہ: یہ شعر اسداللہ خان غالب کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

مجنون	دیوانہ، عاشق
لڑکپن	بلوغت کی طرف بڑھتی عمر
سنگ	پتھر

نثر: اسد! میں نے مجنون پہ لڑکپن میں سنگ اٹھایا تھا کہ اپنا سر یاد آیا۔

تشریح: شاعر غزل کے مقطع میں لکھتا ہے کہ میں نے لڑکپن کے زمانے میں مجنون کو مارنے کے لئے کنکر اٹھائے تھے۔ لیکن پھر مجھے اپنا سر یاد آیا کہ آگے چل کر کہیں میرا یہ حال نہ ہو۔ جوانی میں کہیں میں بھی کسی کا عاشق ہو جاؤں گا اور عشق میں دیوانہ ہو گیا تو لڑکے اسی طرح مجھے کنکر ماریں یہ سوچ کہ میں اپنے عمل سے رک گیا۔ عشق میں انسان اتنا آگے بڑھ جاتا ہے کہ ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔

حوالہ شعر: ؎ ہم نہ ہوتے تو کسی اور کے چرچے ہوتے　　　خلقت شہر تو کہنے کو بہانے مانگے

حاصل شعر: جیسا کرو گے ویسا بھرو گے، یا جو بوؤ گے وہی کاٹو گے

Scanned with CamScanner

﴿غزل نمبر۲﴾

شعرا:- ؎ **یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا　　اگر اور جیتے رہتے، یہی انتظار ہوتا**

حوالہ شاعر: یہ شعر اسد اللہ خان غالبؔ کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

وصال یار	اور جیتے رہتے
محبوب سے ملاقات	اور زندگی ہوتی

نثر: وصال یار ہماری قسمت میں نہیں تھا گر اور جیتے رہتے تو یہی انتظار ہوتا۔

تشریح: شاعر اسد اللہ خان غالبؔ عشق میں ناکامی کا رونا رو رہا ہے۔ شاعر اس شعر میں اپنے ناکام عشق کے حوالے سے کہتا ہے۔ کہ بہت عرصہ ہو گیا لیکن محبوب سے ملاقات نہیں ہوئی۔ تمام عمر محبوب کے انتظار میں گزر گئی اور یہ انتظار مزید طویل ہوتا اگر میں زندہ رہتا۔ آخری سانس تک محبوب کا انتظار کرتا۔ کیوں کہ میری قسمت میں ہی محبوب سے ملاقات نہیں۔ کہ میں اپنی زندگی میں محبوب سے ملاقات کر سکوں۔

حوالہ شعر: ؎ حد سے گزرا جب انتظار ترا　　موت کا ہم نے انتظار کیا

شعر۲: ؎ **تیرے وعدے پہ جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا　　کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا**

حوالہ شاعر: یہ شعر اسد اللہ خان غالبؔ کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

جان	محبوب
جھوٹ جانا	جھوٹ ماننا
اعتبار ہونا	یقین ہونا

نثر: اے محبوب ہم تیرے وعدے پہ جئے تو یہ اس لیے کہ ہم نے تیرے وعدے کو جھوٹ سمجھا اگر اعتبار ہوتا تو خوشی سے مر نہ جاتے؟

تشریح: شاعر محبوب کی وعدہ خلافی اور جھوٹی تسلیوں کی بات کرتا ہے کہ اگر ہم تیری وفا اور تیرے کیے گئے وعدے پر یقین کر لیں کہ وہ پورے ہوں گے۔ تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ اگر ہم ان وعدوں پر اعتبار کر لیتے تو شائد تمہارے ملن کی خوشی برداشت نہ کر پاتے اور خوشی سے مر جاتے۔ لیکن شاعر تو پہلے سے محبوب کی وعدہ خلافی سے آگاہ ہے۔ وہ اکثر وعدہ کر کے شرمندہ ہوتا ہے اس لئے شاعر

محبوب کے وعدہ کر لینے کے باوجود زندہ ہے اور اسکا منتظر ہے اگر چہ وہ ان وعدوں پر بالکل یقین کرنے کو تیار نہیں لیکن وعدہ پورا نہ ہونے کے سبب اس کی امید بھی باقی ہے کہ محبوب کا دیدار ہوگا۔

حوالہ شعر: ہے انتہائے یاس بھی اک ابتدائے عشق　　پھر آ گئے وہیں پہ چلے تھے جہاں سے ہم

حاصل شعر: عاشق پر محبوب کی ملاقات شادیِ مرگ کی سی حالت طاری کر دیتی ہے۔

شعر۳: ؎ **یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح　　کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا**

حوالہ شاعر: یہ شعر اسد اللہ خان غالبؔ کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ: ناصح۔ ہدایت کرنے والا (نصیحت کرنے والا، واعظ)

چارہ ساز۔ کام بنانے والا، کام کامیاب کرنے والا (بترکیب فاعلی)

غم گسار۔ ہمدرد، غم خوار، تسلی دینے والا

نثر: یہ کہاں کا دوستی ہے کہ دوست ناصح بنے ہیں کوئی چارساز اور غمگسار ہونا۔

تشریح: شاعر اسد اللہ خان غالب کا اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے شکوہ ہے کہ دوست تو وہ ہے جو مصیبت میں کام آئے۔ مشکل میں تمہارے ساتھ کھڑا ہو۔ لیکن یہ کیسے دوست ہیں جو ایسی مشکل گھڑی میں تسلی دینے کی بجائے نصیحت کر رہے ہیں۔ اب دوستوں اور عام لوگوں میں کیا فرق رہ گیا۔ مجھے تو اس دلی غم کی حالت میں دوستوں سے امید تھی کہ میرے محبوب کی بے وفائی نے میرے دل میں جو زخم لگائے اور مجھے جو تکلیف پہنچائی ہو تو میرے زخموں پر مرہم رکھیں گے۔ محبوب کیساتھ ملاقات اور ملنے کے لئے کوئی راستہ نکالیں گے لیکن دوستوں نے محبوب کی بے وفائی پر اسے سمجھانے اور مجھ سے بے وفائی کرنے سے روکنے کی بجائے الٹا مجھے محبوب سے دور رہنے اور اسکے عشق کو چھوڑ دینے کی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ ایسے دوست کا کیا کروں جو وقت کے ساتھ بدلے۔

حوالہ شعر: ؎ شہر میں ہمدم دیرینہ بہت تھے ناصر　　وقت آنے پہ مرے کام نہ آیا کوئی

حاصل شعر: مخلص دوست وہ جو مشکل وقت میں کام آئے

شعر۴: ؎ **رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا　　جسے غم سمجھ رہے ہو، یہ اگر شرار ہوتا**

حوالہ شاعر: یہ شعر اسد اللہ خان غالب کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ: سنگ۔ پتھر، سخت جاں،　ٹپکتا۔ گرتا　　لہو۔ خون،　تھمنا۔ رکنا،　شرار۔ شعلہ

نثر: میرا غم اگر شرارا ہوتا تو پتھر سے وہ بہتا کہ کبھی نہ تھمتا۔

Scanned with CamScanner

تشریح: غم اور خوشی زندگی میں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ لیکن احساسات کی جنگ میں انسان غم سے زیادہ متاثر ہوتا ہے اور اسی لئے انسان میں برداشت کی قوت بھی بہت زیادہ ہے۔ جیسے پتھر کو توڑنے کی کوشش میں چنگاری نکلتی ہے لیکن پتھر بے حس ہے اس پر کسی طرح کا اثر نہیں پڑتا۔ اگر چنگاری اور غم ایک چیز ہوتے تو پتھر بھی چنگاری کی تپش کو محسوس کرتا جبکہ انسان حساس ہے۔ اور سخت مشکلات کا سامنا کر سکتا ہے۔ اور ہر طرح کے غم و گداز کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر یہ غم یا درد جو ایک انسان برداشت کرتا ہے اگر پتھر میں احساس ہو تو برداشت نہ کر سکے بلکہ ہمیشہ اس سے خون رستا رہے۔

حوالہ شعر: آبلے کی سی ٹھیس لگی پھوٹ بہے　　دردمندی میں گئی ساری جوانی اپنی

صرف پتھر ہی نہیں جلتے ہیں غم کی آگ میں　　برف سے بھی ہم نے دیکھا ہے دھواں اٹھتا ہوا

حاصل شعر: انسانی برداشت حوصلہ کے سامنے پہاڑ بھی کمزور پڑ جاتے ہیں۔

شعر۵: **کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے**　　**مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا**

حوالہ شاعر: یہ شعر اسد اللہ خان غالب کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ: شب غم۔ غم کی رات، بری بلا۔ بہت ناپسندیدہ

نثر: میں کس سے کہوں کہ شب غم کیا بری بلا ہے۔ کیا بُرا ہوتا اگر مجھے ایک بار مرنا ہوتا۔

تشریح: شاعر غم کی رات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔ عاشقوں کے لئے غم کی رات کیسی دردناک ہوتی ہے۔ اس رات میں عاشق محبوب کے عشق میں ہر لمحہ جیتے اور ہر لمحہ مرتے ہیں۔ شاعر بھی سخت تکلیف میں ہے۔ عاشق کو دل کی بے چینی اور غم سے اپنی تکلیف کو بیان کرنا مشکل ہے۔ محبوب کی جدائی نے عاشق کو ایک عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اور اس مشکل وقت میں شاعر اس بات کی خواہش کرتا ہے کہ محبوب کی دوری کی وجہ سے بار بار موت جیسی تکلیف برداشت کرنے سے ایک ہی مرتبہ مر جانا خوشی کی وجہ ہے۔ پرسکون موت بھی نعمت ہے۔

حوالہ شعر: کیا قیامت ہے ہجر کے دن بھی　　زندگی میں شمار ہوتے ہیں

تنہائیوں کا درد لئے میرے ساتھ ساتھ　　شب بھر ترے خیال میں جلتی رہی حیات

حاصل شعر: عاشق کے لئے محبوب کی جدائی قیامت خیز ہوتی ہے۔

شعر۶: **اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا**　　**جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر اسد اللہ خان غالب کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

یگانہ	واحد، ایک، یکتا	بُو	اس سے مراد یہاں وجود ہے
دوئی	دوسرا	دوچار ہونا	سامنا کرنا، نظر آنا، دکھائی دینا

نثر: وہ یگانہ و یکتا ہے اسے کون دیکھ سکتا ہے جو دوئی کو بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا۔

تشریح: غزل کے اس شعر میں شاعر نے وحدہ لاشریک کا بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد اور ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی رب ہوتا تو کہیں نہ کہیں تو ملتا۔ کبھی نظر آ جاتا۔ لیکن جب وہ ذات اپنی صفات اور خصوصیات میں ایک ہے تو اسے کون دیکھ سکتا ہے کیونکہ ملاقات کے لئے دو ہستیوں کی ضرورت ہے۔ لہٰذا وہ ایک ہے اور سب کا محبوب اور سب کا رب ہے۔

حوالہ شعر: دوسرا کون ہے جہاں تو ہے　　کون جانے تجھے کہاں تو ہے

حاصل شعر: اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔

شعر۷: **یہ مسائل تصوف، یہ ترا بیان غالبؔ**　　**تجھے ہم ولی سمجھتے، جو نہ بادہ خوار ہوتا**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر اسد اللہ خان غالبؔ کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ: مسائل۔ مسئلہ کی جمع، تصوف۔ صوفیانہ رنگ، ولی۔ بزرگ، پرہیزگار، بادہ خوار۔ شرابی

مفہوم: غالب تیرا صوفیانہ مسائل کا بیان اتنا دلکش ہے کہ اگر تو ایسا آوارہ گرد نہ ہوتا تو متقی سمجھا جاتا۔

تشریح: شاعر خود کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ غالب تو نہایت خوبصورت اور دلنشین انداز میں تصوف اور دین کے مسائل کو بیان کرتا ہے۔ تیرا انداز دل کو چھو لینے والا ہے۔ لیکن پھر بھی اگر تو بے راہ نہ ہوتا تو سب لوگوں کی نظر میں متقی اور بزرگ انسان کہلاتا۔ لیکن تیرے اعمال تجھے معاشرے میں کمتر بنا رہے ہیں۔

حاصل شعر: ہر شخص کی ظاہری شخصیت اسے معاشرے میں مقام عطا کرتی ہے۔

Scanned with CamScanner

مشقی سوالات

س ۱: پہلی غزل کا مطلع لکھیں۔

جواب: ؎ پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا　　دل جگر تشنہ فریاد آیا

س ۲: پہلی غزل کے پانچویں شعر کے مطابق شاعر کے گھر اور دشت میں کونسی خصوصیت مشترک ہے؟

جواب: پہلی غزل کے پانچوں شعر کے مطابق، جس طرح دشت میں ویرانی اور خاموشی ہوتی ہے اس طرح شاعر کے گھر میں بھی دشت کیطرح ویرانی اور خاموشی ہے۔

س ۳: دوسری غزل کے دوسرے شعر میں محبوب کے وعدے کو جھوٹ جاننے کی شاعر کیا دلیل پیش کرتا ہے؟

جواب: دوسری غزل کے دوسرے شعر میں محبوب کے وعدے کو جھوٹ جاننے کی شاعر یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اگر مجھے محبوب کے وعدے کا اعتبار ہوتا اور محبوب کا وعدہ سچا ہوتا تو میں خوشی کے مارے مر جاتا اور زندہ نہ رہتا۔

س ۴: دوسری غزل کے چوتھے شعر میں شاعر اپنے دوستوں سے کیا گلہ کرتا ہے۔

جواب: دوسری غزل کے چوتھے شعر میں شاعر اپنے دوستوں سے یہ گلا کرتا ہے کہ وہ مجھے کیوں نصیحتیں کرتے رہتے ہیں اور عشق سے باز رہنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں دوستوں کو چاہیے تھا کہ وہ میرے غم میں شریک ہوتے اور میرے ساتھ ہمدردی کرتے۔

س ۵: مجنوں پہ سنگ اٹھایا، تو شاعر کو اپنا سر کیوں یاد آ گیا؟

جواب: شاعر نے جب دیوانے کو پتھر مارنے کا ارادہ کیا تو اسے اپنا سر یاد آ گیا کیونکہ اسے خیال آیا کہ وہ بھی تو مجنون بن سکتا ہے اور لوگ اسے پتھر مار سکتے ہیں۔

س ۶: مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
جھوٹ	سچ	شب	روز
دوستی	دشمنی	غم	خوشی
زندگی	موت	ویرانی	آبادی

بہادر شاہ ظفرؔ

تعارف

بہادر شاہ ظفرؔ ۱۷۷۵ء کو دہلی میں پیدا ہوئے آپ مغلیہ خاندان کے آخری تاج دار تھے۔ جب وہ بادشاہت کے منصب پر فائز ہوئے تو اس وقت مغلیہ اقتدار آخری سانسیں لے رہا تھا۔ بہادر شاہ ظفر شاعرانہ مزاج رکھتے تھے۔ شاعری میں شاہ نصیر، ذوق اور غالبؔ سے اصلاح لیا کرتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں نے انہیں اقتدار سے محروم کیا ان کے بیٹوں کو قتل کر دیا گیا اور انہیں انگریزوں نے جلاوطن کر کے رنگون برما میں نظر بند کر دیا۔ جہاں انہوں نے زندگی کے آخری ایام انتہائی کسمپرسی کی حالت میں بسر کیے۔ رنگون ہی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ بہادر شاہ ظفر کی پہچان ان کی غزل ہے جس میں سوز و گداز اور غم کے مضامین پڑھنے والے کو متاثر کرتے ہیں۔ زبان کی صفائی اور روزمرہ کے استعمال نے ان کی غزل کو خاص رنگ عطا کیا، جس کی بدولت انھیں اچھے غزل گو شعرا میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ بہادر شاہ ظفرؔ نے ۱۸۶۲ء میں قید ہی کے دوران میں وفات پائی۔

غزل نمبر ۱

شعر ا:- ؎ یا تو افسر مرا شاہانہ بنایا ہوتا　　یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

شاعر کا حوالہ:- یہ شعر بہادر شاہ ظفر کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:
افسر۔ عہدہ دار، تاج بادشاہ، حکمران، کرسی والا
شاہانہ۔ شاہی وقار والا، شان و شوکت والا
گدایانہ۔ فقروں جیسا، درویشوں جیسا، عاجزانہ

مفہوم:- یا تو مجھے شاندار بادشاہت عطا کرتا یا پھر فقیروں جیسا مزاج دیتا۔

تشریح: شاعر بہادر شاہ ظفر دنیاوی پریشانیون اور اُلجھنوں کا شکار تھا اور دنیا سے نا اُمید ہو چکا تھا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے دامن پھیلا کر کہتا ہے کہ اے ربُ العالمین! یا تو مجھے حکمرانی اور بادشاہت دیتا کہ میں پوری شان و شوکت سے شاہی تخت کا وارث بنتا کہ دنیاوی عیش و عشرت اور مسرت سے اپنی باقی زندگی گزارتا یا پھر مجھے ایسا عاجز اور فقیر بندہ بناتا جسے دنیا کی کوئی پروانہ ہوتی۔ دنیا سے کنارہ کش ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کے سے لو لگاتا۔ دنیاوی اسباب کی کوئی پروانہ کرتا اور نہ ہی دنیا کا کوئی لالچ میرے دل میں ہوتا۔

حوالہ شعر: ؎ بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی اور یاں　　طاقت بہ قدرِ لذت آزاد بھی نہیں

Scanned with CamScanner

لیکن اب تو یہ حال ہے کہ:

؎ اگر کہوں کہ میں بادشاہ ہوں مذاق اڑاتے ہیں لوگ میرا
اگر کہوں کہ فقیر ہوں تو قرار دیتے ہیں مجھ کو پاگل

حاصل شعر: انسان اللہ سے عشق یا دنیا کی محبت میں انتہا چاہتا ہے۔

شعر۲: ؎ **خاکساری کے لئے گرچہ بنایا تھا مجھے — کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر بہادر شاہ ظفرؔ کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

مفہوم: اگر چہ مجھے خاکساری کے لئے پیدا کیا تو مجھے محبوب کے پاؤں کی خاک بناتا۔

فرہنگ: خاکساری۔ عاجزی، مسکینی، گرچہ۔ اگر چہ، خاکِ درِ جانانہ۔ محبوب کے دروازے کی خاک (مٹی)

تشریح: بہادر شاہ ظفرؔ آخری مغل بادشاہ برائے نام حکمران تھا۔ برصغیر پر صرف دہلی کے لال قلعے تک مغل حکمرانی باقی تھی۔ بادشاہت ایک تماشہ بن چکی تھی۔ اسی لئے اپنی عاجزی اور مسکینی کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے اللہ! اگر مجھے عاجزی اور خاکساری کے لئے پیدا کرنا تھا تو مجھے محبوب کے در کا فقیر بنا دیتا مجھے محبوب کی محبت تو حاصل رہتی میں محبوب کی جدائی میں غم زدہ نہ ہوتا۔

حوالہ شعر: ؎ ہر ایک چیز ملی دل کا مدعا نہ ملا — ترے سوا مجھے دنیا میں اور کیا نہ ملا

حاصل شعر: عاشق محبوب کی قربت کا خواہش مند ہوتا ہے۔

شعر۳: ؎ **نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھ کو — عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر بہادر شاہ ظفر کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ: نشۂ عشق۔ محبت کی طلب، عشق میں مبتلا ہونا، گر۔ اگر،
ظرف۔ برتن، برداشت، پیمانہ۔ پیالہ، ناپنے کا آلہ

مفہوم: عشق کا نشہ پورا کرنے کے لئے طویل عمر کی ضرورت ہے۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ عشق کے لئے لمبی عمر ہو کیونکہ محبت حاصل کرنے کے لئے بھی بڑا عرصہ لگتا ہے۔ اس لئے شاعر محبوب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اگر مجھے عشق کا نشہ دیا ہے تو پھر اتنی مختصر عمر کیوں دی؟ عشق تو تب ہی کامیاب ہوتا جب طویل عمر پاتا۔ اس چندروزہ عشق کی کوئی اہمیت نہیں۔

حوالہ شعر: ؎ شبِ فرقت کٹی یا عمر فانی — اجل کے ساتھ آمد ہے سحر کی

؎ عمرِ دراز مانگ کے لائے تھے چار دن — دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

حاصل شعر: عاشق کو عشق میں کامیابی کے لئے طویل انتظار کرنا پڑتا ہے۔

شعر۴: ؎ **تھا جلانا ہی اگر دوری ساقی سے مجھے — تو چراغِ درِ مے خانہ بنایا ہوتا**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر بہادر شاہ ظفر کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

جلانا	زندگی کا خاتمہ، تکلیف میں ڈالنا
دوری ساقی	ساقی سے دوری
چراغ	روشنی۔ دیا
درِ مے خانہ	شراب خانے کا دروازہ

مفہوم: عاشق ہر حال میں محبوب کے پاس رہنا چاہتا ہے۔

تشریح: شاعر محبوب کی جدائی کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتا ہے اس لئے شاعر رب سے شکوہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے اللہ! اگر مجھے جلانا تھا اور اس شاہی شان و شوکت سے دور ہی کرنا تھا تو مجھے محبوب کے دروازے کا چراغ بنا تا قدموں کا خاک بنا دیتا۔ میں محبوب کے ساتھ چراغ کی صورت میں جلتا رہتا۔ لیکن اس سے دوسرے لوگوں کو کچھ فائدہ حاصل ہوتا۔

حوالہ شعر: ؎ نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آ سکے میں وہ مشت غبار ہوں

شعر۵: ؎ **شعلۂ حسن چمن میں نہ دکھایا اس نے — ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر بہادر شاہ ظفر کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ: شعلہ حسن۔ حسن کا جلوہ، پروانہ۔ عاشق، دیوانہ

مفہوم: محبوب کی خوبصورتی سے سب متاثر ہیں۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ پھول خوبصورتی کی علامت ہے لیکن عاشق کو اپنا محبوب پھول سے بڑھ کر حسین و خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ جیسے بلبل پھول کا عاشق ہے اور پروانہ شمع پر مر مٹنے کے لئے ہر لحظہ تیار ہے۔ لیکن بلبل اور پروانے پر میرے محبوب کے حسن کا

awazeinqilab.com

Scanned with CamScanner

راز کھل جائے تو وہ میرے محبوب کے عشق میں گرفتار ہو جائیں۔

حوالہ شعر: ؎ وہ تو وہ ہے تمہیں ہو جائے گی الفت مجھ سے — اک نظر تم میرا محبوب نظر تو دیکھو
؎ یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے — ہم اور بلبل بے تاب گفتگو کرتے

حاصل شعر: ہر عاشق کو اپنا محبوب دنیا میں سب سے حسین دکھائی دیتا ہے۔

شعر۶: ؎ **صوفیوں کے جو نہ تھا لائق صحبت تو مجھے — قابل جلسہ رندانہ بنایا ہوتا**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر بہادر شاہ ظفر کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

صوفیوں	عبادت گزار افراد ، نیک لوگوں
لائق صحبت	لائق محفل، اٹھنے بیٹھنے کے قابل محفل
جلسہ رندانہ	شرابیوں کی محفل

مفہوم: شاعر خود کو بزرگوں کی محفل میں بیٹھنے کے قابل نہ سمجھ کر شرابیوں کی محفل میں بیٹھنے کی تمنا کرتا ہے۔

تشریح: بہادر شاہ ظفر کی برائے نام بادشاہت باقی تھی۔ دنیا سے ناامید ہو چکے تھے۔ دنیاوی شان کے ساتھ خوشی نہ ملے تو بے فائدہ ہے اس لئے بہادر شاہ ظفر رب سے شکایت کرتے ہیں کہ تو نے مجھے نہ تو متقی اور نیک بنایا اور نہ ہی گناہ گار اور شرابیوں کی محفل بیٹھنے کے قابل۔ تو پھر اس سے بہتر تھا کہ مجھے گناہ گاروں اور شرابیوں کے درمیان پیدا کر دیتا۔

حوالہ شعر: ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم — نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

حاصل شعر: ناامیدی انسان کو کمزور اور الجھن کا شکار کر دیتی ہے۔

شعر۷: ؎ **روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفرؔ — ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر بہادر شاہ ظفر کی پہلی غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

معمورۂ دنیا	دنیا کی آبادی، بستی، معاشرہ

مفہوم: خود غرض اور پر فریب دنیا کو ویران اور دشت انگیز ہونا چاہیئے۔

تشریح: دنیا کے حالات روز بہ روز بدلتے رہتے ہیں۔ حکومت کی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ انسان انسان کا دشمن ہے۔ ایسے میں

اس دنیا کو آباد کرنا ہی غلط ہے کیونکہ لالچ اور خود غرضی ہر انسان کا وطیرہ بن چکا ہے دنیا کی ابتداء سے انسان انسان کا دشمن اور اپنے مفادات کے پیچھے بھاگنے والا ہے۔ اس مفاد پرستی اور خود غرضی میں اس دنیا کو ویران کر دینا زیادہ بہتر ہے کہ جس میں انسانوں کی خود غرضی اور لالچ نہ ہو۔

حوالہ شعر: ؎ کسی نے مول نہ پوچھا دل شکستہ کا — کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا
؎ لگتا نہیں ہے جی مرا اجڑے دیار میں — کسی کی بنی ہے عالم ناپائیدار میں

حاصل شعر: دنیا مصیبتوں کی آماجگاہ ہے۔

﴿غزل۲﴾

شعر۱: ؎ **لگتا نہیں ہے جی میرا اجڑے دیار میں — کس کی بنی ہے عالم ناپائیدار میں**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر بہادر شاہ ظفر کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

جی	دل
اجڑا دیار	برباد بستی
عالم	دنیا، جہاں
ناپائیدار	عارضی، فانی

نثر: میرا جی اجڑے دیار میں نہیں لگتا ہے کیونکہ اس دنیا میں کسی کی بات نہیں بنتی۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ دنیا فانی ہے۔ یہاں سب بڑی بڑی خواہشات پالتے ہیں لیکن اس دنیا نے کسی سے وفا نہ کی اور دنیا سے شکایات کا پلندہ لیکر اس جہاں سے رخصت ہوئے۔ جیسے میرے سارے عزیز و اقارب، دوست احباب دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اب میں کس کے سامنے اپنے دکھ اور بے بسی کا اظہار کروں اور کس سے امداد کا طالب بنوں۔ میری فریاد سننے والا اور اس کا مد اوا کرنے والا کوئی نہیں۔ یہ زندگی ناپائیدار ہے کسی بھی وقت سانس کی ڈور ٹوٹ سکتی ہے۔

حوالہ شعر: ؎ میرا رنگ و روپ بگڑ گیا میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا — جو چمن خزاں سے اجڑ گیا میں اسی کی فصل بہار ہوں
؎ روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفرؔ — ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

Scanned with CamScanner

حاصل شعر: اس فانی دنیا سے سب کو اتنا دل لگانا چاہیئے جتنا اس میں رہنا ہے۔

شعر۲: ؎ **عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن** — **دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر بہادر شاہ ظفر کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

عمر دراز	طویل زندگی
چار دن	مختصر
کٹ گئے	گزر گئے

نثر: طویل غم کی خواہش کی اور چار دن زندگی ملی جن میں دو آرزو میں گزر گئے اور دو انتظار میں کٹ گئے۔

تشریح: انسانی زندگی بہت مختصر ہے اور انسانی فطرت ہے کہ وہ ساری عمر خواہشات اور دنیا کے حصول کے لئے سرگرداں رہتا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ اسکی آرزوؤں میں شدت آتی ہے اس لئے شاعر کہتے ہیں کہ میں نے خواہشات کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ سے طویل عمر کی دُعا مانگی۔ لیکن میری دعا نا قابل قبول ٹھہری اور میں زندگی میں مسلسل مشکلات وحادثات کا شکار رہا۔ شاعر کہتا ہے کہ میری زندگی کا بڑا حصہ ان خواہشات کے پیچھے بھاگتے گزرا اور جو باقی ماندہ زندگی تھی وہ اس انتظار میں گزر گئی کہ ان خواہشات کی تکمیل ہو کہ موت اپنا پنجہ گاڑ دیتا ہے اور اس دنیا میں حسرت و یاس کی تصویر بنا رخصت ہو جاتا ہے۔

حوالہ شعر: ؎ آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت — اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا
؎ نشئہ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھ کو — عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

حاصل شعر: اس فانی دنیا سے ہر انسان کو خالی ہاتھ رخصت ہونا ہے۔

شعر۳: ؎ **بلبل کو باغبان سے نہ صیاد سے گلہ** — **قسمت میں قید لکھی تھی فصل بہار میں**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر بہادر شاہ ظفر کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ:

باغبان	قیدی	صیاد	بلبل	فصل بہار
رکھوالا، مالی	اسیر، گرفتاری	شکار	عندلیب	بہار کا موسم

تشریح: شاعر کہتا ہے قسمت کا بدلنا انسان کی بس سے باہر ہے۔ انسان کی قسمت میں جو خیر وشر، نفع یا نقصان لکھا گیا ہے وہ اسکو

پیش آکر رہے گا جیسے اپنے ہم وطنوں سے دور قید، زمانے کے تغیر کا سامنا اور عزیز و اقارب سے دوری میری قسمت میں تھی اور قسمت کے سامنے کوئی کسی کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ شاعر کہتا ہے کہ میری حکومت کا زوال اور گرفتاری میں میری قسمت کی خرابی شامل تھی لہذا مجھے نہ صیاد سے اور نہ باغبان سے گلہ ہے کہ صیاد نے مجھے کیوں شکار کیا اور باغبان نے میری حفاظت کیوں نہ کی کیونکہ یہ سب قسمت کا کھیل ہے۔ اس شعر میں بلبل شاعر صیاد کا لفظ انگریز سے منسوب کیا گیا ہے۔ بطور استعارہ لیا گیا ہے۔ اس شعر میں شاعر نے انگریزوں کے ہندوستان کی مغلیہ سلطنت کے خاتمے اور ان کو گرفتار کر کے رنگون جیل بھیجے جانے کا اشارہ کیا ہے۔

حوالہ شعر: ؎ بدنصیبی کی میں قائل تو نہیں ہوں لیکن — میں نے برسات میں جلتے ہوئے گھر دیکھے ہیں
؎ مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے — وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

حاصل شعر: تقدیر کے سامنے تدبیر نا کام ہے۔

شعر۴: ؎ **ان حسرتوں سے کہہ دو کہیں اور جا بسیں** — **اتنی جگہ کہاں ہے دل داغدار میں**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر بہادر شاہ ظفر کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

فرہنگ: حسرتیں ۔ ناکام خواہشات — بسنا ۔ آباد ہونا — داغ دار ۔ جلا ہوا، زخمی نشان زدہ

نثر: ان حسرتوں سے کہو کہ کہیں اور جا کر بسیں کیونکہ اس داغدار دل میں اتنی جگہ کہاں ہے۔

تشریح: شاعر اپنی بے چارگی کا رونا روتے ہوئے کہتا ہے کہ میں عمر بھر بے سکونی میں مبتلا رہا۔ میں ساری زندگی مختلف مصائب و تکالیف کا سامنا کرتا رہا اور ان مصائب سے میرا زخمی جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ دل گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جس پر درد و غم کا اسی طرح اثر ہوتا ہے لیکن میرا زخمی دل اب مزید برداشت کرنے کے قابل نہیں۔ اب میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔ اسلئے ان حسرتوں سے کہہ دو کہ اپنے لئے کوئی دوسرا ٹھکانہ تلاش کریں اب مجھ میں صدمات برداشت کرنے کا مزید حوصلہ نہیں۔

حوالہ شعر: ؎ عدم میں رہتے تو شاد رہتے — اسے بھی فکر ستم نہ ہوتا
؎ میری قسمت میں غم گر اتنے تھے — دل بھی یارب کئی دیے ہوتے

حاصل شعر: ہر انسان کی برداشت کی حد ہوتی ہے۔

شعر۵: ؎ **کتنا ہے بدنصیب، ظفر دفن کے لئے** — **دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں**

شاعر کا حوالہ: یہ شعر بہادر شاہ ظفر کی دوسری غزل سے لیا گیا ہے۔

مفہوم: ظفر کتنا بدنصیب ہے کہ محبوب کی گلی میں دفن ہونے کے لئے دو گز زمین بھی نہ ملی۔

Scanned with CamScanner

تشریح: شاعر کہتا ہے میں بہت بدنصیب انسان ہوں کیونکہ مرنے کے بعد مجھے اپنے وطن میں دفن ہونا بھی نصیب نہ ہوگا۔ محبوب کی گلی کو وطن دہلی کے لئے استعارے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد بہادر شاہ ظفر کو قید کر کے رنگون (برما) بھیج دیا گیا۔ جہاں وہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے کرتے وفات پا گئے اور انہیں وہیں دفن کیا گیا۔ ان کی موت کے بعد ان کا قول سچ ثابت ہوا انہیں وطن کی ہوا بھی نہ لگنے دی گئی۔

بقول شاعر: مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور　　رکھی میرے خدا نے میری بے کسی کی لاج

حوالہ شعر: نہ دبایا زمین نے انھیں نہ دیا کسی نے کفن انھیں

نہ ہوا نصیب وطن انھیں نہ کہیں یہ نشان مزار ہے۔

حاصل شعر: اپنوں سے دور موت بہت تکلیف افسوس ناک ہوتی ہے۔

﴿مشق﴾

س ۱: پہلی غزل کا مقطع لکھیں؟

جواب: روزِ معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفرؔ

ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

س ۲: پہلی غزل کے آخری شعر میں کون سی خاص بات بیان کی گئی ہے؟

جواب: شاعر کہتے ہیں۔ کہ دنیا کی حالت روز بروز بگڑتے جا رہے ہیں، فتنے فساد پیدا ہو رہے ہیں، سکون ختم ہو رہا ہے۔ اس سے اگر یہ دنیا ویرانہ ہوتی تو بہتر تھا۔

س ۳: پہلی غزل کے دوسرے اور تیسرے شعر کی تشریح کریں؟

جواب: تشریح پہلے کی جا چکی ہے۔

س ۴۔ دوسری غزل کے دوسرے شعر میں شاعر نے کون سی خاص بات بیان کی ہے؟

جواب: شاعر کے خیال میں ایک لمبی عمر کی تمنا صرف چار دن کی زندگی ہوتی ہے، دو دن امید میں کٹ جاتے ہیں اور دو دن اس امید کے پورے ہونے کے انتظار میں

س ۵۔ دوسری غزل کے قافیے تحریر کریں؟

جواب: دیار، ناپائیدار، انتظار، داغدار، بہار

س ۶۔ پہلی غزل میں کونسی ردیف استعمال ہوئی ہے؟

جواب: ''بنایا ہوتا'' ردیف استعمال ہوئی ہے۔

س ۷۔ بہادر شاہ ظفر کا مزار کس شہر میں ہے؟

جواب: بہادر شاہ ظفر کا مزار رنگون (برما) میں ہے۔

س ۸۔ شاعر کو کس شہر میں دفن ہونے کی تمنا تھی؟

جواب: شاعر کو دہلی شہر دفن ہونے کی تمنا تھی۔

۹۔ مندرجہ ذیل مرکبات کس قسم کے ہیں؟

الفاظ	مرکبات	الفاظ	مرکبات
غم عشق	مرکب اضافی	یاد خدا	مرکب اضافی
چار دن	مرکب عددی	بدنصیب شاعر	مرکب توصیفی۔
عمر دراز	مرکب توصیفی		

س ۱۰۔ بہادر شاہ ظفر کی دونوں غزلوں میں سے کون سا شعر آپ کو زیادہ پسند آیا؟ پسند کی وجہ بھی لکھیں۔

جواب: بلبل کو باغباں سے نہ صیاد سے گلہ

قسمت میں قید لکھی تھی فصلِ بہار میں

پسند کی وجہ:

مجھے بہادر شاہ ظفر کا یہ شعر اس لئے بہت زیادہ پسند ہے کہ اس میں انہوں نے حسین پیرائے میں استعاروں کا استعمال کیا ہے اس کے علاوہ اس شعر سے ان کی قناعت اور صبر کا اندازہ اچھی طرح لگایا جا سکتا ہے کہ ایسے وقت میں کہ جب وہ بادشاہ تھے اور انہیں قیدی بنایا گیا لیکن پھر بھی انہیں تقدیر پر قوی ایمان ہے اور اللہ تعالی سے کوئی شکوہ نہیں کرتے۔

awaz e inqilab.com

Scanned with CamScanner

﴿نادیدہ عبارات پر سوالات﴾

طلباء میں زبان دانی کی استعداد بڑھانے اور کسی عبارت کو پوری طرح سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ایک عبارت دے کر اس پر کچھ سوالات مرتب کر دیے جائیں اور ان کے جوابات لکھنے کے لئے کہا جائے۔ بورڈ کے امتحانی پرچے میں عبارت درسی کتاب میں سے منتخب نہیں کی جاتی بلکہ ہمشہ باہر سے لی جاتی ہے۔اس سلسلے میں مندرجہ ذیل ہدایات پیش نظر لکھیے۔

ہدایات

۱۔ دیئے ہوئے تقریباً ہر سوال کا جواب خود عبارت کے اندر موجود ہوتا ہے۔ جوابات لکھنے سے پہلے عبارت کو تین بار غور سے پڑھیے اور اس کے ساتھ ساتھ سوالات کا مفہوم اور منشاء پوری طرح سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

۲۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کیجئے کہ متعلقہ سوال کا جواب عبارت میں کہا اور کس کس جملے میں پایا جاتا ہے۔ پھر اس کا جواب اپنے الفاظ میں لکھنے کی کوشش کیجئے۔ اصل جملوں کو جُوں کا توں نہ لکھ ڈالیے۔

۳۔ سوال میں جو کچھ اور جتنا کچھ پوچھا گیا ہو صرف وہی کچھ اور اتنا ہی لکھنا چاہئیے کوئی غیر متعلق اور زائد بات ہرگز نہ کہی جائے نیز جواب ہمیشہ مکمل جملے کی صورت میں لکھا جائے۔

۴۔ بعض سوالات کا تعلق طلبہ کی ذاتی سوجھ بوجھ ذہانت اور عام لیاقت سے ہوتا ہے۔ ان کا جواب سوچ سمجھ کر اور عبارت پر غور کرنے کے بعد دینا چاہیے۔

۵۔ اگر کسی کے لئے موزوں عنوان تجویز کرنے کے لئے کہا گیا تو اس مقصد کے لئے عبارت کا مجموعی مضمون کو غور سے پڑھ کر دیکھنا چاہیئے کہ اس کا مرکزی خیال کیا ہے یعنی کس خاص بات یا نکتے پر زور دیا گیا ہے، اس مرکزی خیال یا نکتے کو عبارت کا عنوان بنا دیجئے۔

نمونے کی عبارات

عبارات نمبر ۱:

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں قریبی ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ دونوں کے ساتھ مروت اور نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس حکم کی بہت سے موقعوں پر مختلف طریقوں سے تشریح فرمائی ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ وہ مومن نہیں جو خود سیر ہو

کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔ اگر کوئی شخص مجبوری کی وجہ سے اپنے پڑوسی کی عملی طور پر امداد نہ کر سکے تو اس کو چاہیے کہ کم از کم اس کی ایذا رسانی سے باز رہے۔ ایک دن آنحضرت ﷺ نے صحابہ کی مجلس میں فرمایا:

''اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہ ہوگا۔'' صحابہ ؓ نے پوچھا: ''کون یا رسول اللہ ﷺ؟'' فرمایا'' وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔'' ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا'' جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔'' اس کو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور اس کو تکلیف نہ پہنچائے۔''

سوالات

۱۔ اللہ تعالیٰ نے پڑوسیوں کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے؟

۲۔ ایک مومن کو کم از کم کیا کرنا چاہئے؟

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے کس شخص کے بارے میں فرمایا کہ وہ مومن نہ ہوگا؟

۴۔ جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے پڑوسی کے بارے میں کیا کرنا چاہئے؟

۵۔ اس عبارت کا موزوں عنوان تحریر کیجئے؟

جوابات

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اپنے پڑوسیوں کے ساتھ مروت اور نیک سلوک کریں

۲۔ مومن کو چاہئے کہ اگر وہ اپنے ہمسائے کی عملی مدد نہیں کر سکتا تو کم از کم اتنا ہی کرے کہ اسے تکلیف نہ پہنچائے۔

۳۔ جس شخص کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے نزدیک مومن نہیں ہے۔

۴۔ جو شخص اللہ اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے پڑوسی کی عزت کرنی چاہئے اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے۔

۵۔ عنوان ہمسائے کے حقوق

عبارت ۲:

یونان کی حکومت میں مختلف مشقت کے کام ان بدنصیبوں سے لیے جاتے تھے جو جنگ میں گرفتار ہو کر غلام بنتے یا غلاموں کی اولاد ہوتے تھے۔ اول یہ طریقہ رہا کہ زبردست آدمی کمزور مفتوح کو غلام بنا لیتا تھا۔ بعد ازاں غلاموں کی خرید و فروخت

Scanned with CamScanner

بھی ہونے لگی رفتہ رفتہ یونان قدیم کے معاشرے میں ایسے ادنیٰ

متوسط اور اعلیٰ طبقے بن گئے جن میں زمین وآسمان کا فرق تھا ارباب حکومت اور متمول اشخاص کے قبضے میں صد ہا غلام ہوتے جو خون پسینہ ایک کر کے اپنے بے فکر اور عیش پرست آقاؤں کی خدمت کیا کرے یونانی فلسفی جنھوں نے زندگی کے تمام پہلوؤں کا تجزیہ کیا ۔اس دردناک صورت حال سے بے نیاز رہے۔کسی کو دھیان ہی نہ آیا کہ معدودے چند آرام طلب عیش کوش افراد کی خاطر بے شمار انسانوں سے حیوانوں کا کام لینا بڑی بے دردی ہے وہ لوگ اس صورت حال کو فطری معمول سمجھتے ہیں۔

سوالات

۱۔ یونان میں محنت مشقت کا کام کن لوگوں سے لیا جاتا تھا؟

۲۔ شروع شروع میں لوگوں کو غلام بنانے کا کیا طریقہ تھا؟

۳۔ یونان قدیم کے معاشرے میں کون کون سے طبقے پائے جاتے تھے؟

۴۔ زیادہ غلام کن لوگوں کے پاس ہوتے تھے؟

۵۔ یونانی فلسفی اس دردناک صورت حال سے کیوں بے نیاز رہے؟

۶۔ عبارت کا ایک موزوں عنوان قائم کیجئے۔

جوابات

۱۔ یونان میں محنت مشقت کا کام ان لوگوں سے لیا جاتا تھا جو جنگ میں گرفتار ہو کر غلام بنتے یا غلاموں کی اولاد ہوتے تھے۔

۲۔ شروع شروع میں یہ طبقہ تھا کہ جو آدمی اپنی طاقت سے کسی کمزور پر فتح پالیتا اسے اپنا غلام بنالیتا تھا۔

۳۔ یونان قدیم کا معاشرہ تین طبقوں پر مشتمل تھا۔ادنیٰ ،درمیانہ اور اعلیٰ۔

۴۔ زیادہ غلام ارکان حکومت اور مال دار لوگوں کے پاس ہوتے تھے۔

۵۔ یونانی فلسفی سمجھتے تھے کہ یہ صورت حال ایک فطری امر ہے اس لئے انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔

۶۔ عنوان: یونان میں غلامی کی ابتداء۔

عبارت نمبر۳:

نظریہ پاکستان کو چند لفظوں میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ ''جب برِ اعظم میں پہلا شخص مسلمان ہوا اس روز پاکستان وجود میں آ گیا تھا اور جب تک اس سرزمین پر ایک مسلمان موجود ہے پاکستان قائم رہے گا۔'' نظریہ پاکستان اور مملکت دو مختلف مگر مربوط حقیقتیں ہیں، جو لوگ ان میں فرق نہیں کرتے وہ ایک حادثے کے بعد یہ کہنے لگے ہیں کہ ایک خطہ زمین کے نکل جانے سے یہ نظریہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ یہ لوگ قائداعظم کے نظریے کو نہیں سمجھتے۔نظریے کو نہیں سمجھتے۔نظریے کی جگہ دل میں ہے اور مملکت کو نقشے پر سرحدیں مختلف ادوار میں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں مگر یہ نقشہ نو ایک بنیاد ہے جو ہمیشہ کے لئے بھری جاچکی ہے۔اس پر آنے والے لوگ حسب توفیق عمارتیں بناتے رہیں گے۔کبھی چھوٹی، کبھی بڑی، کبھی بہت بڑی۔

سوالات

۱۔ نظریہ پاکستان سے کیا مراد ہے؟

۲۔ نظریے اور مملکت کا فرق واضح کیجئے؟

۳۔ ان دونوں کی جگہ کہاں کہاں ہے؟

۴۔ اس عبارت میں کس حادثے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؟

۵۔ عبارت کا موزوں عنوان تجویز کیجئے۔

جوابات

۱۔ نظریہ پاکستان سے مراد ہے۔''دو قومی نظریہ'' جس کی رو سے ہندو اور مسلم ایک قوم نہیں بلکہ وہ الگ الگ قومیں ہیں کیونکہ قوم مذہب سے بنتی ہے وطن سے نہیں۔

۲۔ نظریے اور مملکت میں وہی فرق ہے جو ایک بنیاد میں اور اس بنیاد پر تعمیر کی جانے والی عمارت میں ہوتا ہے۔

۴۔ یہ مشرقی پاکستان کی علیٰحدگی کا حادثہ ہے جو ۱۹۷۱ء میں پیش آیا تھا۔

۵۔ نظریہ پاکستان۔

Scanned with CamScanner

خطوط

ہدایات:

خط کو نامہ اور مکتوب بھی کہتے ہیں۔ یہ تحریری گفتگو کا دوسرا نام ہے۔ بعض لوگ اسے نصف ملاقات کا نام دیتے ہیں۔ خط کی زبان سادہ، شگفتہ اور روزمرہ بول چال کے مطابق ہونی چاہیئے تا کہ اسے پڑھ کر وہی لطف اور فائدہ حاصل ہو جو آپس کی ملاقات سے حاصل ہوتا ہے۔ موجودہ زمانے میں مکتوب نگاری کا انداز بدل چکا اور مطلب کی بات کو سیدھے سادے اور مختصر انداز میں بیان کرنا خط کی خوبی سمجھی جاتی ہے۔

خط کے حصے:۔

ایک خط کے مندرجہ ذیل بنیادی حصے ہوتے ہیں۔

مقام روانگی اور تاریخ:۔

جس مقام سے خط لکھا جائے اس کا نام و پتہ اور تاریخ صفحہ پر دائیں کونے میں لکھا جاتا ہے۔

القاب وآداب:۔

مکتوب الیہ کو مخاطب کرنے کے لئے جو الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں انھیں القاب کہتے ہیں۔ القاب کے ساتھ مناسب آداب بھی لکھے جاتے ہیں۔ القاب و آداب کے استعمال میں مکتوب الیہ کی عمر مقام اور مرتبے کا پورا پورا خیال رکھنا چاہئے۔ ان دونوں چیزوں سے کاتب اور مکتوب الیہ کے باہمی تعلق کی نوعیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ مثلاً

استاد مکرم! آداب وتسلیمات

پیارے دوست طلحہ! السلام علیکم

مضمون خط:۔

یہ خط کا مرکزی حصّہ ہوتا ہے۔ کاتب مکتوب الیہ کو جو کچھ لکھنا چاہتا ہے اس حصے میں تحریر کر دینا ہے۔ خط کا یہ حصہ نہایت موَثر اور جاندار ہونا چاہیے۔ ایک عمدہ خط کا اندازہ اس کے نفسِ مضمون ہی سے لگایا جاتا ہے۔

خاتمہ:۔

خط کا مضمون موقع محل کے مطابق دعائیہ کلمات یا ''والسلام'' کے الفاظ لکھ کر ختم کر دیا جاتا ہے۔ خط کے خاتمے پر ایک سطر چھوڑ کر کاتب کو اپنا نام لکھنا چاہیے کاتب اپنے نام کے ساتھ کوئی نہ کوئی ایسا لفظ بھی ضرور لکھے جو مکتوب الیہ کے ساتھ اس کے تعلق کو

ظاہر کرتا ہو مثلاً۔

آپ کا طابع فرمان

لبنان منور

آپ کا مخلص

سہیل انجم

پتہ:

جب خط ہر لحاظ سے مکمل ہو جائے تو اس پر مکتوب الیہ کا نام اور پورا پتہ لکھ دیا جاتا ہے۔ اگر مکتوب الیہ شہر میں رہتا ہو تو گلی محلے یا سڑک کا نام اور مکان کا نمبر وغیرہ لکھنا چاہیے اور اگر گاؤں میں رہتا ہو تو ڈاک خانہ تحصیل اور ضلع لکھنا ضروری ہے۔

ہدایات:

۱۔ خط کا مضمون ایک ہی پیراگراف میں لکھنے کی بجائے ایک سے زیادہ پیراگرافوں میں تقسیم کر لیں۔
۲۔ بعض لوگ اپنا نام خط کی پیشانی پر بھی لکھ دیتے ہیں۔ یہ طریقہ بالکل غلط ہے اپنا نام ہمیشہ خط کے خاتمے پر لکھیں۔
۳۔ ذاتی خطوط میں خاتمے پر اپنے نام کے ساتھ اپنی تعلیمی ڈگری وغیرہ لکھنا مناسب نہیں البتہ سرکاری خطوط (درخواستوں) میں تعلیمی قابلیت کا حوالہ ضرور دیں۔
۴۔ سالانہ امتحان میں خط لکھتے وقت اپنا اور اپنے سکول کا نام یا پتہ وغیرہ کبھی نہ لکھئے اس موقع پر مقام روانگی کی جگہ کمرہ امتحان اور نام کی جگہ اپنا رول نمبر یا ا۔ب۔ج کے الفاظ لکھیں۔

awaz e inqilab.com

Scanned with CamScanner

ا۔ والد کے نام خط

(امتحان میں کامیابی کے بارے میں)

از امتحانی ہال

زیدہ (صوابی)

۱۵ مئی ۲۰۲۰ء

پیارے ابا جان!

السلام علیکم!

میرے سالانہ امتحان کا نتیجہ نکل چکا ہے۔ آپ یہ سن کر بے حد خوش ہوں گے کہ میں خدا کے فضل و کرم اور آپ سب کی دعاؤں سے اپنی جماعت میں اول آیا ہوں۔

میری جماعت میں کل چالیس لڑکے تھے جن میں پینتیس لڑکے پاس ہوئے ہیں۔ میں حساب میں کچھ کمزور تھا مگر میں نے سخت محنت سے اپنی اس کمزوری پر قابو پالیا۔ اور اس میں میرے استاد محترم امجد صاحب کا بہت دخل ہے۔ انھوں نے انتہائی توجہ اور محنت سے مجھے تمام مشقیں حل کروائیں جس وجہ سے آج میں نمایاں کامیابی حاصل کر سکا ہوں اس کے لئے میں ان کا بھی بے حد مشکور ہوں۔

چند دنوں تک دسویں جماعت کی پڑھائی شروع ہونے والی ہے اس لیے مبلغ دو ایک ہزار روپیہ بہت جلد بذریعہ آرڈر بھیج دیں تاکہ میں کتابیں وغیرہ خرید سکوں اور پڑھائی میں حرج نہ ہو امید ہے کہ آپ کی دعا سے میں میٹرک کے امتحان بھی امتیازی پوزیشن حاصل کر کے آپ کو خوش کر سکوں گا۔

آپ کا نور چشم

شایان

۲۔ چھوٹے بھائی کے نام خط

(دل لگا کر پڑھنے کی تلقین)

از کمرہ امتحان

حیدر کالونی۔ ٹوپی

۲۰ مئی ۲۰۱۸

برادرم ارجمند عبداللہ!

السلام علیکم! مجھے افسوس کے کہ ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ تمہارے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اکثر بیشتر سکول سے غیر حاضر رہتے ہو اور سارا سارا دن نجانے کہاں آوارہ گردی کرتے ہو اور اس دفعہ امتحان میں بھی تمہاری کارکردگی بالکل صفر ہے۔ ہمیں تو تم پر بھروسہ تھا کہ تم پڑھ لکھ کر بڑے آدمی بنو گے اور اپنا اور ملک و قوم کا نام روشن کرو گے لیکن تم تو ہم سب کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ ابا جان کو ابھی تک تمہاری ان سرگرمیوں کے بارے میں کچھ علم نہیں اگر انھیں ان حرکتوں کے بارے میں علم ہو گیا تو ان کا دل ٹوٹ جائے گا اور وہ تم سے بدظن ہو جائیں گے لہٰذا ضروری ہے کہ تم والد صاحب کو علم ہونے سے پہلے پہلے اپنے آپ کو ٹھیک کر لو اور مجھے تمہارے بارے میں اچھی اطلاع ملی اسی میں تمھاری بہتری ہے۔

یاد رکھو! اگر تم دل لگا کر پڑھو گے تو مستقبل با عزت گزرے گا اور تمہاری نیک نامی کے ساتھ خاندان اور ملک و قوم کا نام بھی روشن ہوگا۔ بھگوڑے اور آوارہ طالب علم مستقبل میں خاندان اور ملک و قوم کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں لہٰذا تمہیں چاہیے کہ اچھے طالب علموں کی طرح اپنی پڑھائی پر توجہ دو دل لگا کر پڑھو۔ اور بری صحبت اور بری حرکتیں چھوڑ دو۔

اُمید کرتا ہوں کہ آئندہ تمہارے بارے میں اچھی خبر سننے کو ملے گی۔

والسلام ---------- تمہارا بھائی

حبیب الرحمٰن

Scanned with CamScanner

۳۔ سہیلی کے نام خط

از کمرہ امتحان

تربیلہ کالونی۔ٹوپی

۲۰ مئی ۲۰۲۰ء

پیاری مقدس جبیں!

السلام علیکم!

یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ تم نے نرسنگ کورس کے لئے گورنمنٹ نرسنگ انسٹیٹیوٹ میں داخلہ لے لیا ہے۔میں بھی زوروشور سے پڑھائی میں مصروف ہوں۔میں نے تمہاری ہدایت کے مطابق معلوماتی کتابیں پڑھنا شروع کر دی ہیں پچھلے دنوں میں نے سکول لائبریری سے ابن انشا کی مشہور کتاب ''چلتے ہوتو چین کو چلیے'' کا بڑے ذوق وشوق سے مطالعہ کیا ہے۔یہ مجھے بہت پسند آئی۔اس سفرنامہ میں چین کے بارے میں بے حد مفید معلومات مزاحیہ اور طنزیہ انداز میں تحریر کی گئی ہیں۔بے شک اس کتاب و پڑھ کر چین کے بارے میں مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔تم بھی ضرور اس کتاب کا مطالعہ کرو۔کتاب اتنی دلچسپ ہے کہ جب تک میں نے اسے ختم نہیں کر لیا ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

اُمید ہے کہ یہ کتاب تمہیں سکول لائبریری سے مل جائے گی۔آئندہ ملاقات میں اس کتاب پر تفصیلی تبادلہ خیالات کریں گے۔آنٹی کو بہت بہت سلام۔

تمہاری سہیلی

رضیہ

۴۔بہن کے نام خط

(تاریخی عمارات کی سیر کے لئے)

مردان

۲۱ نومبر ۲۰۲۰ء

پیاری باجی!

السلام علیکم!

اُمید ہے کہ آپ اب مکمل طور پر صحت یاب ہو چکی ہوں گی۔امی جان آپ کے بارے میں بہت فکر مند تھیں مگر میں نے ان کو مطمئن کر دیا ہے۔آپ بھی آئندہ اپنی صحت کا خیال رکھا کریں اور ہر وقت کام کرنے کی بجائے کچھ آرام بھی کر لیا کریں۔کل ہمارے کلاس ٹیچر پوری جماعت کو تاریخی عمارات کی سیر کے لئے لاہور لے گئے۔وہاں ہم نے مقبرہ جہانگیر اور شاہی قلعہ کے علاوہ آخر میں بادشاہی مسجد کی بھی سیر کی۔

بادشاہی مسجد مینار پاکستان کے بالکل سامنے سڑک کے دائیں طرف واقع ہے۔اس کے بلند و بالا مینار مغل بادشاہوں کی شان وشوکت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔اس کے بالکل سامنے شاہی قلعہ ہے۔جب ہم بادشاہی مسجد میں داخل ہوئے تو ہمارے ٹیچر نے ہمیں مسجد کے مختلف نوادرات کے متعلق معلومات فراہم کیں۔اس کے بعد ہم نے علامہ اقبالؒ کے مزار پر حاضری دی۔اب شام ہونے کو تھی اور ہم واپسی کی تیاری کر رہے تھے۔ہم نے آخری بار بادشاہی مسجد اور مفکر پاکستان کے مزار کو دیکھا اور واپس آ گئے۔باجی میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس تاریخی سیر سے بہت سی باتیں سیکھیں ہیں اور اس سیر کی یاد ایک عرصے تک ہمارے دلوں میں تازہ رہے گی۔

والسلام-------آپ کا بھائی

حبیب الرحمٰن

۵۔ چچا کے نام خط

(جاپانیوں کے طرز زندگی سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے بارے میں)

از کمرہ امتحان

ٹوپی (صوابی)

۹ مارچ ۲۰۲۰ء

پیارے چچا جان!

السلام علیکم!

آپ کا خط موصول ہوا پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی کہ آپ کو ایک مشہور جاپانی کمپنی میں منیجر کے عہدے پر ترقی دے دی گئی

Scanned with CamScanner

ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ میاں آپ کو قدم بقدم کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرے۔ (آمین)

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مجھے تاریخ سے بہت دلچسپی ہے اور دوسرے ممالک کے بارے میں معلومات حاصل کرنا میرا مشغلہ ہے۔ آپ ایک عرصے سے جاپان میں رہ رہے ہیں۔ یقیناً جاپانیوں کی طرز بود و باش کے متعلق آپ بہت کچھ جانتے ہوں گے لہٰذا آپ مجھے جاپانیوں کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کریں کہ وہ کیسے لوگ ہیں؟ کیا کھاتے ہیں؟ کیسے گھر ہیں؟ ان کے رسم و رواج کیا ہیں؟ اس کے لئے میں آپ کا بہت شکرگزار رہوں گا اور بے چینی سے آپ کے خط کا منتظر رہوں گا۔ میری طرف سے چچی جان کو سلام۔

والسلام۔۔۔۔۔آپ کا بھتیجا

شاہ سوار

۶۔ استاد کے نام خط

(اپنی کسی مشکل کے بارے میں)

از امتحانی ہال

سمن آباد۔ پشاور

۹ مارچ ۲۰۲۰ء

استاد محترم!

السلام وعلیکم!

آپ کی دعاؤں سے ان دنوں امتحان کی تیاری میں دن رات مصروف ہوں اور اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کروں گا۔ سب مضامین میں نے اچھے طریقے سے تیار کر لیے ہیں لیکن انگریزی میں مجھے تھوڑی سی مشکل درپیش ہے جس کے لئے آپ کی مدد کا طلب گار ہوں۔ براہ کرم مجھے تھوڑا سا ٹائم دے دیا کریں تا کہ میں انگریزی بھی اچھے طریقے سے تیار کرلوں اور کسی اُلجھن کے بغیر امتحان میں بھی بیٹھ سکوں۔ کوئی فارغ ٹائم مجھے بتادیں میں حاضر ہو جایا کروں گا۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔

والسلام۔۔۔۔۔آپ کا فرمانبردار شاگرد

شایان

۷۔ سہیلی کے نام خط

(اس کی والدہ کی وفات پر اظہار تعزیت)

ایبٹ آباد

۲۳ فروری ۲۰۲۰ء

پیاری ثانیہ!

السلام وعلیکم!

آج ہی ثمینہ کی زبانی تمھاری والدہ کی وفات کا سن کر انتہائی دکھ ہوا جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ میں جانتی ہوں کہ تمھاری والدہ کی وفات کی وجہ سے تم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں گے لیکن کیا کیا جائے خدا کی مرضی کے آگے کس کا بس چلا ہے۔ انسان بے بس ہے ویسے تو ہر کسی کو مرجانا ہے لیکن اس عمر میں تمھاری والدہ کی وفات انتہائی افسوسناک ہے۔ جب کہ تمھارے سب بہن بھائی ابھی چھوٹے ہیں جو کہ والدہ کی شفقت سے محروم ہو گئے ہیں۔ ماں کی ممتا کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی ماں کی دعائیں آدمی کو جنت میں داخل کروا دیتی ہیں۔ ماں کے پاؤں تلے جنت ہوتی ہے۔ ان سب حقیقتوں سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن سب سے بری حقیقت موت ہے جس سے روگردانی ممکن نہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری والدہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور تمہیں اور چھوٹے بہن بھائیوں کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

والسلام۔۔۔۔۔۔تمھاری سہیلی

فوزیہ

۸۔ دوست کے نام

(گرمیوں کی چھٹیاں اپنے ہاں گزارنے کی دعوت)

از امتحانی ہال

کھلابٹ ٹاؤن۔ ہری پور

۴ مئی ۲۰۲۰ء

پیارے دوست اسامہ!

awaz e inqilab.com
Scanned with CamScanner

السلام علیکم!

تم تو جانتے ہی ہو کہ موسم گرما کی تعطیلات ۱۵ جون سے ہو رہی ہیں۔ ان چھٹیوں کا سب سے بڑا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ بچے سخت گرمی میں سکول جانے سے بچ جائیں اور گھر رہ کر اپنی تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں اور کچھ مقصد سیر و تفریح بھی ہوتا ہے۔ لاہور چونکہ اپنے تاریخی مقامات اور باغات کی وجہ سے مشہور ہے اور دور دراز سے لوگ لاہور کی سیر کو آتے ہیں اس لئے میری خواہش ہے کہ تم یہ چھٹیاں میرے ساتھ گزارو تا کہ دونوں دوست اکٹھے چھٹیوں کا کام کریں اور ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی مدد سے اپنے مضامین تیار کریں گے۔ کچھ وقت نکال کر ہم دونوں لاہور کے تاریخی مقامات اور پارکوں کی سیر کیا کریں گے تا کہ زیادہ دیر پڑھتے رہنے سے جو اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے اسے دور کر سکیں اور دوبارہ تر و تازہ ہو کر اپنی تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

میرے ابا جان تمہارے یہاں آنے سے بہت خوش ہوں گے اور امید ہے کہ تمہاری امی ابو بھی تمہیں میرے پاس آنے کی بخوشی اجازت دے دیں گے۔ اپنی آمد کی تاریخ اور وقت سے مجھے آگاہ کر دینا تا کہ میں ریلوے اسٹیشن پر آپ کو لینے آسکوں۔

اپنے ابا جان اور امی جان کی خدمت میں میرا بہت بہت آداب کہہ دیں۔

والسلام

طلحہ

۹۔ چھوٹی بہن کے نام خط

(انعام سے حوصلہ افزائی)

از کمرہ امتحان

گجرات

۴ جنوری ۲۰۲۰ء

پیاری شمی!

السلام علیکم!

تمہارا خط پڑھ کر معلوم ہوا کہ تم نے مڈل کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کر لیا ہے اور اپنے سکول میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے یقین کرو میری آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے اور چند لمحے تو میں بھول ہی نہ سکی اور جب گھر کے دوسرے افراد کو بتایا تو یہ سن کر سب گھر والوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور سارے عزیز و اقارب تمہاری لیاقت اور محنت کے معترف ہو گئے۔ مجھے امید

ہے تم آئندہ بھی اسی طرح محنت سے بڑھتی رہو گی۔ اور کامیابی حاصل کرتی رہو گی۔

میری پیاری بہن! یہ حقیقت ہے کہ محنت کبھی رائیگاں نہیں جاتی جو شخص محنت کرتا ہے کامیابی اس کے قدم چومتی ہے۔ میں اس موقع پر تمہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں اور ایک گھڑی انعام کے طور پر بھیج رہی ہوں امید ہے یہ گھڑی تمہیں پسند آئے گی۔ مجھے یقین ہے کہ میٹرک کا امتحان بھی تم امتیازی حیثیت سے پاس کرو گی میری دعائیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی تمہارے شامل حال ہو گی۔

والسلام ۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہاری باجی

سعدیہ

۱۰۔ دوست کے نام خط

(آئندہ پروگرام کے بارے میں)

راولپنڈی

۵ مئی ۲۰۲۰ء

پیارے مظہر شاہ!

السلام علیکم!

تمہارا خط ملا یاد آوری کا شکریہ۔ تم نے مجھ سے پوچھا ہے کہ میٹرک پاس کرکے بعد میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ عرض ہے کہ میرے والدین کا بلکہ خود میرا بھی ارادہ ہے کہ ایف۔ ایس۔ سی میڈیکل میں داخلہ لوں تا کہ بعد میں کسی میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کرکے ڈاکٹر بن سکوں۔ ڈاکٹری ایک معزز اور باوقار پیشہ ہے یہ پیشہ بھی ہے اور عبادت بھی، آمدنی اور خدمت کی خدمت بھی۔

آپ تو جانتے ہی ہیں کہ ہمارے معاشرے میں بے روزگاری اور مفلسی بڑھتی جا رہی ہے۔ زیادہ تر پڑھا لکھا طبقہ بے روزگار ہے۔ ان حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہے تا کہ ڈاکٹری کی ڈگری لے کر غریب اور مفلس لوگوں کی مدد کر سکوں۔

میں تمھارے جواب کا منتظر رہوں گا اس امید کے ساتھ کہ تم بھی اپنے آئندہ پروگرام کے بارے میں وضاحت سے تحریر کرو گے۔

Scanned with CamScanner

والسلام ــــــــــــــــ تمہارا کا دوست

اوصاف وصی

۱۱۔ چچا کے نام خط

(انعام کی یاد دہانی)

از کمرہ جماعت

مردان

۳ جون ۲۰۲۰ء

پیارے چچا جان!

السلام علیکم!

کافی عرصہ سے آپ کی خیریت کی کوئی اطلاع نہیں ملی سخت پریشانی ہے۔ خط لکھنے میں اتنی تاخیر نہ کیا کریں۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ ابا جان آپ کا خط نہ آنے سے کتنا پریشان ہو جاتے ہیں۔

اب آپ ایک خوشخبری بھی سن لیں وہ یہ کہ میرا میٹرک کا نتیجہ آ گیا ہے اور میں خدا کے فضل و کرم سے اچھے نمبروں سے پاس ہو گیا ہوں۔ گھر والے میری اس نمایاں کامیابی پر بہت خوش ہیں۔ میرے اساتذہ نے مجھے مبارکباد دی ہے۔ چچا جان! میں سمجھتا ہوں یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

بہت مناسب ہوگا اگر میں اس موقع پر آپ کو وہ وعدہ یاد دلاؤں جو آپ نے کچھ عرصہ قبل مجھ سے کیا تھا یعنی اگر میں نے میٹرک کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا تو مجھے ایک عدد موٹر سائیکل تحفہ دیں گے۔ اب خدا نے آپ کو وعدہ پورا کرنے کا موقع پیدا کر دیا ہے امید ہے آپ زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرائیں گے اور جلد از جلد میرا انعام مجھ تک پہنچائیں گے۔ گھر کے سب لوگ آپ کی اور چچی جان کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں۔ گڑیا کو پیار۔

والسلام ــــــــــــــــ آپ کا بھتیجا

محسن

۱۲۔ ماموں کے نام خط

(تحفے کا شکریہ)

از کمرہ امتحان ہال

فیصل آباد

۱۳ فروری ۱۹۹۹ء

پیارے ماموں جان!

السلام علیکم!

آپ کا خط ملا اور ساتھ ہی ایک خوبصورت گھڑی بھی جو آپ نے میری سالگرہ کے تحفے کے طور پر بھیجی ہے۔ میں اس خوب صورت تحفے کا جتنا شکریہ ادا کروں کم ہے کیونکہ آپ کے اس تحفے نے میری ایک اہم ضرورت کو پورا کر دیا ہے حالانکہ اس موقع پر آپ کی طرف سے مبارکباد اور دعاؤں کا تحفہ بھی میرے لیے کچھ کم نہ تھا مگر یہ آپ کی شفقت اور ذرہ نوازی کہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ گھڑی کی صورت میں ایک یادگار تحفہ بھی ارسال فرمایا۔ میں ایک بار اس تحفے کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یہ گھڑی مجھے وقت کا پابند بننے اور روزمرہ کے معمولات میں باقاعدگی اور انضباط پیدا کرنے میں مدد دے گی اور مجھے آپ کی محبت اور خلوص کی ہمیشہ یاد دلاتی رہے گی۔ میں ہمیشہ اسے سنبھال کر رکھوں گا۔ ممانی جان کی خدمت میں آداب۔

والسلام ــــــــــــــــ آپ کا بھانجا

ظفر

۱۳۔ دوست کے نام خط

(امتحان میں کامیابی پر مبارکباد)

از کمرہ امتحانی ہال

گوجرانوالہ

۱۷ مارچ ۲۰۲۰ء

پیارے دوست ارمغان!

awaz e inqilab.com

Scanned with CamScanner

السلام علیکم!

خالد کی زبانی مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے میٹرک کے امتحان میں ضلع بھر میں اول رہے ہو اور سکول کی طرف سے تمہیں گولڈ میڈل دیا جا رہا ہے میں اس نمایاں کامیابی پر تمہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ خدا تمہیں زندگی بھر ایسی شاندار کامیابیوں سے ہمکنار کریں۔(آمین)

میری طرف سے اپنے والدین کی خدمت میں مبارکباد پیش کر دینا۔ باقی حالات بدستور وہ ہیں۔ میں روز شام کو کرکٹ کھیلتا ہوں امید ہے تم بھی ضرور کرکٹ کھیلتے ہو گے۔

والسلام۔۔۔۔۔۔۔۔تمھارا مخلص

قمر

۱۴۔　مالک مکان کے نام خط

(مکان کی مرمت کے بارے میں)

از کمرہ امتحان

مانسہرہ

۱۱ اپریل ۲۰۲۰ء

مکرمی ناصر جمال صاحب!

السلام علیکم!

اس سے پہلے بھی مکان کی خستہ حالت کے بارے میں آپ کو اطلاع دے چکا ہوں لیکن آپ نے اب تک کوئی توجہ نہیں دی۔ آپ کو پھر تحریری اطلاع دے رہا ہوں کہ ازراہ کرم موسم برسات سے پہلے مکان کی مرمت کروادیں کیونکہ معمولی بارش میں ہی کمروں کی چھتیں ٹپکتی ہیں تو موسم برسات میں کیا بنے گا۔ چھتیں ٹپکنے علاوہ غسل خانے اور باورچی خانے کی دیوار کا پلستر بھی اکھڑ رہا ہے اور ہر وقت گرتا رہتا ہے اسے بھی ٹھیک کرائیں۔ ویسے بھی بحیثیت مالک مکان آپ کا اخلاقی فرض ہے کہ آپ مکان کی ضروری مرمت بروقت کروادیں۔ علاوہ ازیں ایک عرصے سے اس مکان میں سفیدی نہیں ہوئی۔ اس کی طرف بھی آپ کی توجہ درکار ہے۔

والسلام۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کا مخلص

۱۵۔　دوست کے نام خط

(والدین کی وفات کی تعزیت)

از کمرہ امتحان

گوجرانوالہ

۱۹ نومبر ۲۰۲۰ء

جناب شاہد صاحب!

السلام علیکم!

کل نوازش کی زبانی معلوم ہوا کہ پچھلے ہفتے آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ انا الیہ راجعون اس خبر سے مجھے اور میرے والدین کو انتہائی صدمہ پہنچا ہے۔ ہمیں آپ سے دلی ہمدردی ہے۔ والد صاحب کی اچانک موت آپ سب کے اور آپ کے خاندان کے لئے یقیناً ایک ناقابل برداشت حادثہ ہے مگر کیا کیا جائے۔ خدا کی مرضی کے سامنے سب مجبور و بے بس ہیں۔ ایسے موقعوں پر انسان سوائے صبر کے اور کیا کر سکتا ہے۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے والد صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور تمہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔(آمین)

والسلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کا شریک غم

احمد

۱۶۔　ایڈیٹر کے نام خط

(روداد برائے اشاعت)

از کمرہ امتحان

لاہور

۷ اگست ۲۰۲۰ء

مدیر محترم!

السلام علیکم!

کل ہمارے سکول میں جشن عید میلاد النبیؐ منایا گیا جس کی کاروائی بغرض اشاعت آپ کی خدمت میں بھیجی جا رہی ہے

Scanned with CamScanner

ازراہ کرم اسے اپنے مقبول روزنامہ میں جگہ دے کر شکر گزار فرمایئے۔

۲۱ جون ۱۹۹۹ء کو گورنمنٹ ہائی سکول لاہور میں عید میلاد النبی کی تقریب سعید بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ سب سے پہلے پرچم کشائی کی رسم ادا ہوئی سکول کے بینڈ نے قومی جھنڈے کو سلامی دی پھر مارچ پاس ہوا۔ بعد ازاں سکول کے میدان میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس کی صدارت جناب ڈائریکٹر ایجوکیشن نے فرمائی اس جلسے میں سکول کے طلباء نے اپنی مختلف تقریروں کے ذریعے اپنے ہادی برحق حضرت محمد ﷺ کے حضور خراج عقیدت پیش کیا۔ بعض تقاریر بڑی جامع اور موثر تھیں۔ صاحب صدر نے اختتامی تقریر میں بچوں کو رسول پاک ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی اور ان کی تقریروں کو سراہا۔ صاحب صدر نے سکول سٹاف کی بھی تعریف کی جو طالب علموں میں دینی روح پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ آخر میں ہیڈ ماسٹر صاحب نے صاحب صدر اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

والسلام ۔۔۔۔۔۔ نیازمند

نذیر خان سیکرٹری بزم ادب

گورنمنٹ ہائی سکول لاہور

۱۷۔ کتب فروش کے نام خط

(کتابیں منگوانے کے لئے)

از کمرہ امتحان

ٹوپی۔صوابی

۱۴ اپریل ۲۰۲۰ء

مکرمی صاحب!

السلام علیکم!

آپ کی شائع کردہ بعض کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا براہ کرم اپنی اولین فرصت میں نہم اردو گرائمر اور نہم انگلش گرائمر و کمپوزیشن کی ایک ایک کاپی بذریعہ وی پی ارسال فرمادیں۔ ممنون ہوں گا۔

کتابیں اچھی حالت میں ہونی چاہئیں اور احتیاط سے پیک کروائیں تاکہ ان کی جلد وغیرہ خراب نہ ہو جائے۔ امید ہے آپ قیمتوں میں خاص رعایت دے کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

والسلام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ کا نیازمند

محمد ناصر، جماعت نہم

گورنمنٹ ہائی سکول

۱۸۔ اخبار کے مدیر کے نام

(ٹریفک کی بدانتظامی کی طرف توجہ دلانے کے لئے)

از کمرہ امتحان

ٹوپی (صوابی)

۲۳ جنوری ۲۰۲۰ء

محترمی جناب مدیر صاحب روزنامہ نوائے وقت، لاہور

السلام علیکم!

میں آپ کے مقبول روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی وساطت سے حکام بالا کی توجہ ایک نہایت ہی سنگین مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں آپ عام طور پر ایسے مثال کو در خور اعتبار نہیں سمجھتے اور اپنے اخبار میں جگہ دینے سے معذوری کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر یہ مسئلہ چھوٹا اور معمولی نہیں ہے کیونکہ اس کا تعلق انسانوں کی زندگیوں سے ہے۔ یہ مسئلہ ہے قصور پورہ سٹاپ پر ٹریفک کی بدانتظامی کا۔ ہم حکام کی خدمت اقدس میں متعدد درخواستیں ارسال کر چکے ہیں مگر تا حال اس طرف سے کوئی توجہ نہیں دی آخر مایوس ہو کر آپ کی طرف رجوع کیا ہے۔ امید ہے کہ آپ ہمیں مایوس نہیں کریں گے مسئلہ کی تفصیلات یہ ہیں کہ مینار پاکستان کے چوک سے لے کر ریتی چوک تک دن رات ٹریفک کی بھیڑ رہتی ہے۔ قصور پورہ کا سٹاپ ان دو چوکوں کے درمیان واقع ہے۔ ایک تو مین روڈ پر ہی ٹریفک کی بہت بھیڑ ہے۔ دوسرے قصور پورہ محلہ کے اندر جانے والی سڑکوں پر بھی لاتعداد کاریں، موٹر سائیکلیں، سکوٹر، تانگے بدنظمی سے آتے جاتے ہیں یہاں ٹریفک کے سگنل بھی نہیں ہیں اور ٹریفک کے سنتری بھیڑ کے وقت نہیں ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ یہاں ہر روز کوئی نہ کوئی حادثہ ضرور پیش آتا ہے۔ کبھی کوئی تانگہ کسی ویگن سے ٹکرایا ہوتا ہے۔ کبھی کوئی ریڑھی کسی کار سے ٹکراتا ہے۔ اور کبھی کوئی بس کسی سائیکل سوار کو کچلتی ہوئی گزر جاتی ہے تو کچھ دیر کے لئے ٹریفک کے سمندر میں سکون آتا ہے۔ راہگیر کچھ دیر کے لئے خون میں لتھڑی لاش کو دیکھتے ہیں۔ افسوس کے چند کلمات کہتے ہیں اور اپنی راہ لے لیتے ہیں۔ یہ سڑک پتہ نہیں کتنے بے گناہ لوگوں کا خون جذب کر چکی ہے۔ قصور پورہ چوک میں ٹریفک کی اس قدر بدانتظامی ہے کہ یہاں پیدل سڑک

Scanned with CamScanner

مجبور کرنا موت کو دعوت دینا ہے۔

میں ارباب اختیار کی خدمت میں بڑے دکھ کے ساتھ دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس مسئلہ کی طرف خصوصی توجہ دیں اور یہاں ٹریفک کو کنٹرول کرنے کا خاطر خواہ انتظام کریں تاکہ مالی نقصان اور انسانی جانوں کے ضیاع کو روکا جا سکے۔ کسی غریب سائیکل سوار یا کسی خوانچہ فروش کا ہلاک ہو جانا حکام کے لیے معمولی حادثہ ہوتا ہے مگر جن بچوں کا وہ باپ ہوتا ہے۔ جس ماں کا بیٹا ہوتا ہے۔ جس بیوی کا شوہر ہوتا ہے۔ اس سے پوچھیں کہ اس حادثہ کی اہمیت کیا ہے؟

یہاں ہر موڑ پر ٹریفک کے سپاہی ہمہ وقت متعین کریں۔ اور ٹریفک کے سگنلز نصب کرائیں۔ ٹریفک کے ضابطوں کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کریں۔

شکریہ۔

۱۸۔ دوست کے نام

(صحت افزا مقام کے بارے میں تاثرات سے آگاہی)

کمرہ امتحان

۱۰ اپریل ۲۰۲۰ء

پیارے دوست مدثر

السلام علیکم!

آپ کا خط کل موصول ہوا۔ اور پڑھ کر دلی تسلی ہوئی کہ آپ سب خیر و عافیت کے ساتھ ہیں۔ میں آپ کو صحت افزا مقام مری کی سیر کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم چند دوستوں نے مل جل کر مارچ میں امتحانوں کے بعد مری کی سیر کا پروگرام بنایا مری قیام کے دوران ہم نے مری کے شہری علاقے کے ساتھ ساتھ مری کے دیہی علاقوں کی سیر کی۔ جو خوبصورتی اور دلکشی میں اپنا جواب آپ ہیں۔

ان دنوں موسم خاصا خوشگوار تھا اور ہم مری کی ٹھنڈی ٹھنڈی اور صحت افزا آب و ہوا سے خوب لطف اندوز ہوئے۔ مری بہت سرسبز و شاداب جگہ ہے ہر طرف پہاڑوں کی فلک بوس چوٹیاں نظر آتی ہیں۔ پہاڑیوں پر بلند و بالا درخت آسمان سے باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔ بادل گھر گھر کر آتے ہیں اور مکانوں کی کھڑکیوں اور روشن دانوں میں سے ہو کر ہر شے کو نم آلود کر جاتے ہیں۔ پہلے ہلکی بوندا باندی ہوتی ہے اور پھر موسلا دھار بارش شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن اس بارش کا وہ رنگ ڈھنگ نہیں ہوتا جو ہم

میدانوں میں دیکھتے ہیں۔ یہاں تو بادلوں کے ساتھ آنکھ مچولی کا وہ منظر دیکھنے میں آتا ہے جس سے صرف لطف اندوز ہوا جا سکتا ہے اسے لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

مری میں اگرچہ جگہ جگہ یوتھ ہوسٹل بنے ہوئے ہیں مگر ہمیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کیونکہ مری میں ہم نے اپنے ایک رشتہ دار کے ہاں رہائش رکھ لی تھی۔ اس طرح سے ہمیں اپنے قیام و طعام کے سلسلے میں کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ وہیں میرا کزن تنویر مری کی پہاڑیوں کے چپے چپے سے واقف تھا۔ اس لیے مری کی سیر کرتے ہوئے ہمیں کوئی دشواری نہیں آئی۔

ان سطور کے ساتھ اجازت خالو جان اور خالہ جان کی خدمت میں آداب۔ ننھے شاہد کو پیار۔

والسلام

آپ کا دوست

الف۔ب۔ج

۲۰۔ ہمسائے کے نام

(ریڈیو آہستہ چلانے کے لئے خط)

کمرہ امتحان

۳۰ نومبر ۲۰۲۰ء

محترم جناب علیم صاحب

آداب عرض!

آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے سالانہ امتحانات قریب آ رہے ہیں۔ دن تو سکول میں گزر جاتا ہے اور صرف رات کا وقت ہی ایسا ہوتا ہے جس میں طالب علم مطالعہ کر کے امتحان کی تیاری کر سکتا ہے۔ میرے مستقبل کا دارومدار ان امتحانات کے نتیجے پر ہے اور میں اسی سلسلے میں پوری محنت کے ساتھ بھرپور تیاری کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

محترم معلم صاحب! اس بارے میں مجھے آپ سے تعاون کی ضرورت ہے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو موسیقی پسند ہے اور اسی لیے عام طور پر آپ کے ہاں ریڈیو تقریباً سارا دن چلتا رہتا ہے اور آواز بھی عموماً اونچی ہوتی ہے۔ اتنی اونچی کہ اس سے میرے مطالعہ کی یکسوئی ختم ہو جاتی ہے اور ریڈیو کے شور کی وجہ سے جو چیز پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں وہ سمجھ میں نہیں آتا۔ میں آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو ریڈیو کی موسیقی سے لطف اندوز ہونے سے منع تو نہیں کر سکتا مگر گزارش ضرور کروں گا کہ

Scanned with CamScanner

اگر رات کو ریڈیو نہ چلائیں تو آپ کا بڑا احسان ہوگا اور اگر ریڈیو سننا لازمی ہی ہو تو براہ کرم اس کی آواز کو اتنا کم رکھیں کہ اس کی آواز آپ کے کمرے سے باہر نہ آجائے تاکہ میں یکسوئی کے ساتھ مطالعہ کرتے ہوئے امتحان کی تیاری کر سکوں۔

امید ہے کہ آپ میری اس گزارش کو ناگوار محسوس نہ کریں گے اور اسے پذیرائی بخشتے ہوئے مجھ سے تعاون فرمائیں گے اور میرے امتحان کا خیال کرتے ہوئے خود بھی تھوڑی احتیاط کریں گے اور اسی ضمن میں اپنے اہل خانہ کو بھی ہدایت فرمائیں گے۔ اس تعاون کے لیے میں آپ کا بے حد ممنوں ہوں گا۔

والسلام

آپ کا مخلص

الف۔ب۔ج

۲۱۔ سہیلی کے نام خط

(امتحان میں ناکامی پر اظہار ہمدردی)

از کمرہ امتحان

فیصل آباد

۱۹ نومبر ۲۰۰۰ء

پیاری نادیہ

سلام محبت!

چند ماہ بیشتر جب تم سے ملاقات ہوئی تھی تو تم نے بتایا تھا کہ تم نے اس دفعہ مڈل کا امتحان دیا ہے بلکہ اپنا رول نمبر بھی مجھے دیا تھا۔ میں تمہارے رزلٹ کا بہت بے چینی سے انتظار کرتی تھی۔ تقریباً روز ہی اخبار پڑھتی تھی۔

کل کے اخبار میں تمہارا رزلٹ دیکھا۔ یقین کریں اتنا دکھ ہوا کہ جیسے کسی وفات پر ہوتا ہے کہ نادیہ بیگم فیل ہو گئیں۔ تمہیں پہلے میں محنت کی تلقین کیا کرتی تھی لیکن افسوس تم نے میری کسی نصیحت پر کان نہ دھرا۔

خیر! اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی بہتری ضرور ہوتی ہے۔ بقول شاعر گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں۔ نئے طریقے سے سخت محنت شروع کردو۔ ہمت سے کام لو اور باقاعدہ کام کرتی رہو۔ پھر دیکھنا اگلے سال انشاءاللہ کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

اچھا اب اجازت چاہوں گی۔ اللہ تمہارا حامی و مددگار ہو۔ اپنے والدین کی خدمت میں میرا آداب کہنا۔ چھوٹوں کو دعائیں۔

والسلام

آپ کی خیر اندیش

فرح

۲۲۔ دوست کے نام

(بیماری پرسی پر اظہار تشکر)

علی پور چٹھہ

۱۲ اگست ۲۰۰۰ء

پیارے منور

السلام علیکم!

آپ کا خط ملا۔ بیمار پرسی کا بہت بہت شکریہ۔ یقین کریں کہ آپ کے محبت نامے نے میری آدھی بیماری بالکل ختم کر دی ہے۔ اس زمانے میں ایسا محبت کرنے والا دوست کسی خوش نصیب کو ہی ملتا ہے۔ آپ کی غم گساری اور چاہت کا بہت مشکور ہوں۔

پچھلے ہفتے میری بیماری اتنی زیادہ بڑھ گئی تھی کہ زندہ رہنے کے بہت کم امکانات تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اب کچھ بہتر ہوں لیکن کمزور اتنا ہو گیا ہوں کہ آپ مجھے مشکل سے ہی پہچانیں گے۔

آپ ہر نماز کے بعد میری صحت کے لیے خصوصی دعا کریں۔ ڈاکٹر کی ہدایات پر سختی سے عمل کر رہا ہوں۔ پیارے منور! جان ہے تو جہان ہے۔ اس لیے نہایت سادہ خوراک استعمال کر رہا ہوں۔ دال دلیہ۔ کھچڑی۔ مسعود صاحب سے لمبی چھٹی لے رکھی ہے۔ جب لیٹے لیٹے طبیعت گھبراتی ہے تو کوئی رسالہ یا ناول پڑھ لیتا ہوں۔ آپ سے ملنے کو بہت طبیعت چاہتی ہے کبھی وقت نکال کر ضرور آؤ۔ میں انتظاری کروں گا۔

والدین کو سلام اور آپ کو بہت ساری دعائیں۔

فقط والسلام

آپ کا اپنا دوست

۲۳۔ والدہ کے نام خط

(بیماری کی اطلاع پر بیمار پرسی)

گجرات

۱۵مارچ ۲۰۰۰ء

پیاری امی جان!

السلام علیکم!

آج ابھی ابھی بھائی کا خط موصول ہوا۔جس میں آپ کی بیماری کی اطلاع دی گئی ہے۔یہ اطلاع پا کر مجھے بہ فکر دامن گیر ہوا۔جی چاہتا ہے کہ فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی تیمارداری کروں۔لیکن میری یہ مجبوری ہے کہ آج کل ہمارے امتحانات ہو رہے ہیں اس لیے حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔انشاء اللہ امتحانات سے فارغ ہوتے ہی خدمت میں حاضر ہوں گی۔

بذریعہ ڈاک اپنی موجودہ حالت سے مطلع کریں تاکہ دل کو اطمینان ہو اور کسی اچھے ڈاکٹر سے اپنا علاج کرائیں۔مناسب خوراک اور پرہیز کا خاص خیال رکھیں۔والدین کا سایہ اولاد کے لیے ایک بڑی نعمت ہے۔اللہ تعالیٰ جلد آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔(آمین)

ابا جان کی خدمت میں آداب، بھائی جان کو سلام اور ننھی شاہدہ کو دعا۔

والسلام

آپ کی پیاری بیٹی

عالیہ بانو

۲۴۔ چچا جان کے نام خط

(گھر میں کسی بزرگ کی بیماری کے بارے میں)

تخت بھائی

۲مارچ ۲۰۰۰ء

محترم چچا جان!

اسلام علیکم!

شاید آپ نے خط نہ لکھنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ابا جان نے خط لکھا جواب ملا۔اب میں خود یعنی آپ کا بھتیجا خط لکھ رہا ہوں۔امید ہے جواب سے محروم نہیں رہوں گا۔سب سے پہلے یہ بتائیے کہ اب چچی جان کی طبیعت کیسی ہے۔بخار اترا ہے یا نہیں۔ڈاکٹر صاحب کی رائے کیا ہے؟اگر آپ کے ہاں تشفی آمیز علاج ناممکن ہے تو انہیں یہاں لے آیئے اور اصل بات تو آپ کو بتائی تھی کہ یہاں امی جان کی طبیعت بہت خراب ہے۔انہیں ہسپتال میں داخل کرایا ہے جہاں ان کا بہت اچھا علاج ہو رہا ہے۔لاہور میں اچھے سے اچھا اور بہتر سے بہتر علاج میسر ہو سکتا ہے۔تکلیف فرمایئے اور چچی جان کو یہاں لے آیئے ان کا علاج بھی یہاں سے کرائیں۔چچی جان کی خدمت میں میرا اسلام عرض کریں۔

زیادہ آداب

آپ کا بھتیجا

یاسر محمود

۲۵۔ محترم والد کے نام

(جلد وطن واپس آنے کے بارے میں)

پھالیہ

۱۵اپریل ۲۰۲۰ء

مکرمی و محترمی والد صاحب

السلام علیکم!

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ثاقب،عثمان اور اسامہ کے سالانہ امتحان کے نتائج نکل آئے ہیں اور وہ تینوں اچھے نمبروں میں پاس ہو گئے ہیں۔اس خوشی کے موقع پر آپ کی یاد بہت آئی۔والدہ صاحبہ کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی ہے اور ماموں جان بھی کبھی کبھی آتے ہیں۔

ابا جان! اب آپ کو گئے ہوئے پورے دس سال ہو چکے ہیں۔خدارا اب آپ واپس آ جائیں ہمیں اور دولت نہیں چاہیے۔کل آپ کے دوست چچا قیصر تشریف لائے تھے اور بتا رہے تھے کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی اور آپ بیمار رہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

لیکن پھر بھی سولہ سولہ گھنٹے کام کرتے ہیں۔ آپ فوری طور پر نوکری چھوڑ کر پاکستان واپس آجائیں۔ ہم سب لوگوں کی یہی خواہش ہے اور ہم سب اس خط کے جواب میں خط نہیں بلکہ آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ سب لوگوں کی خواہش مدنظر رکھتے ہوئے فوری واپس آجائیں گے۔

والسلام

آپ کا بیٹا

طلحہ بن زبیر

۲۶۔ چیئرمین بلدیہ کے نام صفائی کے نازک صورتحال میں خط

کمرہ امتحان

مورخہ ۱۲ جون ۲۰۲۰ء

محترم جناب چیئرمین میونسپل کمیٹی!

السلام علیکم!

میرا نام س ش ص ہے۔ میں لاہور کا رہائشی ہوں۔ ہمارے علاقے میں صفائی کی صورتحال انتہائی ناقص ہے۔ راستوں میں کچرے اور کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پڑے ہیں۔ نالیوں میں کچرے کی وجہ سے نکاسی آب ممکن نہیں جس کی وجہ سے گندہ پانی راستوں میں بہہ رہا ہے۔ گندگی کی وجہ سے مچھروں کی زیادتی ہے اور علاقے میں متعدی امراض پھیلنے کا خطرہ ہے۔ کمیٹی کے دفتر میں کئی مرتبہ زبانی اور تحریری شکایت کی ہے لیکن کوئی مثبت ردعمل سامنے نہیں آیا۔

آپ سے گزارش ہے کہ آپ خود مذکورہ علاقے کا جائزہ لیں اور گندے پانی کی نکاسی، کوڑے اور گندگی کے ڈھیر اُٹھانے اور لوگوں کو متعدی امراض سے بچانے اور مچھر مار سپرے کرنے کے احکامات دیں تاکہ لوگوں کے مسائل ختم ہوں اور متعدی امراض پھیلانے والے جراثیم کا خاتمہ ہو۔ علاقے کے لوگ آپ کے بے حد مشکور رہوں گے۔

والسلام

آپکا احسان مند

س ش م

درخواستیں

درخواست یا عرض اس تحریر کو کہا جاتا ہے جس میں ایک ماتحت ملازم کسی ادارے یا کسی افسر کو کسی خاص ضرورت کے لئے بھیجتا ہے۔ سکول کے طالب علموں کو بھی چھٹی لینے، فیس کی رعایت حاصل کرنے، جرمانہ معاف کرانے یا سکول سے سرٹیفکیٹ لینے کے لئے درخواستیں لکھنی پڑتی ہیں۔

درخواست لکھنے کے چند اصول ہیں۔

۱۔ ادارے کے سربراہ کے نام لکھنا   ۲۔ مقصد

۳۔ القابات   ۴۔ متن

۵۔ دعا و خاتمہ   ۶۔ درخواست دہندہ کا نام عہدہ اور پتہ

۷۔ تاریخ

۱۔ درخواست برائے فیس معافی

بخدمت جناب پرنسپل صاحب دی قائداعظم پبلک سکول (علی حیدر شہید کیمپس) زیدہ (صوابی)

جناب عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ میں آپ کے زیر سایہ جماعت نہم میں پڑھ رہا ہوں۔ میرا تعلق نہایت غریب خاندان سے ہے۔ والد صاحب بہت غریب ہے اور محنت مزدوری کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے پچھلے ہفتے شدید بیمار ہو گئے۔ اس کے علاوہ کوئی مستقل ذریعہ آمدنی نہیں۔ میرے والد صاحب میری تعلیم کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے۔ ان حالات میں میرے لئے فیس جمع کرنا مشکل ہے۔ مجھے تعلیم حاصل کرنے کا بڑا شوق ہے اس لیے آپ صاحبان مہربانی فرما کر سالم فیس کی رعایت عطا فرمائیں۔

عین نوازش ہوگی

فقط زیادہ آداب

العارض

آپ کا تابع فرمان شاگرد

(ا۔ب۔ج) جماعت نہم اے، رول نمبر ۲۳

المورخہ ۲۱ مارچ ۲۰۱۹ء

Scanned with CamScanner

۲۔کریکٹر سرٹیفکیٹ کے لئے پرنسپل کے نام درخواست

بخدمت جناب پرنسپل صاحب (ا،ب،ج) گورنمنٹ ہائی سکول ٹوپی (صوابی)

جناب عالی!

نہایت ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ میں آپ کے زیر سایہ عرصہ پانچ سال سے طالب علم رہا ہوں۔گزشتہ سال اسی سکول سے میں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔اب چونکہ میں نے اسلامیہ کالج پشاور میں داخلہ لینا ہے جس کے لئے کریکٹر سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے۔

آپ صاحبان کی یاددہانی کے لئے عرض ہے کہ میرا شمار سکول کے محنتی، ذہین اور فرمانبردار طلبہ میں ہوتا تھا۔سکول کے تمام اساتذہ میری فرمانبرداری اور اخلاق سے خوش تھے۔ بزم ادب میں بھی برابر حصہ لیتا رہا ہوں۔تین دفعہ مجھے انعام سے نوازا گیا میٹرک کا امتحان بھی میں نے اے۔ون گریڈ میں پاس کیا۔ یہ سب آپ کی محنت اور میرے ماں باپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔
اس لئے استدعا ہے کہ مجھے مذکورہ سرٹیفکیٹ عطا فرما کر مشکور فرمائیں۔

عین نوازش ہوگی

فقط زیادہ آداب

العارض

آپ کا تابع فرمان شاگرد

المورخہ ۲۱ مارچ ۲۰۲۰ء (ا۔ب۔ج) جماعت نہم اے، رول نمبر ۲۳

۳۔محکمہ پولیس میں کانسٹیبل بھرتی کے لئے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے نام درخواست

بخدمت جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس ڈیپارٹمنٹ پشاور

جناب عالی!

مودبانہ گزارش ہے کہ فدوی کو چند باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے زیر سایہ کانسٹیبل کی کچھ آسامیاں خالی ہیں۔فدوی اپنے آپ کو بطور امیدوار پیش کرنے کی جسارت کرتا ہے۔فدوی اچھے اخلاق اور اچھی صحت کا مالک ہے قد ۷۔۵ چھاتی ۳۶۔۴۳ ہے۔ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔زمانہ طالب علمی میں کرکٹ کا بہترین کھلاڑی رہا ہے۔سکول اور کالج کے زمانے میں بھی کئی انعامات حاصل کئے۔
اگر فدوی کو خدمت کا موقع ملا تو وہ اپنی ڈیوٹی پوری ایمانداری، محنت اور جانفشانی سے دے گا۔امید ہے آپ صاحبان

میری عرض پر ہمدردانہ غور ضرور فرمائیں گے۔

عین نوازش ہوگی

فقط زیادہ آداب

العارض

آپ کا تابع فرمان شاگرد

المورخہ ۲۱ مارچ ۲۰۲۰ء (ا۔ب۔ج) جماعت نہم اے، رول نمبر ۲۳

۴۔صفائی کے لئے چیرمین میونسپل کمیٹی کے نام درخواست

بخدمت جناب چیرمین میونسپل کمیٹی ٹوپی صوابی

جناب علی!

مودبانہ گزارش ہے کہ ہم اہلیان محلہ۔۔۔۔آپ کی توجہ اپنے اس اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں۔ٔعداد کچھ یوں ہے آپ کا عملہ صفائی لمبے عرصے سے مذکورہ محلے میں ڈیوٹی دینے نہیں آیا۔نالے کیچڑ سے بھر چکے ہیں ان کا گندا پانی ہر وقت گلیوں میں کھڑا رہتا ہے۔گلیوں میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگ چکے ہیں جن سے بدبو پھیل چکی ہے۔لوگوں کی زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے کئی بیماریوں کے پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

اس لئے آپ صاحبان مہربانی فرما کر کسی مختتی خاکروب کو بھجوا کر شکریہ کا موقع دیں۔

عین نوازش ہوگی

فقط زیادہ آداب

العارض

آپ کا تابع فرمان شاگرد

المورخہ ۲۱ مارچ ۲۰۲۰ء (ا۔ب۔ج) جماعت نہم اے، رول نمبر ۲۳

Scanned with CamScanner

۵۔ پرنسپل کے نام درخواست (ٹور پروگرام کے لئے گاڑی کا بندوبست)

بخدمت جناب پرنسپل صاحب گورنمنٹ ہائی سکول نمبر۲ مردان

جناب عالی!

نہایت ادب سے ساتھ گزارش ہے کہ جماعت نہم ودہم کے طلبہ نے سوات کالام جانے کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ شیراز صاحب نگرانی کے لئے آمادہ ہوگئے ہیں ہم نے وہاں کم ازکم دودن قیام کرنا ہے جس کے لئے گاڑی کی اشد ضرورت ہے لہذا آپ صاحبان مہربانی فرما کر سکول فنڈ سے گاڑی دینے کے احکامات صادر فرمائیں تا کہ ہم خیر وخوبی کے ساتھ اس سفر سے لطف اندوز ہوں۔

عین نوازش ہوگی

فقط زیادہ آداب

العارض

آپ کا تابع فرمان شاگرد

المورخہ ۲۱مارچ ۲۰۲۰ء　(ا۔ب۔ج) جماعت نہم اے، رول نمبر۲۳

۶۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر (DHO) کے نام درخواست

بخدمت جناب ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ضلع ہری پور

جناب عالی!

مودبانہ گزارش ہے کہ اہلیان گلشن آباد کا علاقہ ایک پسماندہ علاقہ ہے۔ یہاں صحت کی سہولیات بہت خراب ہیں معمولی بخار یا سر درد کے مریض کو شہر جانا پڑتا ہے۔ کچے راستے ہیں ٹرانسپورٹ کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں جس کے باعث اکثر مریض راستے میں ہی دم توڑ دیتے ہیں۔ ہمارے گاؤں کی آبادی تقریباً دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے لیکن تا حال یہاں پر ڈسپنسری کی سہولت نہیں ہے۔ ہم اہلیان گلشن آباد اس درخواست کے ذریعے التماس کرتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں ایک ڈسپنسری کی تعمیر کے احکامات صادر فرمائیں۔

دعا گو رہینگے

عین نوازش ہوگی

فقط زیادہ آداب

العارض

آپ کا تابع فرمان شاگرد

المورخہ ۲۱مارچ ۲۰۲۰ء　(ا۔ب۔ج) جماعت نہم اے، رول نمبر۲۳

۷۔ دوبارہ داخلہ کے لئے پرنسپل کے نام درخواست

بخدمت جناب پرنسپل صاحب گورنمنٹ ہائی سکول ا،ب،ت

جناب عالی!

مودبانہ گزارش ہے کہ فدوی آپ کے زیرسایہ جماعت نہم میں پڑھ رہا ہے، فدوی کا شمار سکول کے ہونہار اور فرمانبردار طلبہ میں ہوتا ہے۔ گذشتہ ایک مہینے سے ہمارے محلے میں ''چکن گونیا'' جیسی بیماری عام پھیل چکی ہے جس کی وجہ سے ہمارا گھرانا بھی متاثر ہوا ہے۔ والد صاحب بھی بیمار تھے اس لئے سکول کو بروقت اطلاع نہیں دی گئی جس کی وجہ سے میرا نام سکول سے خارج کردیا گیا۔ فدوی کو تعلیم حاصل کرنے کا بڑا شوق ہے اور ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہے اس لئے آپ صاحبان مہربانی فرما کر فدوی کو دوبارہ سکول میں داخلہ دے کر تعلیم جاری رکھنے کا موقع دیں۔

فدوی تاحیات دعا گو رہے گا۔

عین نوازش ہوگی

فقط زیادہ آداب

العارض

آپ کا تابع فرمان شاگرد

المورخہ ۲۱مارچ ۲۰۲۰ء　(ا۔ب۔ج) جماعت نہم اے، رول نمبر۲۳

awaz e inqilab.com

Scanned with CamScanner

مکالمات

دو یا دو سے زیادہ افراد کی باہمی گفتگو یا بات چیت کو مکالمہ کہا جاتا ہے۔اس بات چیت کے کئی پہلو ہوتے ہیں۔اسی گفتگو سے ہم ایک دوسرے کے خیالات اور جذبات سے آگاہ ہوتے ہیں اور کسی کردار کی شخصیت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔مکالمات کی کامیابی سے ہی کسی ناول ڈرامہ یا افسانہ وغیرہ کو شہرت ملتی ہے۔مکالمہ میں مخاطب کے مرتبے اور رتبے کا لحاظ رکھنا چاہیے۔گفتگو کا انداز ایسا ہونا چاہیئے کہ بات سے بات خود نکلتی آئے۔ایک ہی بات بار بار دہرانے سے مکالمہ میں پھیکا فن پیدا ہو جاتا ہے۔

چند مکالمات بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

دکاندار اور گاہک کے مابین مکالمہ

گاہک:السلام علیکم

دکاندار:وعلیکم السلام! خوش آمدید جناب

گاہک:یہ کون سے سیب ہیں؟

دکاندار:یہ کوئٹہ سے آئے ہوئے ہیں۔

گاہک:(سونگھ کر)ان کی تو کوئی خوشبو ہی نہیں۔

دکاندار:آپ کو خوشبودار سیب چاہیئے تو یہ لے لیجئے۔

گاہک:(سفید رنگ کے سیبوں کو دیکھتے ہوئے)خوشبو تو عمدہ ہے لیکن معلوم نہیں ذائقہ کیسا ہوگا؟

دکاندار:ذائقہ بھی عمدہ ہے جناب۔گذشتہ روز میں خود اپنے بچوں کے لئے لے گیا تھا۔

گاہک:اس کی قیمت کیا ہے؟

دکاندار:صرف 150 روپے کلو۔

گاہک:یہ تو بہت ہی مہنگے ہیں۔

دکاندار:جی جناب! آجکل منڈی بہت زیادہ مہنگی ہو چکی ہے۔

گاہک:120 پر لگا دو۔

دکاندار:آپ کو کتنے کلو چاہیئے؟

گاہک:بس دو کلو ہی کافی ہے۔

دکاندار:جی بہتر۔

گاہک:کسی مضبوط شاپر میں ڈال دیں تاکہ میں آسانی کے ساتھ موٹر سائیکل پر لے جاسکوں۔

دکاندار:جی دو ہی شاپر میں ڈال دیئے۔

گاہک:بہت اچھا جناب۔بڑی مہربانی۔

طبیب اور مریض کے درمیان مکالمہ

نعیم:السلام علیکم!

ڈاکٹر:وعلیکم السلام! آپ کیسے ہیں نعیم۔

نعیم:مجھے دل کی تکلیف ہے۔

ڈاکٹر صاحب:آپ ذرہ اپنا کوٹ اتار دیں میں پہلے آپ کا دل اور پھیپھڑے چیک کروں گا۔

نعیم:بالکل ٹھیک ہے جناب۔

ڈاکٹر:آپ کے پھیپھڑے تو بالکل ٹھیک ہے لیکن دل میں کچھ کمزوری ہے آپ تو سگریٹ نہیں پیتے؟

نعیم:جی ہاں پیتا ہوں کیا مرے دل پر اس کا اثر ہوا ہے؟

ڈاکٹر:میرا خیال ہے سگریٹ پینے کی وجہ سے آپ کے دل کا مسئلہ پیدا ہوا ہے آپ سگریٹ پینا بالکل ترک کر دیں اور ہر قسم کی سخت ورزش سے بھی پرہیز کریں۔

نعیم:مجھے پہلے ہی سے ورزش کی عادت نہیں ہے۔

ڈاکٹر:تب تو آپ کو صبح سویرے سیر کو جانا چاہیئے اور شام کو کھانے کے بعد چہل قدمی کرنے چاہیئے۔یہ رہا آپ کا نسخہ۔

نعیم:(نسخہ لیتے ہوئے)بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب یہ رہی آپ کی فیس۔

ڈاکٹر:شکریہ جناب، میں امید کرتا ہوں آپ میری ہدایات پر عمل کریں گے اور انشاءاللہ جلدی صحت یاب ہو جاؤں گے۔

نعیم:یقیناً میں ضرور کروں گا۔اللہ حافظ ڈاکٹر صاحب۔

کھیلوں کی اہمیت پر استاد اور طلبہ کے درمیان مکالمہ

استاد:آپ بیٹھ سکتے ہیں،آپ کے لئے ایک اچھی خبر ہے۔اگلے ہفتے ہم ہر قسم کھیلیں اپنے ادارے میں شروع کر رہے ہیں اب ہر ایک کو یہ فیصلہ کرنے پڑے گا کہ وہ کونسا کھیل کھیلنا پسند کرے گا۔

شاگرد:ہم کوئی کھیل بھی نہیں کھیلنا چاہتے ہیں۔سر! ہماری کلاس کا آخری سال ہے ہمیں اسی سال سے سکنڈری بورڈ کے امتحان میں بیٹھنا ہے کھیلیں گے تو امتحان میں کیا کریں گے؟

استاد:عمر کھیلنا بھی پڑھائی کی طرح لازمی اور ضروری ہے آپ کو صرف کتابی کیڑا نہیں بننا چاہیئے۔

Scanned with CamScanner

شاگرد: کھیلوں کا کوئی استعمال نہیں ہے ہمارے کاروبار نوکری اور امتحان میں۔

استاد: ہر کھیل ہمیں نظم وضبط اور اطاعت سکھاتی ہے اور یہی خصوصیات آپ کو زندگی میں اہم مقام دلاتی ہیں۔

شاگرد: جناب کھیلنے کے بعد ہم تھک جائیں گے اور پڑھائی نہیں کر سکیں گے۔

استاد: نہیں پیارے اسطرح سوچنا غلط ہے کھیلنا آپ کو جسمانی اور دماغی طور پر چاق وچوبند رکھتی ہیں آپ کو یہ تو پتہ ہے کہ صحت مند اور تندرست جسم میں صحت مند دماغ ہوتا ہے لہذا آپ زندگی کی جنگ اس کے بغیر قطعاً نہیں جیت سکتے۔

شاگرد: اب جناب ہم اچھی طرح جان گئے ہیں کہ کھیلنا انسانی جسم کے لئے بہت ہی ضروری ہے اس لئے ہم سب کھیلوں میں حصہ ضرور لیں گے۔

دو دوستوں کے درمیان مکالمہ

شاہد: السلام علیکم! آصف

آصف: وعلیکم السلام شاہد

شاہد: آپ کیسے ہیں۔

آصف: میں ٹھیک ہوں، بہت شکریہ آپ اپنا سنائیں کیا چل رہا ہے آج کل؟

شاہد: کچھ بھی نہیں جی۔ بس کتابیں وغیرہ چھاپ رہے ہیں۔

آصف: آپ کتابیں شائع کر رہے ہیں اور پھر بھی کہتے ہیں کہ کچھ نہیں ہو رہا!

شاہد: ہاں میں آپ کو ٹھیک بتا رہا ہوں۔

آصف: پر کیسے؟

شاہد: ایسا اس لئے ہیں کہ یہ کوئی منافع بخش کاروبار تو نہیں ہے۔

آصف: واقعی یار!

شاہد: بس یار گزارا ہی کر رہے ہیں۔

آصف: بہت اچھا ہے کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہئے۔

شاہد: تو آپ کیا کر رہے ہیں؟

آصف: چھوڑو یار پھر کبھی بتاؤں گا۔

شاہد: ٹھیک ہے جناب۔

آصف: پھر ملیں گے۔

شاہد: بہت اچھا۔

VERSION :A

اُردو لازمی (نہم)

(Fresh/ Reappear)

کل وقت: 3 گھنٹے

نمبرات: 15

''سیکشن الف''

اس پرچے کے تین حصے یعنی الف، ب اور ج ہیں۔

وقت: 20 منٹ

ہدایات:۔ o اس حصے کو صرف دیئے گئے MCQs Answer Sheet پر حل کریں۔

o ہر سوال کے صحیح جواب کے دائرہ کو کالے رنگ کے بال پوائنٹ یا مارکر سے پُر کریں۔

o کاٹ کر، مٹا کر، دوبارہ لکھے ہوئے یا ایک سے زائد دائروں کو پُر کرنے پر کوئی نمبر نہیں ملے گا۔

سوال نمبر ۱: دیئے گئے چار ممکنہ جوابات یعنی D اور C، B، A میں سے صحیح جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ جس نظم میں بندہ خدا سے التجا کرتا ہے اور دین ودنیا کی بھلائی مانگتا ہے اسے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہا جاتا ہے۔

۱۔ مناجات   ۲۔ منقبت   ۳۔ قصیدہ   ۴۔ مرثیہ

۲۔ امیر مینائی کے والد کا نام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھا۔

۱۔ مولوی وحید الدین   ۲۔ مخدوم شاہ   ۳۔ مولوی کرم احمد   ۴۔ شاہ مینا

۳۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ کو موجودہ دور کے نقاد پہلا ترقی پسند شاعر تسلیم کرتے ہیں۔

۱۔ نظیر اکبر آبادی   ۲۔ اکبر الہ آبادی   ۳۔ حالی   ۴۔ میرزا ادیب

۴۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو خدائے سخن کہا جاتا ہے۔

۱۔ میر درد   ۲۔ میر تقی میر   ۳۔ غالب   ۴۔ اقبال

۵۔ خواجہ حیدر علی آتش ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں پیدا ہوئے۔

۱۔ فیض آباد   ۲۔ راولپنڈی   ۳۔ سیالکوٹ   ۴۔ کراچی

۶۔ مرزا غالب کے والد کا نام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھا۔

۱۔ اسد اللہ   ۲۔ میرزا اسد   ۳۔ عبداللہ بیگ   ۴۔ عبداللہ خان

۷۔ مولانا شبلی نے تاریخی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے ذریعے مسلمانوں کو ان کے سنہرے ماضی کی یاد دلا کر مستقبل کی تعمیر پر ابھارنے کی کوشش کی۔

۱۔ کتب   ۲۔ ناول   ۳۔ حوالوں   ۴۔ سوانح عمریوں

۸۔ جملے کے ۔۔۔۔۔۔۔۔ بڑے اجزا ہوتے ہیں۔

۱۔ دو   ۲۔ تین   ۳۔ چار   ۴۔ پانچ

۹۔ حضرت عمرؓ نے سائل سے فرمایا: تو سائل نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

۱۔ انسان   ۲۔ تاجر   ۳۔ چار   ۴۔ بدمعاش

۱۰۔ ہمارے اُمور میں ایک حصے کا تعلق خدا سے ہے اور ایک حصے کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ہے۔

۱۔ انسان   ۲۔ اپنی ذات   ۳۔ ابنائے جنس   ۴۔ رسولؐ

۱۱۔ ''آبِ حیات'' کے مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

۱۔ محمد حسین آزاد   ۲۔ ڈپٹی نذیر احمد   ۳۔ سرسید احمد خان   ۴۔ شبلی نعمانی

۱۲۔ دنیا کی ۔۔۔۔۔۔۔ باتیں مجھ کو نمازوں میں یاد آتی تھیں۔

۱۔ اچھی   ۲۔ بد   ۳۔ بھولی بسری   ۴۔ کاموں کی

۱۳۔ میرزا ادیب کا سال ولادت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

۱۔ ۱۹۱۱   ۲۔ ۱۹۱۲   ۳۔ ۱۹۱۳   ۴۔ ۱۹۱۴

۱۴۔ جس نے ہمارے قبلے کو اپنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بنایا، وہ مسلمان ہے۔

۱۔ حصہ   ۲۔ نہیں   ۳۔ قبلہ   ۴۔ ان میں سے کوئی نہیں

۱۵۔ سبق ''انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا'' کے مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

۱۔ سرسید احمد خان   ۲۔ اقبال   ۳۔ حالی   ۴۔ محمد حسین آزاد

awaz-e-inqilab.com

Scanned with CamScanner

Model Paper — Urdu (Compulsory) Paper – IX

1۔ ہر سوال کے سامنے چار دائرے دیے گئے ہیں، صرف صحیح جواب والا دائرہ بھر دیں۔
2۔ دائروں کو شیڈ (بھرنے) کے لئے نیلے یا کالے رنگ کا مارکر استعمال کریں۔
3۔ جواب میں ایک سے زائد دائرے بھرنے سے جواب غلط تصور ہوگا۔

Total Marks : 75
Time Allowed: 20 Minutes

Total Time Allowed: 3 Hours

SECTION – A

Marks : 15

#	سوال				
1	سفارش کے ---- مکھی، مچھر یا چوہے نہیں پھیلاتے۔	جراثیم	بیج	امراض	خطرات
2	جچتا نہیں نظروں میں یاں خلعت ------	شاہی	سلطانی	عثمان	بادشاہی
3	سبق "قومی اتحاد" کے مصنف کون ہیں؟	مولانا شبلی نعمانی	مولوی نذیر احمد	سرسید احمد خان	منشی پریم چند
4	"اہلِ عجم کی طرح ---- کیلئے نہ اٹھو"۔	احترام	تعظیم	ادب	اکرام
5	"ہے، ہیں، ہوں، ہو، تھا، تھے، تھی، تھیں" مثال ہے ------	فعل ناقص کی	حروف جار کی	حروف عطف کی	فعل مرکب کی
6	آثار الصنادید کس کی تصنیف ہے؟	مولانا الطاف حسین حالی	محمد حسین آزاد	سرسید احمد خان	شبلی نعمانی
7	"ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔" یہ فرمان کس ہستی کا ہے؟	حضرت امام اعظمؒ	امام مالکؒ	حضرت امام جعفرؒ	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ
8	"کلیات نظیر" کے مصنف کون ہیں؟	علامہ محمد اقبال	نظیر اکبر آبادی	حفیظ جالندھری	بہادر شاہ ظفر
9	ان میں سے کس نے 1862ء میں قید کے دوران وفات پائی؟	مرزا غالب	خواجہ میر درد	سر سید احمد خان	بہادر شاہ ظفر
10	عظیم ---- اور افسانہ نگار شفیق الرحمٰن مارچ 2000ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔	مرثیہ گو	مکتوب نگار	مراسلہ نگار	مضمون نگار
11	حروفِ اضافت وہ ہوتے ہیں، جو ----- کرتے ہیں۔	کمی	اضافہ	بڑھا	مدد
12	"پریم پچیسی" کس کی تصنیف ہے؟	شفیق الرحمٰن	غلام عباس	منشی پریم چند	فرحت اللہ بیگ
13	کنایے کے لغوی معنی کیا ہیں؟	اشارے کی بات	چھپا کر بات کرنا	دوسروں کو بتانا	شاعری
14	"کتنا ہے بدنصیب ---- دفن کیلئے۔" مصرع مکمل کریں۔	ظفر	اقبال	داغ	درد
15	سبق "سفارش" کس کی تحریر کردہ ہے؟	کرنل محمد خان	سرسید احمد خان	مولوی نذیر احمد	محمد حسین آزاد

MRD-IX-19(A)

کل وقت: 2 گھنٹے 40 منٹ

اُردو لازمی (نہم)

کل نمبرات: 60

(Fresh/Reapear)

سوال نمبر 2: مندرجہ ذیل میں سے کوئی نو (۹) اجزاء کے مختصر جوابات تحریر کریں۔ تمام اجزاء کے نمبر مساوی ہیں۔

۱۔ مصنف نے علماء اور واعظین سے کیا درخواست کی ہے؟
۲۔ سبق "قومی اتفاق" کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔
۳۔ پانچ فعلیہ جملے لکھیں اور ان میں فاعل، مفعول اور فعل کی نشاندہی کریں۔
۴۔ وہم کی تصویر کس طرح پیش کی گئی ہے؟
۵۔ نصوح نے خواب میں جس عدالت کو دیکھا اس کی کیفیت اپنے الفاظ میں لکھیں۔
۶۔ ڈرامہ "دستک" سے آپ کونسا اخلاقی سبق اخذ کرتے ہیں؟
۷۔ سبق "سفارش طلب" سے ہمیں کیا اخلاقی سبق ملتا ہے؟
۸۔ مندرجہ ذیل محاورات کو جملوں میں استعمال کریں۔
۹۔ نیلی جھیل کی خوبصورتی کا منظر اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

<u>کام تمام کرنا</u> <u>سکوت کا عالم</u> <u>مفارقت</u> <u>مردم آزادی</u> <u>مصمم</u>

۱۰۔ بے سہارا بچوں سے بُرا سلوک کیا جائے تو اُن میں کیسی عادتیں پروان چڑھتی ہیں؟
۱۱۔ صاحب خانہ کو اپنے گھر میں آرام و سکون کیوں نہ مل سکا؟
۱۲۔ "تمہیں اس سے کہیں زیادہ ثواب ہوگیا۔ اس حج کا نام حج اکبر ہے۔" اس جملے کا کیا مطلب ہے؟
"سیکنڈ حج"

نمبرات: 24

سوال نمبر ۳: متن اور سیاق و سباق کے حوالے سے کسی ایک نثر پارے کی تشریح کریں۔

(الف) علامہ مقری تاریخ اندلس میں لکھتے ہیں کہ: "اندلس میں جس سائل کو تندرست اور کام کے لائق دیکھتے ہیں۔ اس کو نہایت ذلیل کرتے اور سخت سست کہتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ یہاں اپاہج اور معذور آدمی کے سوا کوئی سائل نظر نہیں آتا۔" مگر افسوس اور نہایت افسوس ہے کہ اس زمانے میں ہمارے ملک جس قدر مسلمان بھیک مانگتے نظر آتے ہیں، اس قدر اور کسی قوم کے افراد نظر نہیں آتے۔

(ب) کیوں نہیں، یہ انھی اعمال کی بدولت ہے کہ میں دوسروں سے کم تکلیف میں ہوں۔ یہاں ہمارے اعمال میں خلوص نیت شرط ہے۔ میری نمازیں بے حضور قلب تھیں۔ دنیا کی بھولی بسری باتیں مجھ کو نمازوں میں یاد آتی تھیں۔ میں نماز کیا پڑھتا تھا، گھاس کاٹتا تھا۔ میرے روزے ایسے تھے کہ عید کا اس طرح منتظر رہتا تھا، جیسے کوئی قیدی تاریخ رہائی کا۔ عید کیلئے تیس روزے پورے کرتا، تو گویا موت آجاتی تھی۔ میں تو دنیا میں ایسے گیا تھا، جیسے کسی سرائے میں مسافر۔

سوال نمبر 4: شاعر اور نظم کا حوالہ دے کر کسی ایک جز کی تشریح کیجئے۔

(الف)
بلبل کو باغباں سے نہ صیاد سے گلہ — قسمت میں قید لکھی تھی فصل بہار میں
کہہ دو ان حسرتوں سے، کہیں اور جا بسیں — اتنی جگہ کہاں ہے دلِ داغدار میں

(ب)
کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شبِ غم بری بلا ہے — مجھے کیا برا تھا مرنا، اگر ایک بار ہوتا
اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا — جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا

سوال نمبر 6: مندرجہ ذیل عبارت کو غور سے پڑھ کر آخر میں دیئے گئے سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

مجھے اس بات کے دیکھنے سے نہایت افسوس ہے کہ ہم سب آپس میں بھائی بھائی تو ہیں مگر مثل برادران یوسفؑ کے ہیں۔ آپس میں دوستی اور محبت، یک دلی اور یک جہتی بہت کم ہے۔ حسد، بغض و عداوت کا ہر جگہ اثر پایا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ آپس کی نا اتفاقی ہے۔ شیطان جس نے خدا سے وعدہ کیا کہ "میں ضرور ان کو تیری صراطِ مستقیم سے ہٹا کر رہوں گا۔" وہ بظاہر ایک مقدس اور نورانی حیلے سے ان روحانی بھائیوں میں نفاق ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

سوالات: (۱) ہم آپس میں کس طرح کے بھائی ہیں؟ (۲) ہم میں کن خوبیوں کا فقدان پایا جاتا ہے؟
(۳) ہمارے ہاں کن بُرائیوں کا اثر پایا جاتا ہے؟ (۴) شیطان نے خدا سے کیا وعدہ کیا تھا؟

یا

اپنے دوست کو طنز و مزاح سے بھرپور خط لکھیں۔

Scanned with CamScanner

Follow me on face book for newly added books

Download any Subject MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

Model Paper

اردو(لازمی) (نیوکورس)

9th (Fresh/Reappear)

نوٹ:- سیکشن (ب) اور سیکشن (ج) کیلئے کل وقت 2 گھنٹے اور 40 منٹ ہیں۔

نمبر ۳۶

سیکشن (ب)

سوال-II مندرجہ ذیل سوالات میں سے کوئی سے نو(9) کے جوابات تحریر کریں۔ ہر سوال کے نمبر برابر ہیں۔

(۱) غلام کو جب بیگم صاحبہ نے دستر خوان پر بٹھایا۔ تو اس کیساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

(۲) محاورہ کی تعریف کریں۔ اور تین مثالیں دیکر وضاحت کریں۔

(۳) انسان کے کن امور کا تعلق اپنے جیسے انسانوں سے ہے؟

(۴) سفارش طلب کی بلیک میلنگ کا کیا انداز ہوتا ہے؟

(۵) نظم "برسات کی بہاریں" میں شاعر نے کن کن چیزوں کا ذکر کیا ہے؟

(۶) جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ کی علیحدہ علیحدہ تعریف کریں۔ اور دو دو مثالیں دیں۔

(۷) جملوں میں استعمال کریں۔ حسب معمول، حوصلہ افزائی، جہاندیدہ، حسب توفیق۔

(۸) سبق غلام کے حوالے سے فرحت اللہ بیگ کی وجہ شہرت پر نوٹ لکھیں۔

(۹) مولانا شبلی نعمانی نے حضورؐ کے اخلاق کا سب سے نمایاں وصف کیا بتایا ہے؟ وضاحت کریں۔

(۱۰) اسلام میں گداگری کی کیوں مذمت کی گئی ہے؟ اس کے نقصانات بتائیں۔

(۱۱) دیئے گئے الفاظ کے متضاد لکھیں۔ تندرست، فروخت، گناہ، آگ

(۱۲) بقول سرسید احمد خان ہمارے کاموں میں برکت کیوں باقی نہیں رہی؟ وضاحت کریں۔

نمبر ۲۴

سیکشن (ج)

نوٹ - کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کیجئے۔ ہر سوال کے آٹھ (8) نمبر ہیں۔

سوال-III سیاق و سباق کے حوالے سے کسی ایک جزو کی تشریح کریں۔

(الف) ایک شخص سوکھا سہا، دبلاپے کے مارے فقط ہوا کی حالت ہو رہا تھا۔ اس انبوہ میں نہایت چالاکی اور پھرتی سے پھر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک آئینہ تھا۔ جس میں دیکھنے سے شکل نہایت بڑی معلوم ہونے لگتی تھی۔

(ب) سقہ! گھر میں بہرے بستے ہیں، کمبخت اس زور سے کنڈی کھٹکھٹاتا ہے؟ اللہ ماروں کو اتنا خیال بھی تو نہیں آتا کہ گھر میں کوئی بیمار پڑا ہے۔ ڈاکٹر نے تاکید کر رکھی ہے۔ کہ شور وغل نہ ہونے پائے۔

سوال-IV شاعر اور نظم کا حوالہ دیتے ہوئے کسی ایک نظم پارے کی تشریح کریں۔

(الف)
جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہیں
گل پھول جھاڑ کر اپنی دھج رہے ہیں
بجلی چمک رہی ہے بادل گرج رہے ہیں
اللہ کے نقارے نوبت کے بج رہے ہیں

(ب)
حنا بند عروس لالہ ہے خون جگر تیرا
تری نسبت براہیمی ہے معمار جہاں تو ہے!
تری فطرت امیں ہے ممکنات زندگانی کی
جہاں کے جوہر مضمر کا گویا امتحاں تو ہے!

سوال-V بحوالہ شاعر کسی ایک جزو کی تشریح کریں۔

(الف)
فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں! خوش رہو، ہم دعا کر چلے
جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو اب وفا کر چلے

(ب)
سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا
زیر زمیں سے آتا ہے جو گل سو زر بکف
قارون نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا

سوال-VI ناظم اعلیٰ کو اپنے محلے کی صفائی اور اوباش لڑکوں کی شکایت کیلئے ایک خط لکھیں۔

یا

اقتباس کے آخر میں دیئے گئے سوالات کے جوابات اپنے الفاظ میں لکھیں۔

آغا میرے بے تکلف دوست ہیں۔ اصول کے بندے ہیں۔ بلکہ اپنی اصول پرستی کیلئے بدنامی کی حد تک مشہور ہیں۔ پچھلے دنوں میں ان سے عارضی طور پر ناراض سا تھا۔ لیکن وہ ایک شام بہ ہمہ بے تکلفی آوارد ہوئے۔ اور میری ظاہری سرد مہری کو نظر انداز کرتے ہوئے میرے ملازم کو حسب معمول چائے کا حکم دیا۔

سوال نمبر 1 :- مصنف نے اپنے دوست کا نام کیا بتایا؟

سوال نمبر 2 :- ان کے دوست کیوں اتنے بدنام تھے؟

سوال نمبر 3 :- مصنف کے دوست کس وقت تشریف لائے؟

سوال نمبر 4 :- دوست نے کس کو چائے کا حکم دیا؟

FB/ABDULLAH INQILABI

Scanned with CamScanner